بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِتّحافُ اللّاطِمِ الیٰ حُماۃِ یَزیدالظّالِم

معروف بہ

فسقِ یزید

احادیث وآثارِ صحیحہ واقوالِ سلف کے حوالے سے

مصنف

مفتی رضاء الحق اشرفی

﴿معاونین﴾

مفتی محمد عزرالباری اشرفی جامعی استاذ جامع اشرف، مولانا عارف رضا اشرفی ناظم تعلیمات جامع اشرف، مولانا قمر عارف اشرفی ازہری جامعی استاذ جامع اشرف

﴿ناشر﴾

اہل سنت ریسرچ سینٹر ممبئی ملحقہ السید محمود اشرف دارالتحقیق والتصنیف

جامع اشرف درگاہ جامع اشرف کچھوچھہ شریف ضلع امبیڈکر نگر یوپی

نام کتاب: اتحاف اللاطم الیٰ حماۃ یزید الظالم

معروف بہ

فسق یزید احادیث وآثار صحیحہ واقوال سلف کے حوالے سے

مصنف: مفتی رضاء الحق اشرفی

کمپوزنگ: نذر الباری اشرفی (اظہار اشرف کمپیوٹر سینٹر جامع اشرف)

ناشر: اہل سنت ریسرچ سینٹر ممبئی

اشاعت اول: 2015ء

صفحات: 144

تعداد: 1100

قیمت: 75-00

ملنے کے پتے

☆السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف جامع اشرف کچھوچھہ مقدسہ

☆اہل سنت ریسرچ سینٹر جوگیشوری ممبئی 9987517752

☆ مکتبہ فیضان اشرف خانقاہ اشرفیہ حسنیہ سرکارکلاں کچھوچھہ مقدسہ

☆الاشرف اکیڈمی دہلی 9891105516

☆الاشرف اکیڈمی راج محل صاحب گنج جھارکھنڈ 8869998234

شرف انتساب

ان کشتگانِ خنجرِ تسلیم و رضا کے نام

جنہوں نے اعلاءِ حق کی خاطر اپنے خون جگر کی سرخیوں سے

دشتِ کربلا کے لوحِ دل پہ قیامت تک کے لئے یہ پیغام نقش کر دیا۔

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر

اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

//

اسیرِ غمِ شہداءِ کربلا

رضاء الحق اشرفی

السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف جامع اشرف کچھوچھہ شریف

۱۸ / اپریل ۲۰۱۵

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

اِس ہوش ربا اور پر فتن ماحول میں اصلاحِ اعمال وعقائد ایک مشکل امر ہو چکا ہے۔ ہر چہار جانب فتنے سر ابھار رہے ہیں اور امتِ مسلمہ اضطرابی کیفیت سے دوچار ہے۔ ویسے تو رزمِ حق وباطل ہمیشہ سے رہی ہے۔ لیکن بفضل اللہ تعالیٰ فتح ونصرت حق وصداقت کی ہی جھولی میں آئی ہے ـــــ آج اہل حق وصداقت (اہل سنت وجماعت) کے سامنے ایک بہت بڑا چیلنج ہے۔ اور وہ چیلنج ہے غیر مقلدیت وہابیت وسلفیت ۔ جس نے ہر محاذ پر فتنہ پردازی کے لئے اپنے افراد تیار کر رکھے ہیں اور اہل سنت وجماعت کی مخالفت کرنا اس کا مقصد بن چکا ہے۔ کبھی تو عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدفِ طعن بناتی ہے تو کبھی حرمت صحابہ پر کیچڑ اچھالتی ہے تو کبھی اللہ کے مقرب بندوں کو معاذ اللہ کفر وشرک کا سب سے بڑا سبب گردانتی ہے ـــــ ائمۂ مجتہدین کی وہ تصریحات جن کو انہوں نے خداداد صلاحیت کی بنیاد پر قرآن وحدیث کی روشنی میں اخذ کئے ہیں، انہیں یہ کہہ کر رد کر دیتی ہے کہ یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں اور اگر کسی حدیث سے ثابت ہے تو ”وہ حدیث ضعیف ہے، یا موضوع ہے“ ـــــ

اسی غیر مقلدیت نے پھر خاندان رسالت کی پاکیزگی پر انگلی اٹھائی ہے اور اپنی خارجی ذہنیت کا ثبوت دیتے ہوئے شہید اعظم امام عالی مقام اور ان کے جاں نثاروں کی تضلیل وتفسیق کرتے ہوئے ان صحابہ کو بھی برا بھلا کہہ رہی ہے جنھوں نے یزید پلید کی حمایت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ نعوذ باللہ من ذالک۔

اہل سنت ریسرچ سینٹر ممبئی برانچ السید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ شریف کو حضور قائد ملت امیر اہل سنت داعی برحق مرشد الانام حضرت علامہ مولانا مفتی سید شاہ محمد محمود اشرف اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ نے خصوصیت کے ساتھ انہیں فتنہ پردازی کا مسکت جواب دینے اور عوام اہل سنت کو حق وصداقت سے بہرہ ور کرنے کے لئے

قائم کیا ہے۔ تاکہ عوام اہل سنت کے اعمال وعقائد کی اصلاح کی جاسکے اور بروقت باطل وبدمذہب فرقوں کے چیلینجز کا جواب دے کر اہل سنت کی ضرورت کی تکمیل کی جاسکے۔

الحمدللہ ثم الحمد اہل سنت ریسرچ سینٹر ممبئی کے قیام کو ابھی کچھ ہی عرصہ ہوا ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ نتائج اچھے آنے لگے ہیں اور اس بار ہم عوام اہل سنت کی خدمت میں تین کتابیں پیش کررہے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب "فسقِ یزید" اہل سنت ریسرچ سینٹر ممبئی کی پہلی کھیپ میں شائع ہونے والی کتابوں کی ایک کڑی ہے۔ جس کی شدید ضرورت تھی کیونکہ اہل سنت وجماعت کی پاکیزہ فضا میں زہر گھولنے اور جھوٹ وباطل کا سہارا لیکر عوام اہل سنت کو گمراہ کرنے کی کوشش جاری ہے۔ انشاءاللہ یہ کتاب یقیناً متلاشیانِ حق کو منزلِ مقصود تک پہنچانے میں مُمد ومعاون اور ایک بہتر راہنما ثابت ہوگی۔

ہم بہت ہی ممنون ومشکور ہیں فقیہ عصر محدث جلیل حضرت علامہ مفتی رضاءالحق اشرفی صاحب کا جنہوں نے اس کتاب کو تیار کرنے میں شب وروز ایک کردیا اور روزمرہ کے معمولات کو برطرف کرکے قابل اشاعت بنایا۔ بڑی ناسپاسی ہوگی اگر ہم فراموش کرجائیں عالم جلیل مفتی نذرالباری اشرفی استاذ جامع اشرف وریسرچ اسکالر اہل سنت ریسرچ سینٹر ممبئی کو جن کی ہمہ وقتی توجہ نے کتاب کو بروقت تیار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اللہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور اہل بیت اطہار کے فیوض وبرکات سے مستفیض فرمائے۔ آمین۔ ساتھ ہی ساتھ ہم السید محمود اشرف دارالتحقیق والتصنیف کے جملہ محققین ومعاونین ومنتظمین کے بھی شکرگذار ہیں جن کی سرپرستی ادارہ ہذا کے مؤسس حضور قائد ملت فرمارہے ہیں۔ کہ ہمارا اہل سنت ریسرچ سینٹر اسی سے ملحق ہے اور اس کے تعاون ہی سے یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا اور یہ خوبصورت ومدلل کتاب آپ کے ذوقِ مطالعہ کی میز پر آگئی۔ فقط

ایوب پنج وانی اشرفی، اسلم سراٹھیا اشرفی
واراکین اہل سنت ریسرچ سینٹر ممبئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ جلیل

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مفتی عبدالخالق صاحب قبلہ اشرفی جامعی
صدر المدرسین جامع اشرف درگاہ کچھوچھہ مقدسہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ناخلف و بدباطن بیٹا یزید پلید باجماع علماء اسلام و اہل سنن فاسق و فاجر ظالم اور جری علی الکبائر تھا اور مجدد افضل واجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ اور آپ کے متبعین وموافقین تو اسے کافر کہتے ہیں۔باوجود اس کے بعض لوگ جن کے دل میں یزید کی محبت ہے وہ یزید پلید کی پیشانی سے قتل حسین رضی اللہ عنہ کے بدنما داغ کو مٹا کر اسے امیر المومنین وخلیفۃ المسلمین مشہور کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور سبط رسول شہزادۂ گلگوں قبا حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ جن کے فضائل ومحاسن کتب تفاسیر و احادیث سیر وتواریخ، اقوال کبار صحابہ اور ارشادات ائمہ اجلہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہیں انہیں باغی قرار دے کر بھولے بھالے مسلمانوں کو جادۂ حق سے ہٹا کر گمراہ کرنے کی جدوجہد میں لگے رہتے ہیں۔ حالاں کہ تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی باطل نے سر ابھارا تو بمصداق "لکل فرعون موسی" رب قدیر نے حمایتِ حق کے لئے اور باطل کی سرکوبی کے لئے کسی نہ کسی مردِ حق کو پیدا فرمایا۔

زیر نظر کتاب مستطاب حضرت علامہ محقق مدقق محدث رضاء الحق اشرفی مفتی

اعظم جھارکھنڈ کی تصنیف کردہ ہے جس میں انہوں نے فسقِ یزید کو مضبوط دلائل وبراہین سے بدرجۂ اکمل واتم مدلل ومبرہن فرمایا ہے اور طرفدارانِ یزید کو دلائل وبراہین سے ناصبی وگمراہ ثابت کیا ہے اور احقاقِ حق ابطالِ باطل کا وہ حق ادا کیا کہ دشمنانِ حسین رضی اللہ عنہ کے لئے حق سے اعراض کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رکھی ہے۔ بے شک یہ کتاب لاجواب طالبانِ حق کے لئے مشعل راہ اور نورِ ہدایت ہے۔رب ذوالمنن مصنفِ مُتَصِف کو عمرِ خضر عطا فرمائے اور غیبی قوتوں سے ان کی مدد فرمائے اور انہیں ،انکے معاونین ،اراکین اہل سنت ریسرچ سینٹر ممبئی وسید محمود اشرف دار التحقیق والتصنیف کو دارین کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔آمین ــــــ

احقر العباد: عبدالخالق اشرفی۔صدر المدرسین جامع اشرف۔

۲۱/اپریل ۲۰۱۵ء

کتاب سے پہلے

جگر گوشۂ فاطمۃ الزہراء، نورِ دیدۂ علی مرتضیٰ، راکبِ دوشِ مصطفیٰ، امام عالی مقام حسین شہید کربلا کی شہادت کو تیرہ سو پچھتر سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن آج بھی سانحۂ کربلا کی خونیں داستان سن کر ہر سچے کلمہ گو مسلمان کی آنکھیں نمناک اور دل غمزدہ ہو جاتا ہے۔ یہ رسول ﷺ واہل بیت اطہار سے سچی محبت کا تقاضا بھی ہے اور ایمان وعقیدے کی صحت وسلامتی کی دلیل بھی___ برخلاف اس کے ذکر حسین وفضائل اہل بیت سن کر چیں بجبیں وکبیدہ خاطر ہونا بدعقیدگی کی علامت اور دین وایمان کی بربادی کی دلیل ہے___

ماضی میں امام حسین واہلِ بیتِ اطہار پر ظلم وستم کر کے یزید اور یزیدیوں نے اپنا دین وایمان اور آخرت تباہ وبرباد کیا ہے اور آج بھی ایک گروہ یزید اور یزیدیوں کی حمایت کر کے اپنا ایمان وعقیدہ فاسد کر کے جہنم میں جانے کا سامان تیار کر رہا ہے۔ حامیانِ یزید کا یہ عمل ان کی ذات تک محدود رہتا تو اتنی پریشانی کی بات نہ تھی لیکن انہوں نے خوش عقیدہ مسلمانوں کو اپنا ہم خیال بنا کر حامیانِ یزید کے کیمپ میں داخل کرنے کے لئے طرح طرح کی ہتھکنڈے استعمال کرنا شروع کر دیا ہے___ کچھ دنوں پہلے ایک مشہور نام نہاد اسلامی اسکالر ڈاکٹر نے یزید کو نیک، صالح اور راہل حق ثابت کرتے ہوئے اپنے ایک لیکچر میں کہا تھا کہ یزید کو امام غزالی وابن حجر عسقلانی وغیرہ اسلاف نے رحمۃ اللہ علیہ کہا ہے___ ڈاکٹر صاحب کے اس اسٹیٹمینٹ کو جن مسلمانوں نے سنا سب میں ڈاکٹر صاحب کے خلاف اظہارِ نفرت وبے زاری کا جذبہ ابل پڑا۔ ان کے خلاف جگہ جگہ احتجاجی جلسے ہوئے۔ ان کے رد وابطال پر مختلف اخبارات ورسائل میں مضامین شائع ہوئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ڈاکٹر

صاحب نے مسلمانوں سے یہ کہہ کر معذرت کر لی کہ ان کے بیان سے جن مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی ہے ان سے میں معذرت خواہ ہوں ـــــ اس کا مطلب یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے یزید کے بارے میں اپنے سابق خیال سے رجوع نہیں کیا البتہ مسلمانوں کی دل آزاری سے معذرت ظاہر کی ـــــ یہ ایک وقتی ہنگامہ تھا جو وقت گزرنے کے ساتھ دب گیا لیکن کچھ دنوں سے پھر اُسی خارجی وناصبی فکر کی آبیاری کے لئے ممبئی کے وہابیوں کی جانب سے شائع ہونے والے ایک ماہنامہ اہل السنہ میں یزید کی تعریف وتوصیف اوراس کے اہل حق ہونے پر مقالات شائع کرنے کا ایک ناپاک سلسلہ جاری کر دیا گیا ہے ـــــ گویا "اہل السنہ" کے نام سے دھوکہ دے کر یزیدیت وناصبیت کو پھر سے زندہ کرنا اِس ماہنامہ کا نصب العین ہے ـــــ

ماہنامہ اہل السنہ کے بعض شماروں میں وہابی فرقہ کے ایک عالم شیخ کفایت اللہ سنابلی کے کئی مقالات راقم کے مطالعہ سے گزرے ـ سنابلی صاحب نے یزید کو نیک صالح ،متقی پرہیز گار ثابت کرنے کے لئے جھوٹ ،دھوکہ ،تلبیس اور مغالطہ کا سہارا لے کر اسلافِ امت سے الگ ایک راہ اپناتے ہوئے یزید کی محبت وحمایت اوراس کے دفاع کو نیکی کا کام اور جنت میں جانے کا ذریعہ لکھا ہے ـــــ

الحمدللہ زیر نظر کتاب میں راقم نے شیخ کفایت اللہ سنابلی اوران جیسے تمام حامیانِ یزید کی گمراہی کو دن کے اجالے کی طرح دلائل سے ثابت کر دیا ہے اور شیخ سنابلی کے مغالطات وتلبیسات اور جھوٹ کا پردہ چاک کر دیا ہے ـ

اس موقع پر میں اپنے تمام محسنین معاونین کا شکریہ ادا کرتا ہوں ـ خصوصاً محسنِ قوم وملت ،مرشدِ طریقت تاجدار اہل سنت حضور قائد ملت علامہ مولانا الحاج شاہ سید محمود اشرف

اشرفی جیلانی سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف وسرپرست اعلیٰ جامع اشرف کا جنہوں نے جامع اشرف میں السید محمود اشرف دارالتحقیق والتصنیف قائم کر کے اہل سنت کے عظیم علمی خلاء کو پُر کیا اور اہل سنت ریسرچ سینٹر کے قیام کے ذریعہ اس علمی تحریک کو آگے بڑھانے کا موثر اقدام فرمایا۔۔۔۔ مولیٰ تعالیٰ ان کا سایہ اہل سنت پر تا دیر قائم رکھے۔۔۔۔نیز قابلِ مبارک باد ہیں ممتاز کردار وعمل اور انقلابی فکر کے حامل عالم دین علامہ قمر احمد اشرفی بھاگل پوری ناظم اعلیٰ جامع اشرف، جو اس انقلابی تحریک کے اہم رکن ہیں۔۔۔۔ شکر گزاری کا عمل ناقص رہے گا اگر اس موقع پر میں اپنے اُن با صلاحیت، باذوق نوجوان علماء کا ذکر نہ کروں جنہوں نے کتاب کے مواد کی فراہمی اور ماخذ ومراجع کی تلاش وجستجو میں راقم کا بھرپور تعاون کیا۔۔۔۔ وہ ہیں مفتی محمد نذر الباری اشرفی جامعی، مولانا قمر عارف اشرفی جامعی ازہری، مولانا عارف رضا اشرفی جامعی ۔ مولیٰ تعالیٰ جامع اشرف کے ان اساتذہ کو اس عمل خیر کی جزاء عطا فرمائے۔ نیز عزیزی مولانا اعظم نقشبندی کشمیری درجہ تخصص کے علم وعمل میں اللہ برکت دے۔ انہوں نے ماخذ ومراجع کی فہرست سازی کی ۔ اور اہل سنت ریسرچ سینٹر کے جملہ اراکین کو دنیا وآخرت کی بھلائی سے نوازے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔۔۔۔

رضاء الحق اشرفی

یزید کے فاسق ہونے کا ثبوت احادیث صحیحہ سے

مخبر صادق،غیب کی خبریں دینے والے رسول ﷺ نے یزید بن معاویہ کے ظلم وفسق کی خبر پہلے ہی دے دی تھی۔چنانچہ امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ذکر کی ہے:

قال ابوھریرۃ:سمعت الصادق المصدوق یقول :ھلکۃ امتی علی یدی غلمۃمن قریش:فقال مروان لعنۃ اللہ علیھم غلمۃ۔فقال ابوھریرۃ لوشئت ان اقول:بنی فلان وبنی فلان لفعلت ۔(الی اخرہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت کی ہلاکت قریش کے کچھ لونڈوں کے ہاتھوں ہوگی (حضرت ابو ہریرہ کی یہ روایت سن کر) مروان نے کہا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے ان لونڈوں پر۔حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا: اگر میں چاہوں تو بیان کرسکتا ہوں کہ وہ فلاں کے بیٹے اور فلاں کے بیٹے ہیں (صحیح البخاری،حدیث ۷۰۵۸)

تخریج حدیث: اس حدیث کو امام ابوداؤد طیالسی (وفات ۲۰۴ھ) نے اپنی مسند میں ابن حبان (وفات:۳۵۴ھ) نے اپنی صحیح میں اور مھلّب (وفات:۴۳۵ھ) نے المختصر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے۔

شرح حدیث: حدیث شریف میں قریش کے جن کم عقل لوگوں کے ہاتھوں امت مسلمہ کی ہلاکت کی پیشین گوئی کی گئی ہے،ان کے نام ونسب حضرت ابو ہریرہ کو بخوبی معلوم تھے۔یہی وجہ ہے کہ انہوں نے مروان کے سامنے یہ فرمایا کہ اگر میں

چاہوں تو بتا سکتا ہوں کہ وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ کو یہ بھی معلوم تھا کہ ایسے لوگ کب ہوں گے؟ جن کے ظلم وستم سے امت کی ہلاکت ہوگی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ بھی جانتے تھے کہ ساٹھ ہجری یزید بن معاویہ، مروان بن حکم اور ان کے حامیوں کے ظلم وقتل اور فتنہ وفساد کا سب سے عظیم دور ہوگا۔ یہی وجہ تھی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے تھے۔ اے اللہ! مجھے ساٹھ ہجری تک زندہ نہ رکھنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ کی یہ دعا قبول فرمائی اور انسٹھ ہجری میں آپ کا وصال ہوگیا۔

(المعجم الاوسط ۲/۱۰۵، فتح الباری لابن حجر عسقلانی ۱۳/۱۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یزید ومروان جیسے ظالموں کے فتنوں کا علم کیسے ہوا تھا؟

اس کا جواب خود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں موجود ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

حفظت من رسول اللہ ﷺ وعاءین فاما احدھما فبثثتہ واما الآخر فلو بثثتہ قطع ھذا البلعوم۔

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو طرح کا علم محفوظ کیا ہے۔ ایک کو میں نے پھیلایا اور دوسرا وہ ہے کہ اگر اس کو پھیلاؤں تو میرا حلقوم کاٹ دیا جائے۔

(صحیح البخاری، باب حفظ العلم ۱/۳۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم ﷺ سے جن دو علموں کو محفوظ رکھنے کی بات ارشاد فرمائی ہے ان میں ایک علم کو آپ نے پھیلایا ہے۔ جس علم کو پھیلایا ہے وہ احکام شرعیہ کا علم ہے اور جس کو نہیں پھیلایا وہ ان احادیث کا علم ہے جن کے ذریعہ

رسول اللہ ﷺ نے ظالم امراء کے نام اور ان کا زمانہ حضرت ابو ہریرہ کو بتا دیا تھا جس کو حضرت ابو ہریرہ نے اشارے کنائے میں گاہے بگاہے بتایا بھی ہے لیکن اپنی جان کی ہلاکت کے خوف سے اس کو واضح لفظوں میں بیان نہیں فرمایا ہے۔چنانچہ اس سلسلے میں شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی (وفات:۷۷۳ھ) نے یہ تحریر فرمایا ہے:

"وحمل العلماء الوعاء الذی لم یبثه علی الاحادیث التی فیها تبیین اسامی الامراء السوء واحوالهم وزمنهم وقد کان ابوهریرة یکنی عن بعضه ولا یصرّح به خوفا علی نفسه منهم کقوله اعوذبالله من رأس الستین و امارة الصبیان یُشیرالیٰ خلافةیزیدبن معاویةلانها کانت سنةستین من الهجرة و استجاب الله دعاء ابی هریرة فمات قبلها بسنةٍ۔

ترجمہ: علماء نے فرمایا ہے کہ وہ علم جس کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نہیں پھیلایا وہ ان احادیث کا علم ہے جن میں برے حکمرانوں کے نام، ان کے احوال اور ان کے زمانے کا بیان ہے۔چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بعض کو اشاروں کنایوں میں بیان کرتے تھے لیکن جان جانے کے خوف سے واضح طور پر بیان نہیں کرتے تھے۔جیسا کہ وہ یہ دعا کرتے تھے"اے اللہ میں ساٹھ ہجری اور لونڈوں کی حکومت سے تیری پناہ چاہتا ہوں"اس سے آپ اشارہ کرتے تھے یزید بن معاویہ کی حکومت کی طرف۔کیونکہ وہ ساٹھ ہجری میں ہوئی۔اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اور ساٹھ ہجری سے ایک سال پہلے وفات پا گئے۔(فتح الباری/۱ ۲۱۶)

بخاری شریف کی روایت گزر چکی جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد

ہے کہ اگر میں چاہوں تو ان لونڈے حکمرانوں کے بارے میں بتادوں کہ وہ فلاں فلاں کے بیٹے ہوں گے" (مصدر سابق)

اس پر امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

و کانّ اباھریرۃ کان یعرف اسماء ھم۔۔۔ گویا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے نام جانتے تھے (فتح الباری ۱۲/۱۰)

صحیح بخاری کی حدیث "اس امت کی ہلاکت کم عقل لونڈوں کی حکومت کے ذریعہ ہوگی" میں کم عقل لونڈوں سے مراد یزید و مروان وغیرہ ہیں۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف واضح اشارہ فرمادیا ہے۔ جس کو درج ذیل احادیث کریمہ سے بھی تائید حاصل ہوتی ہے:

حدیث

محدث ابو یعلی الموصلی (وفات: ۳۰۷ھ) نے فرمایا:

حدثنا الحکم بن موسیٰ حدثنا الولید بن مسلم عن الاوزاعی عن مکحول عن ابی عبیدۃ قال رسول اللہ ﷺ لایزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید۔۔۔

ترجمہ: ہم سے حدیث بیان کی حکم بن موسیٰ نے، انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ولید بن مسلم نے اوزاعی سے۔ انہوں نے مکحول سے۔ انہوں نے ابو عبیدہ سے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میری امت ہمیشہ انصاف پر قائم رہے گی یہاں تک کہ اس میں رخنہ ڈالنے والا سب سے پہلا آدمی بنو امیہ کا ہوگا جس کو

یزید کہا جائے گا۔(مسند ابویعلی الموصلی ۲/۱۷۶، حدیث:۸۷۱)

حیثیت سند: سندِ مذکور کے تمام راوی ثقہ ہیں، علامہ ہیثمی نے فرمایا ہے: ابویعلی کے رجال صحیح کے رجال ہیں صرف مکحول نے ابوعبیدہ کو نہیں پایا ہے۔(مجمع الزوائد ۲۴۲/۵)

معلوم ہوا کہ مخبر صادق ﷺ نے اپنی حیات ظاہری ہی میں یہ خبر سنا دی تھی کہ یزید بن معاویہ عادل نہیں بلکہ ظالم حکمراں ہوگا۔

تخریج حدیث: مسند البزار میں یہی حدیث" عن مکحول عن ابی ثعلبة الخشنی عن ابی عبیدة بن الجراح" والی سند سے ہے۔اور یہی سند بعینہ امام مسلم کی ایک حدیث میں ہے۔مسند بزار والی روایت میں "رجل من بنی امیة "کے بعد" یقال له یزید" کے الفاظ نہیں ہیں۔یہ روایت منکر ہے۔کیونکہ اس کے راوی سلیمان بن ابی داؤد منکرالحدیث ہیں۔اس کی سند میں" سلیمان بن ابی داؤد عن مکحول" ہے اور مسند ابویعلی کی روایت کی سند اوزاعی عن مکحول ہے۔اوزاعی عن مکحول والی سند میں" یقال له یزید" کے الفاظ ہیں۔اوزاعی ثقہ حافظ الحدیث فقیہ ہیں۔لہذا ان کی روایت سلیمان بن ابی داؤد کے مقابلے میں معتبر اور مقبول ہوگی۔کیونکہ جب اوثق کی زیادتی ثقہ کے مقابلے میں مقبول ہوتی ہے تو ضعیف ومنکر کے مقابلے میں اوثق کے زیادتی بدرجۂ اولیٰ مقبول ہوگی ـــــ یہی روایت بیہقی کی دلائل النبوۃ میں ہے۔ اس کی سند" عن مکحول عن ابی ثعلبة الخشنی عن ابی عبیدة الجراح" ہے اور اس کو ابن کثیر نے متصل مانا ہے۔(جامع المسانید ۹۲/۱۰)

حدیث مذکور کو علامہ ابن حجر عسقلانی نے اتحاف المھرۃ میں اور علامہ سیوطی نے

الفتح الکبیر میں، دولابی نے الکنی والاسماء میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے۔

حدیث مذکور پر اعتراض

اس حدیث کی سند منقطع ہے۔ کیونکہ اس کے راوی مکحول کی ملاقات حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں اور مکحول نے اس کو ابوعبیدہ سے روایت کیا ہے۔ لہذا یہ نامقبول ہے۔

اعتراض کا جواب

مکحول جلیل القدر تابعی محدث وفقیہ ہیں۔ ان کا سماع چند صحابۂ کرام مثلاً حضرت انس، حضرت واثلہ اور حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ لیکن بعض صحابۂ کرام مثلاً ابوعبیدہ، حضرت ابن عمر ودیگر حضرات سے ان کا سماع ثابت نہیں پھر بھی انہوں نے مرسلاً ان سے روایات ذکر کی ہیں ___ اگر صحابہ سے ارسال کرنے کی وجہ سے یا تدلیساً روایت کرنے کی وجہ سے مکحول کی روایت کو نامقبول قرار دیا جائے تو اِس کا کیا جواب ہوگا کہ:

☆ امام مسلم نے صحیح مسلم باب اذاغاب عنه الصيدثم وجده (۱۵۳۲/۳) میں "مكحول عن ابى ثعلبة الخشنى عن النبی ﷺ" کی سند سے ایک حدیث ذکر کی ہے۔ حالانکہ امام ذہبی نے فرمایا ہے کہ ابوثعلبہ الخشنی کو مکحول نے نہیں پایا ہے۔ اگر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مکحول کی ملاقات نہ ہونے کی بناپر یزید سے متعلق ان کی روایت نامقبول ہوگی تو ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مکحول کی ملاقات نہ ہونے کی بناپر

صحیح مسلم کی یہ روایت نا مقبول کیوں نہیں ہوگی؟فماھوا جوابکم فھو جوابنا۔

☆ صحیح ابن خزیمہ میں حدیث ۱۱۹۲"عن محکول عن عنبسة "والی سند سے مروی ہے۔۔۔۔اس پر ابن خزیمہ نے سکوت کیا ہے(جو غیر مقلدین کے نزدیک صحیح ہونے کی دلیل ہے)نیز وہابی محشی شیخ اعظمی نے لکھا ہے:اسنادہ صحیح۔۔۔۔اس کی سند صحیح ہے۔۔۔۔حالانکہ ذہبی نے لکھا ہے کہ یہ بات بعید ہے کہ مکحول نے عنبسہ سے سنا ہو۔(سیر اعلام النبلاء ۱۵۱/۵)

امام بخاری نے فرمایا ہے:"لم یسمع مکحول عن عنبسة بن ابی سفیان شیئا"

ترجمہ:مکحول نے عنبسہ بن ابی سفیان سے کچھ نہیں سنا ہے۔(جامع التحصیل للعلائی ۲۸۹/۱)

عنبسہ بن ابی سفیان سے مکحول کے کچھ نہ سننے کے باوجود اُن سے مکحول کی روایت اگر صحیح ہے تو ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے نہ سننے کی بنا پر مکحول کی روایت نا مقبول کیوں؟ کیا مرسل یا منقطع روایت صحیح مسلم یا صحیح ابن خزیمہ میں ہونے سے صحیح ہوگی اور مسند ابو یعلی وغیرہ کتب میں ہونے سے ضعیف و نا مقبول ہوگی؟اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

راقم عرض کرتا ہے کہ مکحول اگر چہ صحابہ سے مرسلا روایت کرنے والے راوی ہیں لیکن عموما ان کی مرسل روایات عامر شعبی اور سعید بن مسیّب سے سنی ہوئی ہوتی ہیں اور یہ دونوں بالاتفاق ثقہ ہیں۔خود مکحول کا قول ہے:کل ماحدثت اوجمیع ماحدثت فھو من الشعبی و سعید بن المسیب۔۔۔۔ترجمہ:میری بیان کی ہوئی تمام احادیث شعبی اور سعید بن المسیب سے لی گئی ہیں(تہذیب الکمال ۳۵۲/۱۱)

مکحول کا یہ قول بھی ہے:عامةماحدثکم عن عامر الشعبی وسعید بن

المسیب ـــــ ترجمہ: میری عام روایات جو میں نے تم سے بیان کی ہیں عامر شعبی اور سعید بن المسیوب سے سنی ہوئی ہیں ۔(العلل للترمذی ۲۹۹۵، موسوعۃ اقوال الامام احمد بن حنبل ۳/۲۹۴)

اور جب کسی راوی کے بارے میں دلیل سے معلوم ہو جائے کہ وہ ثقہ ہی سے تدلیس کرتے ہیں یا ثقہ ہی سے مرسلا روایت کرتے ہیں تو بالاتفاق محدثین ایسے راوی کی منقطع و مرسل روایات کو قبول کرتے ہیں ۔کبھی وہ حسن کے درجے میں اور کبھی صحیح لغیرہ کے درجے میں ہوتی ہیں ۔

ابن حبان مکحول کے بارے میں فرماتے ہیں: و کان من فقھاء اھل الشام وربما دلس ـــــ ترجمہ: مکحول اہل شام کے فقہاء میں سے تھے ۔کبھی کبھی تدلیس کرتے تھے ۔(الثقات ۵/۴۴۷)

معلوم ہوا کہ مکحول قلیل التدلیس ثقہ تابعی ہیں اور ثقہ ہی سے تدلیس کرتے ہیں ۔ لہذا ان کی روایت مقبول ہے ۔

ایک عرب محقق حسن رزق لکھتے ہیں:

فمن علم حالہ انہ لایدلس الا عن ثقۃ قبل مرسلہ ـــــ جس راوی کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ ثقہ ہی سے تدلیس کرتا ہے تو اس کی مرسل روایت مقبول ہے ۔

(القول الفصل فی العمل بالحدیث المرسل ۱/۴۰)

یزید کے ظالم حکمراں ہونے کے ثبوت میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں ۔ یہ مرسل ہونے کے باوجود صحیح ہے ۔علاوہ ازیں ابن کثیر نے بیہقی کی دلائل النبوۃ کے حوالے سے اس کو متصلا بھی ذکر کیا ہے (مصدر سابق)

حدیثِ مذکور کی شرح میں علامہ مناوی (وفات: ۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں:

اول من یبدل سنتی ای طریقتی وسیرتی ا لقویمۃ الاعتقادیۃ والعملیۃ رجل من بنی امیۃ بضم الھمزۃ وزاد الرویانی وابن عساکر فی روایتھما یقال لہ یزید قال البیھقی ھو یزید بن معاویۃ ـــــ

ترجمہ: سب سے پہلے میری سنت یعنی میرے طریقے اور اعتقادی وعملی درست سیرت کو بدلنے والا شخص بنوامیہ کا ہوگا۔ رویانی اور ابن عساکر نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ اس کو یزید کہا جائے گا۔ بیہقی نے کہا: وہ یزید بن معاویہ ہے۔ (التیسیر بشرح الجامع الصغیر ۱/۳۹۳)

علامہ مناوی نے بیہقی کے حوالے سے مزید لکھا:

قال البیھقی فی کلامہ علی الحدیث ھو یزید بن معاویۃ لخبر ابی یعلیٰ وابی نعیم وابن منیع لایزال امر امتی قائما بالقسط حتی یکون اول من یثلمہ رجل من بنی امیۃ یقال لہ یزید ـــــ

ترجمہ: بیہقی نے اس حدیث پر کلام کرتے ہوئے کہا کہ وہ یزید بن معاویہ ہے کیوں کہ ابو یعلیٰ، ابو نعیم اور ابن منیع کی روایت میں ہے۔ میری امت کا معاملہ ہمیشہ درستگی پہ رہے گا یہاں تک کہ سب سے پہلے اس میں رخنہ ڈالے گا بنوامیہ کا ایک شخص جس کو یزید کہا جائے گا۔ (فیض القدیر ۳/۹۴)

حدیث

امام بخاری کے استاذ محدث ابن ابی شیبہ نے فرمایا:

حدثنا ھوذۃ بن خلیفۃ عن ابی خلدۃ عن عوف عن ابی العالیۃ عن ابی ذر قال:

سمعت رسول اللہ ﷺ یقول:اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیة ــــ

ترجمہ: ہم سے حدیث بیان کی ھوذہ بن خلیفہ نے ابوخلدہ سے ۔انہوں نے عوف سے ۔انہوں نے ابوالعالیہ سے ۔انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ۔انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری سنت کو بدلنے والا پہلا شخص بنوامیہ کا ایک آدمی ہوگا ــــ (مصنف ابن ابی شیبہ باب اول من فعل ومن فعله ۲/۲۶۰ رقم الحدیث ۳۵۸۷۷)

سند حدیث: اِس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

حالات راوی:

(۱) ھوذہ بن خلیفہ: نام: ھوذہ بن خلیفہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ ــــ کنیت: ابوالاشہب ــــ نسبت: الثقفی البکراوی البصری ــــ لقب: اصم ــــ ولادت: ۱۲۵ھ ــــ وفات: ۲۱۶ھ ــــ صغار تابعین میں سے تھے۔

شیوخ: سلیمان تیمی ،اشعث بن عبدالملک الحرانی ،عوف الاعرابی ، ابن عون ، امام ابوحنیفہ، ابن جریج ،حسن بن عمارہ وغیرہم ۔

تلامذہ: امام احمد بن حنبل ، ابوبکرابن ابی شیبہ،عباس الدوری ،محمد بن سعد، یعقوب الدورقی ،ابوزرعہ الدمشقی وغیرہم ۔(سیر اعلام النبلاء ۱۰/۱۲۱)

جرح وتعدیل:

☆ امام ذہبی نے فرمایا: صاحب حدیث ومعرفة ــــ صاحب حدیث ومعرفت تھے (سیر اعلام النبلاء ۱۰/۱۲۲)

☆ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ما كان اصلح حديثه ـــ ان کی حدیث کتنی صالح ہوتی تھی۔(ایضا)

مزید فرمایا: ھو ذہ اصم عوف کی روایت میں بہت زیادہ صاحب حفظ و اتقان تھے۔(ایضا)

☆ ابو حاتم نے فرمایا: ھو ذہ صدوق تھے۔(سیر اعلام النبلاء ۱۰/۱۲۲)

☆ نسائی نے فرمایا: ليس به باس ـــ ھوذہ میں کوئی عیب نہیں۔(مصدر سابق ۱۲۳)

(۲) ابوخلدہ: نام: خالد بن دینار ـــ کنیت: ابوخلدہ ـــ لقب: الخیاط ـــ نسبت: التمیمی، العدی، البصری ـــ صغار تابعین میں سے تھے ـــ مسلم اور ابن ماجہ کے سوا اصحاب صحاح کے راوی ہیں ـــ وفات: ۱۶۰ھ

شیوخ: حضرت انس، ابوالعالیہ، حسن بصری، ابن سیرین وغیرہم۔

تلامذہ: ابن المبارک، عبدالرحمٰن بن مہدی، حرمی بن عمارہ، عبد الصمد بن عبدالوارث، مسلم بن ابراہیم وغیرہم۔(تاریخ الاسلام للذہبی ۴/۴۵)

جرح وتعدیل:

☆ یزید بن زریع نے ثقہ کہا۔

☆ ابن معین نے ثقہ کہا۔

☆ نسائی نے ثقہ کہا۔ (تاریخ الاسلام للذہبی ۴/۴۵)

☆ عبدالرحمٰن بن مہدی نے کہا: كان مامونا كان خيارا ـــ مامون تھے۔ بہت اچھے تھے۔

☆ سفیان اور شعبہ نے کہا: ثقہ تھے

☆ ابوزرعہ نے کہا: ابوخلدہ میرے نزدیک ربیع بن انس سے زیادہ محبوب ہیں۔

(تہذیب الکمال ۸/۵۸)

(۴) عوف: نام: عوف بن ابی جمیلہ ——— کنیت: ابو سہل ——— عرف: الاعرابی ——— نسبت العبدی، الہجری، البصری ——— ولادت: ۶۰/۶۱ھ ——— وفات: ۱۴۶/۱۴۷ھ۔

صغار تابعین میں سے تھے ——— بخاری ومسلم سمیت صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

شیوخ: ابو العالیہ، ابو رجاء العطاردی، زرارہ بن اوفی، ابن سیرین، خلاس وغیرہم۔

تلامذہ: شعبہ، ابن المبارک، غندر، روح، نضر بن شمیل، ھوذہ بن خلیفہ وغیرہم۔

(سیر اعلام النبلاء ۶/۳۸۴، میزان الاعتدال ۳/۳۰۵)

جرح وتعدیل

☆ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: ثقة صالح الحدیث۔عوف ثقہ صالح الحدیث ہیں۔(العلل ۸۶۱، موسوعۃ اقوال الامام احمد ۳/۳۸۴)

☆ امام نسائی نے فرمایا: ثقۃ ثبت۔ عوف ثقہ، ثبت تھے۔(سیر اعلام النبلاء ۶/۳۸۴)

☆ امام یحیی بن معین نے فرمایا: ثقۃ۔(تہذیب الکمال ۲۲/۴۴۰)

☆ امام ابو حاتم نے فرمایا: صدوق صالح۔(ایضا)

☆ امام ذہبی نے فرمایا: وکان احد علماء البصرة وکان یقال له: عوف الصدوق وثقه غیر واحد واحتج به اصحاب الصحاح وقیل یتشیع ———

ترجمہ: عوف بصرہ کے علماء میں سے تھے۔ان کو عوف صدوق کہا جاتا تھا۔بہت سے لوگوں نے ان کو ثقہ کہا ہے اور کتب صحاح کے مصنفین (امام بخاری وغیرہ) نے ان کو قابل حجت قرار دیا ہے۔اور کہا گیا ہے کہ وہ شیعیت کی طرف مائل تھے۔(قیل سے

اس قول کے ضعف کی طرف اشارہ ہے)(تاریخ الاسلام للذہبی ۴/ ۹۴۷)

☆ ابن سعد نے فرمایا: کان ثقة کثیر الحدیث ۔ عوف ثقہ کثیر الحدیث تھے۔

(تہذیب الکمال ۲۲/ ۴۴۰)

اگر چہ بعض نے انہیں شیعی ،قدری، رافضی کہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ۔جمہور محدثین کے نزدیک وہ صدوق، صالح الحدیث ہیں ۔یہی وجہ ہے کہ امام بخاری، مسلم اور کتب صحاح کے مصنفین نے ان کو قابل حجت قرار دیا ہے۔

(۴) ابوالعالیہ: نام: رفیع بن مہران ___ کنیت: ابوالعالیہ ___ نسبت: ریاحی ___ وفات ۹۱_ ۱۰۰ ___ اکابر تابعین میں سے تھے۔

شیوخ: حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوذر، حضرت عائشہ، حضرت ابوموسیٰ، حضرت ابوایوب انصاری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم وغیرہم ___

تلامذہ: قتادہ، ابوخلدہ خالد بن دینار، داؤد بن ابی ھند، ربیع بن انس خراسانی، خالد الحذاء ثابت، محمد بن واسع، عاصم الاحول، عوف الاعرابی، وغیرہم (تاریخ الاسلام للذہبی ۲/ ۱۲۰۶)

جرح وتعدیل

☆ ابوبکر بن داؤد نے کہا: صحابہ کے بعد ابوالعالیہ سے بڑا قرآن کا عالم کوئی نہیں۔ پھر ان کے بعد سعید بن جبیر ہیں۔(مصدر سابق)

☆ عجلی نے کہا: تابعی ثقة فی کبار التابعین ___ ثقہ تابعی، کبار تابعین میں سے تھے۔(الاصابہ فی تمیز الصحابہ ۷/ ۲۴۸)

☆ یحییٰ بن معین نے کہا: رفیع ابو العالیة ثقة ___ رفیع ابوالعالیہ ثقہ ہیں۔

(بغية الطلب في تاريخ حلب للعقيلي ٨/٣٦٨١)

☆ ابوزرعہ سے ابوالعالیہ کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا: بصری ثقة ــــ بصری ثقہ ہیں (ایضا)

شرح حدیث: حدیث مذکور میں بنو امیہ کے جس آدمی کے ذریعہ سنت رسول میں تبدیلی واقع ہونے کی پیشین گوئی کی گئی ہے اس سے مراد یزید بن معاویہ ہے۔ جیسا کہ شارحین حدیث مثلا امام ابن حجر عسقلانی نے شرح بخاری فتح الباری میں تحریر فرمایا ہے اور ابن عساکر، بیہقی اور رویانی وغیرہ نے بھی یہی ذکر کیا ہے ــــ نیز اس کو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کی حدیث سے تائید حاصل ہوتی ہے جس میں یزید بن معاویہ کے نام کی صراحت موجود ہے۔ (سابقہ حوالہ ملاحظہ فرمائیں)

تخریج حدیث: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث کو دولابی نے الکنی والاسماء میں، ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں، ابونعیم اصفہانی نے تاریخ اصفہان میں اور ابن ابی عاصم نے الاوائل میں ذکر کیا ہے ــــ

متابعت: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کو روایت کرنے میں ابوالمہاجر اور ابو خالد نے ابوالعالیہ کی متابعت کی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ساٹھ ہجری کی امارت صبیان (یزید وغیرہ کی حکومت) سے اس لئے پناہ مانگتے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیث بھی سنی تھی جس کی تخریج امام حاکم نے اپنی مستدرک میں سند صحیح کے ساتھ کی ہے ــ وہ حدیث مع سند یہ ہے:

حدیث

اخبرنی محمدبن علی بن عبدالحمید الصنعانی بمکۃ حرسھا اللہ تعالیٰ ثنااسحق بن ابراھیم انبأناعبد الرزاق انبأنا معمرعن اسماعیل بن امیۃ عن سعیدعن ابی ھریرۃرضی اللہ عنہ یرویہ قال:ویل للعرب من شرقد اقترب علیٰ رأس الستین تصیر الامانۃ غنیمۃ والصدقۃ غرامۃ والشھادۃ بالمعرفۃ والحکم بالھویٰ ۔

ترجمہ: مجھے خبر دی محمد بن علی بن عبدالحمید صنعانی نے مکہ میں ــــ اللہ اس کی حفاظت فرمائے ــــ انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی اسحٰق بن ابراہیم نے ۔ انہوں نے کہا ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے ۔انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن امیہ نے ۔انہوں نے سعید سے ۔انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ۔انہوں نے فرمایا: عرب کے لئے ہلاکت ہے اس شر سے جو قریب آچکا ہے ساٹھ ہجری کے شروع میں ۔ امانت غنیمت ہوگی،صدقہ قرض ہوگا اور گواہی پہچان سے ہوگی اور فیصلہ خواہشِ نفس سے ہوگا۔

حاکم نے اس کو شرط صحیحین پر کہا اور ذہبی نے بھی اس کو شرط صحیحین پر کہا ہے

(المستدرک علیٰ الصحیحین ۵۳۰/۴ حدیث ۸۴۸۹)

تخریج حدیث: ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں یہ الفاظ ذکر کیے ہیں۔

ویل للعرب من شر قداقترب ویل لھم من امارۃ الصبیان یحکمون فیھا بالھویٰ ویقتلون بالغضب۔

ترجمہ: ہلاکت ہے عرب کی،اس شر کی وجہ سے جو قریب آچکا ہے۔ان کی ہلاکت

ہے لونڈوں کی حکمرانی سے ۔خواہش نفس سے حکومت کریں گےاور غضب سے لوگوں کو قتل کریں گے۔(حلیۃ الاولیاء ۱/۳۸۴)

تاریخ شاہد ہے کہ یزید نے ساٹھ ہجری میں اپنی خواہشِ نفس کی پیروی میں طلبِ حکومت کے لئے ظلم وقتل کا بازار گرم کیا جس کے شر سے حرم مکہ اور مدینہ بھی محفوظ نہیں رہا ــــ جس کی تفصیل واقعۂ حرہ کے ضمن میں آئے گی ۔

☆ مصنف ابن ابی شیبہ میں یہ الفاظ ہیں۔

ویل للعرب من شر قد اقترب امارۃ الصبیان ۔ان اطاعوھم ادخلوھم النار وان عصوھم ضربوا اعناقھم ۔

ترجمہ: ہلاکت ہے عرب کی، اس شر سے جو قریب آچکا ہے ۔وہ شر ہے لونڈوں کی حکومت ۔اگر لوگ ان کی اطاعت کریں گےتو وہ انہیں جہنم میں لے جائیں گے اور اگر اطاعت نہیں کریں گےتو ان کی گردنیں ماردیں گے۔(مصنف ابن ابی شیبہ ۷/۴۶۱)

تاریخ گواہ ہے کہ یزید کی اطاعت وفرماں برداری کرنے والے ابن زیاد، ابن سعد، شمر وغیرہ سب جہنم کے مستحق ہوئے اور اطاعت سے انکار کرنے والے حضرت امام حسین ، اہل بیت اطہار اور حضرت عبداللہ بن زبیر وغیرہ کی ظلماً گردنیں ماردی گئیں ۔واقعہ کربلا میں امام حسین وحامیانِ امام حسین کی شہادت اور واقعۂ حرہ میں مدینہ منورہ ومکہ مکرمہ میں سیکڑوں مسلمانوں کی شہادت جن میں مہاجرین وانصار بھی تھے ''لونڈوں'' کی حکومت سے پیدا ہونے والے شر کا نتیجہ تھی ــــ

چنانچہ علامہ علی بن ابراہیم حلبی (وفات:۱۰۴۴ھ)نے واقعۂ حرہ کی تفصیلات کے ضمن

میں یہ فرمایا ہے:

وهذاالذی وقع من يزيد فيه تصديق لقوله صلى الله عليه وسلم "لا يزال امر امتي قائمابالقسط حتى يثلمه رجل من بنى امية يقال له يزيد"۔

ترجمہ: واقعہ حرہ میں جو کچھ یزید کی طرف سے ہوا، اس میں رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کی تصدیق ہے کہ میری امت کا معاملہ ہمیشہ عدل پر قائم رہے گا یہاں تک کہ بنی امیہ کا ایک شخص یزید اس میں رخنہ اندازی کرے گا۔(السیرۃ الحلبیۃ ۱/۲۴۰)

علامہ حلبی کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ حدیث مذکور میں 'رجل من بنی امیۃ'' (بنو امیہ کا ایک آدمی) سے مراد یزید بن معاویہ ہے۔

حدیث

امام حاکم نے فرمایا:

اخبرنی ابوالعباس محمدبن احمدالمحبوبی ثناسعید بن مسعود، ثنا یزید بن هارون، انبأنا ابن عون، عن خالد بن الحويرث عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما۔ عن النبي ﷺ قال: الأيات خرزات منظومات في سلك يقطع السلك فيتبع بعضهابعضا۔قال خالدبن الحويرث كنّانادين بالصباح و هناك عبدالله بن عمروو كان هناك امرأة من بني المغيرة يقال لها فاطمة فسمعت عبدالله بن عمرو يقول: ذاك يزيد بن معاوية فقالت آكذاك ياعبدالله بن عمرو تجده مكتوبا في الكتاب؟قال لا اجده باسمه ولكن اجد رجلا من شجرة معاوية يسفك الدماء ويستحل الاموال وينقض هذا

البیت حجرا حجرا فان کان ذالك وانا حیّ والا فاذکرینی قال: وکان منزلها علیٰ ابی قبیس۔فلما کان زمن الحجاج وابن الزبیر ورأت البیت ینقض قالت: یرحم الله عبد الله بن عمرو قد کان حدثنا بھذا ۔

ترجمہ: ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد المحبوبی نے ۔انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی سعید بن مسعود نے ۔انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی یزید بن ہارون نے ۔انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابن عون نے ۔انہوں نے خالد بن حویرث سے ۔ انہوں نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے ۔انہوں نے نبی کریم ﷺ سے ۔آپ نے فرمایا: فتنے ایسے ہیں جیسے لڑی میں پروئے ہوئے دانے ۔لڑی ٹوٹ جانے پر پے در پے دانے گر جاتے ہیں ___ (یوں ہی ایک فتنے کے بعد دوسرا فتنہ وقوع پذیر ہوتا ہے)خالد بن حویرث کہتے ہیں کہ ہم فجر کی اذان دے رہے تھے اور وہاں حضرت عبداللہ بن عمرو بھی موجود تھے ۔بنو مغیرہ کی ایک عورت جس کو فاطمہ کہا جاتا تھا، بھی موجود تھی ___ میں نے عبداللہ بن عمرو کو یہ کہتے ہوئے سنا: وہ یزید بن معاویہ ہے (کہ وہ فتنوں کا مرکز ہے) یہ سن کر اس عورت نے کہا: کیا ایسا تم کتاب میں لکھا ہوا پاتے ہو ؟اے عبداللہ بن عمرو! حضرت عبداللہ بن عمرو نے فرمایا: نام کے ساتھ تو نہیں پاتا لیکن یہ پاتا ہوں کہ بنو امیہ کا ایک آدمی ہوگا جو خوں ریزی کرے گا۔لوگوں کے مال کو حلال ٹھہرائے گا اور اس گھر (بیت اللہ شریف) کو توڑ کر اس کے ایک ایک پتھر کو الگ کرے گا ۔اگر میری زندگی میں ایسا ہوا تو کوئی بات نہیں ، ورنہ جب ایسا ہو تو مجھے یاد کرنا ۔ خالد بن حویرث کہتے ہیں کہ اس عورت کا مکان جبل ابو قبیس پہ تھا ___ جب حجاج اور

ابن زبیر کا زمانہ آیا اور اس عورت نے بیت اللہ شریف کو ٹوٹتے ہوئے دیکھا (کیونکہ یزید کی فوج کی طرف سے حرم پر حملہ کرنے کی وجہ سے کعبہ کی دیوار منہدم ہوگئی تھی اور اس کا غلاف جل گیا تھا) تو اس عورت نے کہا: اللہ عبداللہ بن عمرو پر رحم فرمائے انہوں نے اس کے بارے میں ہمیں خبر دے دی تھی۔ (المستدرك علىٰ الصحيحين ۴/۵۲۰)

سند حدیث: یہ حدیث ضعیف نہیں۔ کیونکہ حاکم نے اس کی تخریج کی ہے اور ذہبی نے اس پر اپنی تعلیق میں کوئی جرح نہیں کی ہے۔ حالانکہ ذہبی کے نزدیک جو روایت ضعیف ہے انہوں نے اپنی تعلیق میں اس کی صراحت کردی ہے۔

حدیث

علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشافعی (وفات ۹۴۲ھ) نے تاریخ ابن عساکر کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

عن عبدالله بن عمرو رضى الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ يزيد لابارك الله في يزيد الطعّان اللعّان اما انه نعى اليّ حبيبي حسين اتيت بتربته ورأيت قاتله اما انه لايقتل بين ظهراني قوم فلا ينصرونه الا عمهم العقاب۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: اللہ طعنہ زن، لعنت گر یزید میں برکت نہ دے۔ مجھے میرے دلارے حسین کی شہادت کی خبر دی گئی۔ مجھے ان کی شہادت گاہ کی مٹی دکھائی گئی۔ میں نے ان کے قاتل کو دیکھا۔ خبردار! جس قوم کے سامنے وہ شہید کیے جائیں گے اور وہ ان کی مدد نہیں کرے گی تو اللہ ضرور اس پر اپنا عذاب عام فرمائے گا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۱۰/ ۸۹)

تخریج حدیث: یہی روایت حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کے واسطے سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جس کو امام طبرانی نے المعجم الکبیر میں اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے ۔۔۔ اس کے الفاظ یہ ہیں

لا یبارك الله فی یزید نعی الیّ حسین واتیت بتربته واخبرت بقاتله و الذی نفسی بیده لا یقتل بین ظهرانی قوم لا یمنعوه الا خالف الله بین صدورهم وقلوبهم وسلّط علیهم شرارهم والبسهم شیعا۔۔۔۔۔الخ

ترجمہ: اللہ یزید میں برکت نہ دے۔ مجھے حسین کی شہادت کی خبر دی گئی اور ان کے مقتل کی مٹی میرے پاس لائی گئی۔ مجھے اس کے قاتل کی خبر دی گئی۔ قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ جس قوم کے سامنے ان کو قتل کیا جائے اور وہ اس سے نہ روکے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں پھوٹ ڈال دے گا اور ان پر ان کے شریر لوگوں کو مسلط کر دیا جائیگا اور انہیں مختلف گروہوں میں بانٹ دے گا۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ۳/ ۱۲۰)

سند حدیث: اس روایت کی سند میں ابن لھیعہ راوی کو بعض محدثین نے ضعیف کہا ہے باوجود اس کے ان کے صدوق ثقہ ہونے میں کلام نہیں لہذا ان کی روایت مقبول ہے۔ علاوہ ازیں یہ صحیح مسلم کے راویوں میں ہیں۔ ان کے تعلق سے امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے۔ من کان بمصر مثل ابن لهیعة فی کثرة حدیثه وضبطه واتقانه؟۔۔۔۔ ترجمہ: کثرتِ حدیث اور حفظ واتقان کے معاملے میں مصر میں ابن لھیعہ کا کون ہمسر ہے؟ (تاریخ الاسلام للذہبی ۴/ ۶۶۸)

حاصل کلام: حضرت ابو ہریرہ ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح ، حضرت ابو ذر غفاری اور حضرت معاذ بن جبل کی روایات سے معلوم ہوا کہ رسول اکرم ﷺ نے یزید بن معاویہ کے ذریعہ ساٹھ ہجری میں امت مسلمہ کے مابین فتنہ وفساد اور قتل وخوں ریزی واقع ہونے کی پیش گوئی فرمادی تھی جو ساٹھ ہجری میں یزید کی امارت وسلطنت کے ساتھ واقع ہوئی۔۔۔۔لہٰذا احادیث رسول سے یزید کے فسق وفجور اور ظلم کا ثبوت فراہم ہوا۔۔۔۔

یزید کے فاسق وفاجر ہونے کا ثبوت اقوال سلف سے

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ یزید ظالم حاکم ہوگا

☆ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ساٹھ ہجری کے لونڈوں کی حکومت سے اللہ کی بارگاہ میں پناہ مانگتے تھے اور یہ دعا کرتے تھے۔۔۔۔ اللهم انی اعوذبك من رأس الستين وامارة الصبيان۔۔۔۔ترجمہ: اے اللہ میں ساٹھ ہجری کی ابتداء اور لونڈوں کی حکومت سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

حدیث مذکور کو ذکر کرنے کے بعد علامہ ابن حجر ہیتمی تحریر فرماتے ہیں:

فاستجاب الله له وتوفاه سنة تسع و خمسين و كان وفاة معاوية و ولاية ابنه سنة ستين فعَلِم ابوهريرة بولاية يزيد في هذه السنة فاستعاذ منها لما علمه من قبيح احواله بواسطة اعلام الصادق المصدوق ﷺ بذالك۔۔۔۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی دعا قبول فرمائی اور ان کی وفات انسٹھ ہجری میں ہوگئی۔ حضرت معاویہ کی وفات اور ان کے بیٹے یزید کی ولی عہدی ساٹھ ہجری میں ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی صادق ومصدوق ﷺ کے واسطے

سے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ اسی سال یزید کی حکومت ہوگی لہذا اس سے پناہ مانگی۔ کیوں کہ انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ یزید قبیح احوال کا حامل ہوگا۔ (الصواعق المحرقۃ ۲/۶۳۴)

☆ علامہ ابن حجر ہیتمی نے مزید لکھا ہے:

وبعداتفاقهم علیٰ فسقهم اختلفوافی جوازلعنه بخصوص اسمه فاجازه قوم منهم ابن الجوزی نقله عن احمدوغیره۔

ترجمہ: یزید کے فاسق ہونے پر امت کا اتفاق ہے لیکن اختلاف اس میں ہے کہ خاص طور سے اس کا نام لے کر اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (اہل سنت کے) ایک گروہ نے اس کو جائز کہا جس میں ابن الجوزی ہیں اور یہی امام احمد وغیرہ سے منقول ہے۔ (الصواعق المحرقۃ ۲/۶۳۴)

(۲) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما یزید کو فاسق وفاجر جانتے تھے۔

ابوالولید محمد بن عبداللہ مکی ازرقی (وفات: ۲۵۰ھ) نے اپنی سند صحیح کے ساتھ نقل کیا ہے۔

حدثنی جدی احمدبن محمدعن سعیدبن سالم عن ابن جریج قال: سمعت غیرواحدمن اهل العلم ممن حضر ابن الزبیر حین هدم الکعبة و بناها قالوا:لماابطأ ابن الزبیرعن بیعةیزیدبن معاویةوتخلف وخشی منهم لحق بمکةلیمتنع بالحرم وجمع موالیه وجعل یظهرعیب یزیدبن معاویةو یشتمه ویذکرشربه الخمروغیرذالك ویثبط الناس عنه ویجتمع الناس الیه۔۔۔۔الخ

ترجمہ: ہم سے حدیث بیان کی میرے دادا احمد بن محمد نے سعید بن سالم سے، انہوں نے ابن جریج سے، ابن جریج نے کہا: میں نے بہت سے اہل علم سے سنا جو ابن زبیر کے کعبہ کو منہدم کر کے دوبارہ تعمیر کرتے وقت موجود تھے۔ انہوں نے کہا کہ جب عبداللہ

ابن زبیر نے یزید کی بیعت سے ٹال مٹول کیا اور بیعت سے پیچھے رہے تو انہیں یزیدیوں کے ظلم کا خوف ہوا چنانچہ وہ مکہ آگئے تاکہ حرم میں پناہ لیں۔ یہاں انہوں نے اپنے خادموں کو جمع کیا اور یزید بن معاویہ کے عیوب کھلے عام بیان کرنے لگے، اس کی برائیاں بیان کرنے لگے اور یزید کے شرابی وبدکار ہونے کا چرچا کرنے لگے۔ لوگوں کو اس سے باز رکھنے لگے اور لوگ ان کے گرد جمع ہونے لگے۔ (اخبار مکہ للازرقی ۱/۲۰۱)

اس روایت کے تمام راوی ثقہ عادل ہیں ــــ ذیل میں روایوں کے حالات ملاحظہ کریں:

حالات راوی

احمد بن محمد: نام: احمد بن محمد ــــ نسبت: الغسانی، المکی، الازرقی ــــ وفات ۲۱۱ ـ ۲۲۰

شیوخ: عمرو بن یحیٰی بن سعید الاموی، مالک، عبد الجبار بن الورد، ابراہیم بن سعد، فضیل بن عیاض، مسلم بن خالد الزنجی وغیرہم۔

تلامذہ: امام بخاری، محمد بن سعد کاتب الواقدی، ابوحاتم، ابوبکر الصاعانی، حنبل بن اسحاق، ابوجعفر محمد بن احمد بن نصر الترمذی وغیرہم۔ (تاریخ الاسلام للذہبی ۵/۲۶۱)

جرح وتعدیل:

☆ ابوحاتم وغیرہ نے انہیں ثقہ کہا۔ (تاریخ الاسلام للذہبی ۵/۲۶۱)

☆ ابن سعد نے کہا: ھو ثقة کثیر الحدیث۔ وہ ثقہ کثیر الحدیث ہیں۔ (اکمال تہذیب الکمال ۱/۱۴۱)

☆ امام بخاری نے ان سے سترہ احادیث لی ہیں۔ (ایضا)

☆ دارقطنی نے ثقہ کہا۔ (العلل ۹/۶۳ ۳، موسوعۃ اقوال ابی الحسن الدارقطنی ۱/۹۵)

☆ ابن کثیر نے ثقہ کہا۔ (طبقات الشافعیین لابن کثیر ۱/۱۱۵)

سعید بن سالم: کنیت ابوعثمان ـــ لقب: قداح ـــ نسبت: خراسانی، کوفی ـــ

وفات: ۱۹۱ ـ ۲۰۰ھ

شیوخ: ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ بن طلحہ بن عبیداللہ، اسرائیل بن یونس بن ابی اسحاق، ایمن مکی، حسن بن صالح بن حی، سفیان ثوری، سلیمان بن داؤد، عبدالملک بن جریج، مالک بن مغول وغیرہم۔

تلامذہ: سفیان بن عیینہ، احمد بن عبداللہ بن یونس، محمد بن ادریس شافعی، یحییٰ بن آدم، ابویعلیٰ محمد بن صلت وغیرہم۔

جرح وتعدیل۔

☆ یحییٰ بن معین نے کہا: لیس بہ باس ۔ ان میں کوئی عیب نہیں (تہذیب الکمال ۱۰/۴۵۶)

☆ عثمان بن سعید دارمی نے یحییٰ بن معین کا قول نقل کیا: ثقۃ۔

☆ ابوحاتم نے کہا: محلّہ الصدق ۔ وہ صدوق کی منزل میں تھے۔ (ایضا)

☆ نسائی نے کہا: لیس بہ باس ۔ ان میں کوئی عیب نہیں۔ (ایضا)

☆ ابن عدی نے کہا: حسن الحدیث واحادیثہ مستقیمۃ ورأیت الشافعی کثیر الروایۃ عنہ کتب عنہ بمکۃ عن ابن جریج والقاسم بن معن وغیرھما وھو عندی صدوق ۔ لاباس بہ، مقبول الحدیث۔

ترجمہ: وہ حسن الحدیث ہیں۔ ان کی احادیث درست ہیں۔ میں نے شافعی کو کثرت سے ان سے روایت لیتے ہوئے دیکھا۔ ان سے مکہ میں ابن جریج، قاسم بن معن وغیرہم کے حوالے سے احادیث لکھیں۔ وہ میرے نزدیک صدوق ہیں۔ ان

میں کوئی عیب نہیں۔وہ مقبول الحدیث ہیں۔(تہذیب الکمال ۱۰/۴۵۷)

بعض ناقدین نے ان کے تعلق سے جرح نقل کی ہے لیکن وہ نامقبول ہے۔کیونکہ ان پر جرح کی بنیاد ان پر مرجئ ہونے کی تہمت ہے جو بے اصل ہے،جس طرح امام اعظم ابوحنیفہ پر مرجئ ہونے کا الزام غلط ہے۔خوارج کے خلاف امام اعظم کی طرح سعید بن سالم بھی مرتکبِ کبیرہ کو مومن سمجھتے تھے لہٰذا خوارج کی طرف سے ان پر بھی مرجئ ہونے کا الزام لگ گیا ہے۔اسی کو بنیاد بنا کر بعض نے ان پر جرح کی ہے ــــــ

چنانچہ تہذیب الکمال کے محقق بشار عوّدمعروف لکھتے ہیں:

وظاهر من النصوص ان الرجل انه تكلم فيه بسبب الارجاء ومتابعته لرأى ابى حنيفة ـ

ترجمہ: دلائل سے ظاہر ہے کہ اس آدمی پر ارجاء اور ابوحنیفہ کی رائے کی موافقت کی وجہ سے کلام کیا گیا ہے۔(تہذیب الکمال حاشیہ)

حاصل کلام یہ ہے کہ سعید بن سالم ثقہ،صدوق،اہل سنت وجماعت تھے ــــ ان پر جرح نامقبول ہے۔

ابن جریج: نام: عبدالملک بن عبدالعزیز بن جریج ــــ عرف: ابن جریج ــــ کنیت: ابوخالد، ابوالولید ــــ لقب: شیخ الحرم ــــ نسبت: قرشی، اموی، مکی ــــ ولادت: ۸۰ھ ــــ وفات: ۱۵۰ھ (امام اعظم کا سن ولادت ووفات بھی یہی ہے)

شیوخ: عطاء بن ابی رباح، ابن ابی ملیکہ، نافع مولیٰ ابن عمر، طاؤس، مجاہد، زہری، وغیرہم۔

تلامذہ: ثور بن یزید، اوزاعی، لیث، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری وغیرہم۔بخاری

ومسلم سمیت صحاح ستہ میں ان سے روایات موجود ہیں

جرح وتعدیل

☆ ذہبی نے کہا: ثقہ، حافظ الحدیث اور علم کا سمندر تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ۶/۳۲۷)

☆ یحییٰ بن سعید نے کہا: عمرو بن دینار وابن جریج اثبت الناس فی عطاء۔ عمرو بن دینار اور ابن جریج عطاء کی روایات میں لوگوں میں سب سے زیادہ مضبوط ہیں۔ (ایضا)

☆ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: اذا قال ابن جریج قال فلان وقال فلان وأُخبرتُ جاء بمناکیر واذا قال: اخبرنی وسمعت فحسبك به۔ جب ابن جریج کہیں قال فلان (فلاں نے کہا) اور اخبرت (مجھے خبر دی گئی) تو منکر روایات لاتے ہیں اور جب کہتے ہیں اخبرنی (مجھے فلاں نے خبر دی) اور سَمِعتُ (میں نے سنا) تو ان کی روایت مقبول ہونے کی لئے کافی ہے۔ (ایضا)

تنبیہ: روایت مذکورہ میں ابن جریج نے سَمِعتُ (میں نے سنا) کہا ہے۔ لہذا وہ صحیح ہے۔

☆ مخلد بن حسین نے کہا: میں ابن جریج سے زیادہ سچ کہنے والا مخلوق میں کسی کو نہیں دیکھا۔ (ایضا)

☆ عبدالرزاق نے کہا: مارأیت احسن صلاۃ من ابن جریج۔ میں نے ابن جریج سے زیادہ اچھی نماز پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔ (ایضا)

حاصل کلام یہ ہے کہ جمہور ناقدینِ حدیث کے نزدیک ابن جریج ثقہ، صدوق حافظ الحدیث تھے۔ معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت جس

میں یہ ذکر ہے کہ یزید بدکردار، گناہ گار اور شراب نوشی کا عادی تھا سنداً صحیح ہے۔

(۴) صحابی رسول حضرت معقل بن سنان یزید کو شرابی بدکار سمجھتے تھے

جلیل القدر صحابی رسول حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ جو فتح مکہ کے دن رسول پاک ﷺ کا جھنڈا ہاتھ میں اٹھائے ہوئے تھے، یزید کو ظالم وفاسق سمجھتے تھے۔

☆ ابن سعد نے اپنی سند سے یہ روایت ذکر کی ہے۔

ولید بن عتبہ بن ابی سفیان جو یزید کی طرف سے مدینہ میں اس کی بیعت لینے پر مامور تھا، اہل مدینہ کے ایک وفد کے ساتھ حضرت معقل بن سنان کو شام بھیجا۔ ان کی اور مسلم بن عقبہ جس کو مُسرف کہا جاتا تھا، آپس میں ملاقات ہوئی تو مسرف سے معقل بن سنان نے گفتگو کے درمیان فرمایا: میں مدینہ سے اس حال میں نکلا کہ مجھے اس آدمی (یزید) کی بیعت سے نفرت ہے لیکن قضاوقدر مجھے یہاں لے آئی ــــ وہ آدمی شراب پیتا ہے۔ محرمات سے نکاح کرتا ہے۔ پھر حضرت معقل نے اس کے سارے عیوب بیان کئے۔ اس کے بعد مسرف سے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ ان باتوں کو تم اپنے ہی پاس رہنے دو۔ مسرف نے کہا: ٹھیک ہے، میں ان باتوں کو امیر المومنین کے سامنے بیان تو نہیں کروں گا لیکن جب مجھے موقع ملے گا اور مجھے قدرت حاصل ہوگی تو تمہارا سر قلم کردونگا۔ مسرف جب مدینہ آیا تو حرّہ کے زمانے میں اہل مدینہ پر حملہ کیا۔ ان دنوں حضرت معقل مدینہ ہی میں مہاجرین کے ساتھ تھے۔ مسرف حضرت معقل کو قید کرکے لایا اور ان سے کہا:

"تجھے پیاس لگی ہے معقل بن سنان؟ حضرت معقل نے فرمایا: ہاں! اللہ امیر کی اصلاح

فرمائے۔ مسرف نے لوگوں کو حکم دیا: ان کے لئے بادام کا شربت بناؤ۔ لوگوں نے بادام کا شربت تیار کیا اور انہیں پلایا۔ مسرف نے کہا: پی کر سیراب ہو گئے؟ معقل نے فرمایا: ہاں! مسرف نے کہا: واللہ اسے تم خوشگوار نہ سمجھنا۔ پھر مُرّیّ سے کہا: اٹھو اور ان کی گردن ماردو۔ پھر کہا: اچھا تم بیٹھو اور کہا اے نوفل بن مُساحق! تم اٹھو اور معقل کی گردن اڑا دو۔ نوفل بن مُساحق اٹھا اور اس نے حضرت معقل بن سنان کی گردن اڑا دی۔ پھر مسرف نے کہا: واللہ میں تجھے چھوڑنے والا نہیں تھا کیوں کہ تم نے اپنے امام (یزید) کے خلاف باتیں کی تھیں۔ حضرت معقل ظلماً شہید کیے گئے۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد ۴/۲۱۲)

حضرت معقل بن سنان سے متعلق یہ واقعہ صحیح ہے جس کو درج ذیل مستند اصحابِ تواریخ و سیر و طبقات و تراجم نے نقل کیا ہے:

☆ ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر (وفات: ۵۷۱ھ) نے لکھا ہے:

معقل بن سنان بن مطهر بن عركى بن فتيان بن سبيع بن بكر بن اشجع ابومحمدويقال ابوسفيان ويقال ابو عيسىٰ ويقال ابوز الاشجعى له صحبة سكن الكوفة ثم تحول الىٰ المدينة وروى عن النبى ﷺ احاديث روى عنه مسروق بن الاجدع وعبدالله بن عتبة بن مسعود وعلقمه بن قيس ونافع بن جبير بن مطعم وقدم دمشق علىٰ يزيد بن معاوية ثم رجع الىٰ المدينة ساخطا علىٰ يزيد وخلعه وكان من اهل الحرة وقتل بها۔

ترجمہ: معقل بن سنان بن مطہر بن عرکی بن فتیان بن سبیع بن بکر بن اشجع ابو محمد یا ابوسفیان یا ابو عیسیٰ یا ابوزا شجعی، صحابیِ رسول ﷺ کوفہ کے رہنے والے تھے۔ پھر مدینہ

تشریف لے گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ سے کئی احادیث روایت کی ہیں۔ ان سے مسروق بن اجدع، عبداللہ بن عتبہ بن مسعود، علقمہ بن قیس، نافع بن جبیر بن مطعم نے روایات لی ہیں۔ یزید بن معاویہ کے پاس دمشق آئے تھے۔ پھر مدینہ واپس چلے گئے تھے۔ یزید سے ناراض تھے اور اس کی بیعت سے دست بردار ہو گئے تھے۔ حرّہ کے شہداء میں تھے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۵۹/۲۵۷)

☆ مغلطائی بن قلیج (وفات: ۷۶۲ھ) نے اکمال تہذیب الکمال جلد ۱۱ صفحہ ۲۹۰ میں ابن سعد کی روایت نقل کی ہے۔

☆ محمد بن بکر المعروف ابن المنظور الافریقی (وفات: ۷۱۱ھ) نے مختصر تاریخ دمشق جلد ۲۵ صفحہ ۱۳۰ پہ نقل کیا ہے۔

☆ یوسف بن عبدالرحمٰن مزی (وفات: ۷۴۲ھ) نے تہذیب الکمال فی اسماء الرجال جلد ۲۸ صفحہ ۲۷۴ پہ یہی ذکر کیا ہے۔

☆ ابن الاثیر الجزری (وفات: ۶۳۰ھ) نے اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۲۲۱، جلد ۴ صفحہ ۴۲۵ پہ نقل کیا ہے۔

☆ ابن حجر عسقلانی (وفات: ۸۵۲ھ) نے الاصابہ فی تمییز الصحابہ جلد ۶ صفحہ ۱۴۴ پہ نقل کیا ہے۔

☆ ابن عبدالبر مالکی (وفات: ۴۶۳ھ) نے الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب جلد ۳ صفحہ ۱۴۳۱، ۱۴۳۲ پہ ذکر کیا ہے۔

☆ امام بخاری (وفات: ۲۵۶ھ) نے التاریخ الکبیر جلد ۷ صفحہ ۳۹۱ میں لکھا ہے کہ معقل بن سنان

رضی اللہ عنہ حرہ کے دن شہید کیے گئے۔

☆ ابن حبان (وفات: ۳۵۴ھ) نے "الثقات" میں لکھا ہے کہ حضرت معقل بن سنان یزید کو برا کہنے کی وجہ سے حرہ کے دن شہید کیے گئے۔

☆ ابن ابی حاتم نے ابو حاتم کے حوالے سے الجرح والتعدیل جلد ۸ صفحہ ۲۸۴ میں نقل کیا ہے۔

☆ خلیفہ بن خیاط (وفات: ۲۴۰ھ) نے الطبقات جلد ۱ صفحہ ۹۶ میں نقل کیا ہے۔

☆ دار قطنی (وفات: ۳۸۵ھ) نے المؤتلف والمختلف جلد ۴ صفحہ ۲۰۵ پہ لکھا ہے کہ آپ حرہ تک حیات رہے۔

☆ ذہبی (وفات: ۷۴۸ھ) نے تاریخ الاسلام جلد ۲ صفحہ ۷۲۲ پہ لکھا ہے کہ حضرت معقل بن سنان رضی اللہ عنہ وفد کے ساتھ یزید کے پاس تشریف لے گئے تھے۔ یزید کی طرف سے انہوں نے قبیح باتیں دیکھیں تو مدینہ آ گئے اور یزید کی بیعت سے دست بردار ہو گئے۔ اہل حرہ کے سرداروں میں سے تھے۔ حرہ میں شہید کیے گئے ـــــ

☆ حضرت معقل بن سنان کی روایت جس کو ابن سعد نے ذکر کیا ہے اس کو امام ذہبی نے بھی مدائنی کی سند سے ذکر کیا ہے: مدائنی کی سند یہ ہے:

وقال المدائنی عن عوانۃ وابی زکریا العجلانی عن عکرمۃ بن خالد ـــــ

ترجمہ: مدائنی نے کہا عوانہ اور ابو زکریا عجلانی سے روایت کرتے ہوئے۔ انہوں نے عکرمہ بن خالد سے ـــــ پھر پوری روایت ذکر کی ہے جس میں یزید کے شرابی فاسق ہونے کا ذکر ہے اور حضرت معقل کی شہادت کا ذکر ہے۔ (تاریخ الاسلام للذہبی ۲/۷۲۲)

امام ذہبی نے اس سند پر کچھ کلام نہیں کیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ یہ ان کے

نزدیک صحیح ہے۔

(۴) حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یزید کو امیر المومنین کہنے والے کو دُرّے لگوائے

☆ نوفل بن ابی الفرات نے کہا کہ میں عمر بن عبدالعزیز کے پاس تھا۔ ایک شخص نے یزید کو امیر المومنین کہا تو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا: یزید کو امیر المومنین کہتے ہو؟ پھر انہوں نے اس شخص کو بیس کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ (الصواعق المحرقۃ ۲/۶۳۴)

تنبیہ: اس روایت کے راوی نوفل بن ابی الفرات حضرت عمر بن عبدالعزیز کے گورنر تھے۔ ان کے تعلق سے ابن عساکر نے فرمایا:

وکان رجلا من کتاب الشام مامونا عندھم۔ یہ شام میں عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے منشی تھے، محدثین کے نزدیک مامون تھے۔ (تاریخ دمشق لا بن عساکر ۶۲/۲۹۲)

۵۔ شہر بن حوشب تابعی کے نزدیک یزید فاسق تھا

جلیل القدر تابعی حضرت شہر بن حوشب (وفات: ۹۸ ۔ ۱۱۲) یزید کو فاسق وفاجر سمجھتے تھے اور اس کی بیعت کے شر سے بچنے کے لئے شام جا کر گوشہ نشیں ہو گئے تھے۔ چنانچہ امام محی السنہ بغوی شافعی (وفات: ۵۱۶ھ) نے اپنی سند صحیح سے نقل کیا ہے۔

ثنا اسحق الدَّبَری عن عبدالرزاق انا معمر عن قتادۃ عن شھر بن حوشب قال: لما جاء تنا بیعۃ یزید بن معاویۃ قال بقلت لو خرجت الیٰ الشام فتنحیت من شر ھذہ البیعۃ قال: فخرجت حتی قدمت الشام (الیٰ اخرہ)

ترجمہ: ہم سے بیان کیا اسحاق دَبَری نے۔ انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا عبدالرزاق نے۔ انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا معمر نے۔ انہوں نے کہا ہم سے بیان کیا قتادہ

نے، انہوں نے شہر بن حوشب سے۔ انہوں نے کہا: جب ہمارے پاس یزید بن معاویہ کی بیعت کی خبر آئی تو میں نے سوچا کہ اگر میں شام جا کر گوشہ نشیں ہو جاؤں تو اس بیعت کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ چنانچہ میں شام چلا گیا ـــــ (اس کے بعد کا ٹکڑا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے یزید جیسے امیر کو شرار الناس (برے لوگ) میں شمار کیا ہے) (شرح السنہ باب ذکر الشام ۱۴/۲۰۹)

سندِ حدیث: اس حدیث کی سند صحیح ہے ـــــ اس کے راویوں کے حالات ملاحظہ کریں:

حالات راوی

اسحاق دَبَری: نام: اسحاق بن ابراہیم بن عباد ـــــ کنیت: ابو یعقوب ـــــ نسبت: الدَبَری، الیمانی، الصنعانی ـــــ وفات: ۲۸۱ ـ ۲۹۰ ھ۔

شیوخ: اپنے والد ابراہیم اور عبد الرزاق سے سماع کیا ہے۔

تلامذہ: ابو عوانہ، خیثمہ طرابلسی، محمد بن عبد اللہ البغوی، محمد بن محمد بن حمزہ، ابو القاسم الطبرانی وغیرہم۔

جرح و تعدیل

☆ حاکم نے کہا: میں نے دار قطنی سے دَبَری کے بارے میں پوچھا کہ کیا وہ صحیح راویوں میں داخل ہیں؟ تو انہوں نے کہا: إی واللّٰه هو صدوق مارأیت فیه خلافا ـــــ ہاں واللہ وہ صدوق ہیں۔ میں نے اس میں کوئی اختلاف نہیں پایا ـــــ (تاریخ الاسلام للذہبی ۶/۱۴ـ۷)

☆ مَسلمہ نے کہا: کان لابأس به ـــــ ان میں کوئی عیب نہیں تھا۔

☆ عقیلی ان کی روایت کو صحیح کہتے تھے اور دُبَری کو صحیح راویوں میں داخل سمجھتے تھے۔(لسان المیزان ۳۶/۲)

☆ ذہبی نے انہیں شیخ، عالم، مُسنِد اور صدوق کہا۔(سیر اعلام النبلاء ۱۳/ ۴۱۶)

☆ابوعوانہ نے اپنی صحیح میں ان کی روایت تخریج کی ہے(الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستہ ۳۰۱/۲)

عبدالرزاق: نام: عبدالرزاق بن ہمام بن نافع___ کنیت: ابوبکر___ نسبت: حمیری ___ ولادت: ۱۲۶ھ___ طبقہ: ۹___ صغار تابعین میں سے ہیں___ وفات: ۲۱۱ھ۔

شیوخ: ہشام بن حسان، عبیداللہ بن عمر، ابن جریج، معمر، حجاج بن ارطاۃ، ثور بن یزید بن سفیان ثوری، اسرائیل بن یونس، مالک بن انس وغیرہم۔

تلامذہ: معتمر بن سلیمان، ابواسامہ، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، یحییٰ بن معین، علی بن مدینی وغیرہم۔(سیر اعلام النبلاء ۹/ ۵۶۴)
صحیح بخاری سمیت صحاح کے راوی ہیں۔

جرح وتعدیل

☆ یحییٰ بن معین نے کہا: كان عبدالرزاق في حديث معمر اثبت من هشام بن يوسف ___ عبدالرزاق معمر کی حدیث کے معاملے میں ہشام بن یوسف سے زیادہ ثبت تھے۔(سیر اعلام النبلاء ۹/ ۵۶۵)

☆ علی بن مدینی نے کہا: قال لي هشام بن يوسف كان عبدالرزاق اعلمنا و احفظنا ___ محمد بن ہشام بن یوسف نے کہا کہ عبدالرزاق ہم میں سب سے بڑے عالم اور حافظ الحدیث تھے(سیر اعلام النبلاء ۹/ ۵۶۶)

☆ عجلی نے کہا: ثقة كان يتشيع ـــ عبدالرزاق ثقہ شیعی (محبّ اہل بیت) تھے (ایضا)

☆ احمد بن صالح نے کہا کہ میں نے احمد بن حنبل سے کہا: رأيتَ احسن حديثا من عبدالرزاق؟ قال لا ـــ حدیث کے معاملے میں آپ نے عبدالرزاق سے اچھا کسی کو دیکھا ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔

☆ امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ نے اپنے والد سے پوچھا، کہ کیا عبدالرزاق تشیع میں افراط کرنے والے تھے تو انہوں نے کہا: اما انا فلم اسمع منه في هذا شيئا ـــ میں نے ان سے ایسی کوئی بات نہیں سنی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۸/۲۲۵)

☆ سلمہ بن شبیب نے عبدالرزاق کا یہ قول نقل کیا ہے:

ماانشرح صدری قط ان افضّل علیا علی ابی بکر و عمر فرحمهما الله ـــ میرے دل میں یہ بات کبھی نہیں آئی کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے افضل کہوں ـــ (سیر اعلام النبلاء ۹/۵۷۳)

حاصل کلام یہ ہے کہ محدث عبدالرزاق بن ہمام ثقہ صدوق، حافظ الحدیث ہیں ـــ

معمر: نام: معمر بن راشد ـــ کنیت: ابو عروہ ـــ نسبت: ازدی، بصری ـــ ولادت: ۹۶ھ۔

شیوخ: قتادہ، زہری، عمرو بن دینار، ہمّام بن منبہ، ابو اسحاق سبیعی، محمد بن زیاد القرشی، عبداللہ بن طاؤس، عاصم الاحول، ثابت البنانی، یحییٰ بن کثیر وغیرہم۔

تلامذہ: ایوب، ابن المبارک، یزید بن زریع، غندر، ابن علیہ، مروان بن معاویہ، عبدالرزاق بن ہمّام محمد بن ثور وغیرہم (سیر اعلام النبلاء ۷/۸)

جرح وتعدیل

☆ ابو حفص الفلاس نے کہا:معمر اصدق الناس۔۔۔۔معمر سب سے سچے تھے۔(ایضاً/۷)

☆ عجلی نے کہا:معمر ثقة رجل صالح بصری ۔۔۔۔معمر ثقہ،صالح بصری آدمی ہیں۔(ایضاً/۸)

☆ علی بن مدینی نے کہا:جمع لمعمرمن الاسنادمالم یجمع لاحدمن اصحابه۔۔۔۔علم الاسناد کا جامع معمر جیسا ان کے اصحاب میں سے کوئی نہیں تھا۔(سیر اعلام النبلاء/۹)

☆ ابن جریج نے کہا:لم یبق فی زمانه اعلم منه۔۔۔۔ان کے زمانے میں اُن سے بڑا کوئی عالم نہیں تھا۔(ایضاً)

☆ ذہبی نے لکھا:وحدیث هشام وعبدالرزاق عنه اصح ۔۔۔۔ہشام اور عبدالرزاق کی حدیث جو معمر سے مروی ہے زیادہ صحیح ہے۔(ایضاً/۱۲)

حاصل کلام یہ ہے کہ معمر محدثین کے نزدیک ثقہ،صدوق ہیں۔بخاری ومسلم وصحاح ستہ کے راوی ہیں۔ان کے مقبول ہونے میں کلام نہیں۔

قتادہ: نام:قتادہ بن دعامہ۔۔۔۔کنیت:ابوالخطاب۔۔۔۔نسبت:السدوسی،البصری۔۔۔۔ولادت:۶۰۔۶۱ھ۔۔۔۔وفات:۱۰۰ھ۔تابعین میں سے تھے۔

شیوخ: عبداللہ بن سرجس،انس بن مالک،سعید بن المسیب،ابوعثمان نہدی،نضر بن انس،حسن بصری،عطاء بن ابی رباح،شہر بن حوشب،عقبہ بن صہبان،محمد بن سیرین،ابومجلز وغیرہم۔

تلامذہ: ایوب سختیانی،ابن عروبہ،معمر بن راشد،اوزاعی،مسعر بن کدام،شعبہ بن

الحجاج، سعید بن زربی، ابوعوانہ وضاح وغیرہ۔ (سیر اعلام النبلاء ۵/۲۷۱)

جرح وتعدیل

☆ محمد بن سیرین نے فرمایا: قتادة احفظ الناس او من احفظ الناس ــــ قتادہ لوگوں میں سب سے زیادہ حفظ والے یا کہا سب سے زیادہ حفظ والوں میں سے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ۵/۲۷۱)

☆ سعید بن المسیب نے فرمایا: مااتاني عراقي احفظ من قتادة ــــ قتادہ سے بڑا کوئی عراقی حافظ الحدیث میرے پاس نہیں آیا۔ (ایضاً ص ۲۷۲)

☆ معمر نے ان کے حافظہ کا حال بیان کرتے ہوئے کہا کہ قتادہ نے کہا میں کسی سے کوئی حدیث سن کر یہ نہیں کہا کہ دوبارہ سنائیے۔ (سیر اعلام النبلاء ۵/۲۷۴)

☆ امام احمد بن حنبل نے قتادہ کو عالم تفسیر، عالمِ اختلاف علماء، فقیہ، حافظ الحدیث کہا اور کہا: قلّما تجد من یتقدم ــــ اُن سے آگے بڑھنے والا شاید ہی تم کسی کو پاؤ۔ (سیر اعلام النبلاء ۵/۲۷۶)

☆ سفیان ثوری نے فرمایا: وهل كان في الدنيا مثل قتادة ــــ کیا دنیا میں قتادہ کے مثل کوئی ہے؟۔ (ایضاً)

حاصل کلام یہ ہے کہ قتادہ محدثین کے نزدیک حافظ الحدیث صدوق ثقہ ہیں بخاری ومسلم سمیت صحاح ستہ کے راوی ہیں۔

شہر بن حوشب: نام: شہر بن حوشب ــــ کنیت: ابوسعید ــــ نسبت: الاشعری، الشامی ــــ وفات: ۱۱۲ھ۔ اکابر علماء تابعین میں سے تھے ــــ صحابیہ اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام تھے۔

شیوخ: اسماء بنت یزید، ابوہریرہ، عائشہ صدیقہ، ابن عباس، عبداللہ بن عمرو، ام سلمہ، ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہم وغیرہم۔

تلامذہ: قتادہ، معاویہ بن قرہ، حکم بن عتیبہ، ابوبشر جعفر، مقاتل بن حیان، داؤد بن ابی ھند، وغیرہم۔

بخاری نے الادب المفرد میں اور تمام اصحاب صحاحِ ستہ نے ان سے روایات لی ہیں۔ (سیر اعلام النبلا ۴/۳۷۲)

جرح وتعدیل

☆ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: شهر ثقة ما احسن حديث ــــ شہر ثقہ ہیں۔ ان کی حدیث کتنی اچھی ہے۔

☆ امام بخاری نے انہیں حسن الحدیث اور قوی کہا ــــ

☆ عجلی نے ثقہ کہا۔

☆ یحیٰی بن معین نے کہا: شهر ثبت ــــ شہر بن حوشب ثبت (مضبوط حافظہ والے راوی ہیں)۔

☆ ابوزرعہ نے کہا: لا بأس به ــــ ان میں کوئی عیب نہیں۔

☆ یعقوب بن شیبہ نے کہا: شهر ثقة طعن فيه بعضهم ــــ شہر ثقہ ہیں۔ ان کے بارے میں بعض نے طعن کیا ہے۔

☆ یعقوب بن سفیان نے کہا: شهر وان تكلم فيه ابن عون فهو ثقة ــــ شہر کے بارے میں اگر چہ ابن عون نے کلام کیا ہے لیکن وہ ثقہ ہیں ــــ

مذکورہ تمام اقوال کو نقل کرنے کے بعد امام ذہبی نے فرمایا: قلت : الرجل غیر مدفوع عن صدق وعلم والا حتجاج به مترجح ــــ اس مردِ حق کے صادق وعالم ہونے میں کوئی شک نہیں اور ان کو قابل حجت قرار دینا راجح ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۴/۳۷۸)

امام محی السنہ کی ذکر کردہ روایت سند کے اعتبار سے صحیح ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ جلیل القدر تابعی حضرت شہر بن حوشب رضی اللہ عنہ کے نزدیک یزید بن معاویہ فاسق وفاجر تھا اور اس کی بیعت کے شر سے بچنے کے لئے انہوں نے شام جا کر گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی ــــ

(۶) عبداللہ بن مطیع تابعی یزید کو شرابی فاسق کہتے تھے

جلیل القدر تابعی حضرت عبداللہ بن مطیع (وفات: ۷۱-۸۰ھ) جو رسول اللہ ﷺ کی حیات میں پیدا ہوئے تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا کہ انہیں حضور ﷺ کے دیدار کا شرف حاصل ہوا تھا۔ امام بخاری نے الادب المفرد میں اور امام مسلم نے صحیح مسلم میں ان کی روایت ذکر کی ہے ــــ وہ اور ان کے اصحاب یزید بن معاویہ کی بیعت سے دور رہے ــــ کیوں کہ ان کے نزدیک یزید شرابی، تارک الصلوٰۃ اور ظالم تھا ــــ وہ فرماتے تھے:

انّ یزید یشرب الخمر ویترك الصلوٰة ویتعدی حکم الکتاب ــــ بے شک یزید شراب پیتا ہے نماز نہیں پڑھتا اور کتاب اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ (البدایہ والنہایہ لابن کثیر ۸/۲۵۵)

(۷) منذر بن زبیر وغیرہ تابعی یزید کو فاسق وفاجر جانتے تھے

جلیل القدر تابعی حضرت منذر بن زبیر بن عوام (وفات: ۶۱-۷۰ھ) جو حضرت

اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔امیر معاویہ کی حیات میں ان کی طرف سے انعام واکرام پا چکے تھے۔امیر معاویہ نے وصیت کی تھی کہ منذر کو ان کی قبر میں اتارا جائے۔ یزید کے امیر بننے سے پہلے ابن زیاد سے ان کی دوستی تھی۔جب یزید نے اِمارت کا اعلان کیا تو وفد کے ساتھ یزید کے پاس شام پہنچے۔وفد میں حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبداللہ، عبداللہ بن عمرو بن حفص بن مغیرہ المخزومی اوران کے علاوہ کثیر تعداد میں اشرافِ مدینہ تھے۔جب یہ وفد یزید کے پاس پہنچا تو اس نے سب لوگوں کا بڑا اکرام کیا۔سب کو انعامات دئے۔عبداللہ بن حنظلہ کو ایک لاکھ دیا۔ان کے ساتھ ان کے آٹھ بیٹے تھے،ہر ایک کو دس دس ہزار اور منذر بن زبیر کو ایک لاکھ روپے دئے___سارے لوگ مدینہ واپس آئے۔صرف منذر بن زبیر، ابن زیاد کے پاس عراق چلے گئے___یہ لوگ مدینہ آکر کھلے عام یزید کی برائیاں اور عیب بیان کرنے لگے اور کہنے لگے:

"قدمنامن عندرجل لیس لہ دین یشرب الخمرویضرب بالطنابیر و یعزف عندہ القیان ویلعب بالکلاب ویسمر عندہ الخُرّاب وھم اللصوص انا نشھدکم انّا خلعناہ"___

ترجمہ: ہم ایسے آدمی کے پاس سے آئے ہیں جس کا کوئی دین نہیں۔وہ شراب پیتا ہے۔طنبورہ بجاتا ہے اوراس کے پاس لونڈیاں گاتی ہیں۔وہ کتوں کے ساتھ کھیلتا ہے۔غنڈے چوراس کے پاس رات بھر قصہ گوئی کرتے ہیں۔تم سب گواہ ہو جاؤ ہم نے اس کی بیعت توڑ دی___

حضرت عبداللہ بن حنظلہ اٹھے اور کہنے لگے:

میں تمہارے پاس ایسے آدمی کے پاس سے آیا ہوں کہ اگر اس کے ساتھ اپنے بیٹوں کے ساتھ جہاد کرنا پڑے تو کروں گا۔اس نے مجھے انعام دیا۔اگر اس کی طرف سے خوف نہ ہوتا تو اس کو میں قبول نہ کرتا۔مدینہ کے لوگوں نے یزید کی بیعت توڑ دی اور عبداللہ بن حنظلہ کو اپنا امیر بنالیا۔

منذر بن زبیر کے بارے میں یزید کو معلوم ہوا کہ وہ ابن زیاد کے پاس ہیں تو اس نے ابن زیاد کو خط لکھا کہ انہیں قید کرلے،لیکن ابن زیاد نے پرانی دوستی کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں کوفہ سے نکلنے کا راستہ دے دیا۔منذر وہاں سے نکل کر کھلے عام لوگوں میں یزید کی برائیاں بیان کرنے لگے اور کہنے لگے:

"انه قداجازنی بمأة الف ولا یمنعنی ماصنع بی ان اخبرکم خبره واللّٰه انه یشرب الخمر واللّٰه انه لیسکر حتی یدع الصلوٰة وعابه بمثل ماعابه به اصحابه واشد۔

ترجمہ: یزید نے مجھے ایک لاکھ دیئے ہیں۔لیکن اس کا یہ انعام مجھے اس بات سے باز نہیں رکھ سکتا ہے کہ میں تمہیں باخبر کردوں کہ واللہ یزید شراب پیتا ہے۔واللہ وہ نشہ میں ہوتا ہے اور نماز چھوڑتا ہے۔منذر نے یزید کے عیوب بیان کئے جس طرح ان کے اصحاب نے بیان کئے تھے۔بلکہ ان سے زیادہ بیان کئے۔ (الکامل فی التاریخ لابن الاثیر ۳/۲۰۴)

(۸) حضرت حسن بصری تابعی یزید کو شرابی اور فاسق وفاجر جانتے تھے

جلیل القدر تابعی حضرت حسن بصری (وفات: ۱۱۰ھ) کے حوالے سے علامہ ابن

اثیر نے یہ قول نقل کیا ہے:

واستخلافه بعده ابنه سكّيرا خميرا يلبس الحرير و يضرب بالطنابير

ـــ ترجمہ: انہوں (امیر معاویہ) نے اپنے بیٹے (یزید) کو خلیفہ بنایا جو حد درجہ نشہ باز، شرابی، ریشمی کپڑے پہنتا اور طنبورے بجاتا تھا۔ (الکامل فی التاریخ ۲/۲۹۹)

تنبیہ: یہ سب خیر القرون کے صحابہ و تابعین ہیں جو یزید کے شرابی، بدکار و فاسق ہونے کی گواہی دے رہے ہیں۔ کیا ان گواہوں کے ہوتے ہوئے بھی شیخ سنابلی یزید کی محبت میں یہی کہیں گے "یزید کی مذمت میں جو باتیں کہی جاتی ہیں ان میں سے ایک بھی خیر القرون کے حوالہ سے ثابت نہیں ہیں" (ماہنامہ اہل السنۃ ممبئی دسمبر ۲۰۱۳)

(۹) علامہ مطہر بن طاہر المقدسی (وفات: ۳۵۵ھ) کے نزدیک یزید فاسق و ملعون تھا۔

وہ لکھتے ہیں:

ثم بعث به وباولاده الىٰ يزيد بن معاوية فذكران يزيد امر بنساء ه و بناته فاقمن بدرجةالمسجدحيث توقف الاسارى لينظرالناس اليهن و وضع رأسه بين يديه وجعل ينكت بالقضيب في وجهه وهو يقول (رمل)

ليت اشياخي ببدر شهدوا　　　جزع الخزرج من وقع الاسل

لاهلوا و استهلوا فرحا　　　و لقالوا يا يزيد لا تسل

(البدء والتاریخ ۶/۸)

ترجمہ: پھر عبید اللہ بن زیاد نے حضرت امام حسین کے سر کو اور ان کی اولاد کو یزید بن معاویہ کے پاس بھیجا۔ ذکر ہے کہ یزید نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی عورتوں اور بیٹیوں کو

مسجد کی سیڑھی پہ کھڑا کر دیا تھا، جہاں قیدیوں کو کھڑا کیا جاتا ہے، تاکہ لوگ ان کا تماشہ دیکھیں۔ یزید نے حضرت امام حسین کے سر کو اپنے سامنے رکھا اور چھڑی سے ان کے چہرے کو کوچتے ہوئے یہ اشعار کہے۔

لیت اشیاخی (الیٰ آخرہ) ترجمہ: کاش ہمارے بزرگ (بنوامیہ کے وہ لوگ جو بدر میں اسلامی لشکر کے ہاتھوں مارے گئے تھے یا قید کئے گئے تھے) میدان بدر میں تیز تلواروں کی ضرب سے خزرج (انصار کا ایک قبیلہ جو اسلامی لشکر میں تھا) کی آہ و بکا دیکھتے تو خوشی کے نعرے بلند کرتے اور کہتے اے یزید! کچھ مت پوچھ۔ (جو کچھ کرتا ہے کئے جا)

یزید کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر میں جنگ بدر میں ہوتا تو اپنے سرداروں کو اپنے لشکر کی بہادری کے ذریعہ خوش کر دیتا ____

یہی وجہ ہے کہ شیخ مقدسی نے جابجا یزید کو لعنة الله عليه اور عليه اللعنة لکھا ہے۔ نیز یہ لکھا ہے کہ جب یزید اپنی چھڑی سے امام حسین کے سر کو کوچ رہا تھا تو اس وقت حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنی ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے فرمایا "اے یزید تو اپنی چھڑی سے حسین کے دانت کو کوچ رہا ہے واللہ میں نے ان ہونٹوں کو رسول اللہ ﷺ کو چومتے ہوئے دیکھا ہے۔ (ایضا ۱۲/۶)

(۱۰) علامہ ابن الوزیر الحسنی (وفات: ۸۴۰ھ) نے یزید کو خبیث شیطان لکھا اور مزید فرمایا: وقد نصوا علیٰ ان یزید ظالم غاشم خبیث شیطان ۔

ترجمہ: اسلافِ امت نے صراحت کی ہے کہ یزید ظالم، جابر، خبیث، شیطان تھا۔ (الروض الباسم فی الذب عن سنۃ ابی القاسم ۲/۵۸۴)

(۱۱) علامہ ذہبی نے لکھا ہے:

یزیدبن معاویۃ کان ناصبیافظاغلیظاجلفایتناول المسکرویفعل المنکر افتتح دولتہ بقتل الشہید الحسین رضی اللہ عنہ واختتمہابوقعۃالحرۃفمقتہ الناس ولم یبارك فی عمرہ وخرج علیہ غیر واحد بعد(قتل) الحسین رضی اللہ عنہ۔

ترجمہ: یزید بن معاویہ ناصبی (گمراہ بددین)۔ بدخلق، سنگ دل، اجڈ تھا۔ شراب پیتا اور گناہ کرتا تھا۔ امام حسین شہید رضی اللہ عنہ کو قتل کر کے اپنی حکومت کی شروعات کی اور جنگ حرہ (مدینہ پر لشکرکشی) پر ختم کی۔ جس کی وجہ سے لوگ اس سے متنفر ہو گئے ـــــ اس کی عمر میں برکت نہیں ہوئی۔ امام حسین رضی اللہ عنہ (کی شہادت) کے بعد اس کے خلاف بہت سے لوگ نکل پڑے۔ (الروض الباسم ۲/۳۸۷)

(۱۲) ابن حزم کے حوالے سے علامہ ابن الوزیر نے جو لکھا ہے اس کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے

"جب اپنے باپ کی وفات کے بعد یزید کی بیعت ہوئی تو حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بیعت سے دور رہے۔ حسین رضی اللہ عنہ کوفہ جانے کو تیار ہوئے اور کوفہ پہنچنے سے پہلے (کربلا میں) شہید کئے گئے۔ یہ اسلام کی مصیبتوں میں سے دوسری مصیبت اور اس کی شکستگی تھی۔ کیوں کہ آپ کے ظاہراً وعلانیہ قتل کی وجہ سے مسلمانوں کا بڑا نقصان ہوا ـــــ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں پناہ لی اور وہیں رہے یہاں تک کہ یزید نے حرم رسول اللہ ﷺ مدینہ پر پھر حرمُ اللہ مکہ پر لشکرکشی کی اور مہاجرین وانصار کے باقی ماندہ اشخاص کو قتل کروایا۔ یہ حرہ کا واقعہ اسلام کی کمزوری اور

مصیبتوں میں سے دوسری مصیبت تھی۔ کیونکہ اس میں باقی افاضلِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور خیارِ مسلمین کو ظلماً قتل کیا گیا۔ مسجد نبوی کے اندر گھوڑے دوڑائے گئے۔ ریاض الجنہ میں گھوڑوں نے پیشاب اور لید کئے۔ کئی دنوں تک مسجدِ رسول اللہ ﷺ میں جماعت کے ساتھ نماز نہیں ادا کی گئی۔ اس میں حضرت سعید بن مسیّب کے سوا کوئی نماز پڑھنے والا نہیں تھا اگر مسلم بن عقبہ کے سامنے عمرو بن عثمان بن عفان اور مروان بن حکم نے سعید بن مسیّب کے مجنون ہونے کی گواہی نہ دی ہوتی تو وہ انہیں بھی قتل کر دیتا۔ اس نے لوگوں سے زبردستی اس بات پر یزید کی بیعت لی کہ وہ اس بات کا اقرار کریں کہ یزید بن معاویہ کے سب غلام ہیں اگر وہ چاہے تو سب کو فروخت کر دے یا آزاد کر دے۔ بعض نے (احتیاطا) یہ کہہ کر بیعت کی کہ وہ قرآن و سنتِ رسول کے حکم کے مطابق بیعت کرتے ہیں تو اس پر ان کی گردنیں ماردی گئیں۔ یزید نے اسلام کی ہتک عزت کی۔ مدینہ میں تین دنوں تک لوٹ مار مچائی۔ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب کی توہین کی۔ ان پر دست درازی کی۔ ان کے گھر چھین لئے۔ مکہ کا محاصرہ کر دیا گیا۔ بیت اللہ شریف پر منجنیق سے پتھر برسائے گئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یزید کو پکڑا اور وہ واقعہ حرہ کے تین مہینہ کے اندر ۶۴ھ میں مر گیا۔ اس وقت اس کی عمر ۳۳/۳۹ سال تھی۔ ابن حزم کی بات ختم ہوئی۔

(الروض الباسم ۲/۳۸۹۔ بحوالہ: السیرۃ النبویہ، اسماء الخلفاء/ ۳۵۷)

ابن حزم کے حوالے سے یہ اقتباس نقل کرنے کے بعد ابن الوزیر نے یہ لکھا ہے کہ "یہ سب سے بڑی دلیل ہے اس بات کی کہ اہل سنت کے نزدیک یزید گناہ گار تھا۔ اہل سنت نے اس کی موافقت نہیں کی ہے"۔ اور ذہبی نے لکھا ہے کہ ابن حزم بنو امیہ

کے متعصب طرفدار تھے۔ جب متعصب نے یزید کے ظلم وفسق کی گواہی دے دی تو غیر متعصب کی بدرجۂ اولیٰ گواہی ہوگی۔ (الروض الباسم ۲/۲۹۰)

(۱۳) یزید نے امام حسین کو ظالم کہا۔ (معاذ اللہ) ابن کثیر نے لکھا ہے کہ:

ابن زیاد نے امام حسین کے سر مبارک کو یزید بن معاویہ کے پاس بھیجا۔ جب سر مبارک یزید کے سامنے رکھا گیا تو اس نے اس کو کوچتے ہوئے یہ شعر پڑھا۔

نفلق هاما من رجال اعزة　علينا وهم كانوا اعق واظلما

ترجمہ: ہم ایسے باعزت لوگوں کی کھوپڑیاں پھاڑتے ہیں جو نافرمان اور ظالم ہوگئے تھے۔ (البدایہ والنہایہ ۶/۲۶۰)

فائدہ: اس سے ثابت ہوا کہ یزید نے امام حسین کو ظالم اور نافرمان کہا اور وہ آپ کے قتل سے راضی تھا۔

(۱۴) ابو الیمن مجیر الدین حنبلی (وفات: ۹۲۸ھ) کے نزدیک یزید فاسق تھا۔ وہ لکھتے ہیں:

فلماتوفى استقربعده فى الخلافةولده ولقب نفسه بالمنتصرعلىٰ اهل الزيغ وكان قد بويع له بالخلافة قبل وفاة ابيه ثم جدّدت له البيعة بعد وفاته فاساء السيرةوجارعلىٰ الرعيةوتجاهر بالمعاصى فلمااشتهرجوره وكثر ظلمه وقتل ال الرسول ﷺ اجتمع اهل المدينةعلىٰ اخراج عامله عثمان بن محمد بن ابى سفيان ومروان بن الحكم وسائر بنى امية وذالك باشارة عبدالله بن الزبير فلما بلغ ذالك يزيد بن معاوية سير الجيوش الىٰ اهل المدينة وجهّز

علیھم مسلم بن عقبۃ المزنی فانتھب المدینۃ المشریفۃ وقتل اھلھا ثم قصد مکۃ فمات قبل وصولہ الیھا واستخلف علی الجیش الحصین بن نمیر فاتیٰ مکۃ وحاصر ابن الزبیر اربعین یوما ونصب المناجیق وھدم الکعبۃ الشریفۃ واحرقھا وکان ذالک قبل موت یزید باحد عشر یوما فاھلک اللہ یزید ومات وکان موتہ بحوارین من عمل حمص لاربع عشر لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ اربع وستین من الھجرۃ وھوابن ثمان وثلثین سنۃ۔۔۔۔

ترجمہ: جب حضرت امیر معاویہ کا وصال ہوگیا تو ان کے بعد ان کا بیٹا یزید خلافت پر قابض ہوا اور اپنا لقب "المنتصر علیٰ اھل الزیغ" رکھا۔ یزید کے والد کی وفات سے پہلے ہی اس کی بیعت لی گئی تھی پھر وفات کے بعد تجدید بیعت کی گئی۔ یزید نے بدسلوکی کی، رعایا پر ظلم کیا اور اعلانیہ گناہوں کا ارتکاب کیا۔ جب اس کا ظلم و جور بہت زیادہ ہوگیا اور اس کے ظلم کی شہرت ہوئی اور اس نے ال رسول کو قتل کروایا تو اہل مدینہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر کے ایماء پر یزید کے گورنر عثمان بن محمد بن ابی سفیان اور مروان بن حکم اور تمام بنو امیہ (یزید کے حامیوں) کو مدینہ سے نکالنے پر اتفاق کیا۔ جب یزید بن معاویہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے مسلم بن عقبہ مزنی کو اہل مدینہ پر لشکر کشی کے لئے روانہ کیا۔ مسلم بن عقبہ نے مدینہ شریف میں لوٹ مار مچائی، قتل وخوں ریزی کی پھر مکہ روانہ ہوا لیکن مکہ پہنچنے سے پہلے ہی مرگیا۔ اس نے حصین بن نمیر کو لشکر کا امیر بنایا۔ ابن نمیر مکہ آیا اور چالیس دنوں تک حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو محصور رکھا۔ چاروں طرف منجنیق نصب کروا دیا اور کعبہ کو منہدم کیا اور اسے آگ لگائی۔ یہ سب یزید کی موت سے گیارہ دن پہلے ہوا۔ پھر

اللہ نے یزید کو ہلاک کیا۔ یزید حمص کے مقام حوارین میں ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ کو ۳۸ سال کی عمر میں مرگیا۔ (الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل ۱/۲۷۰)

(۱۵) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی یزید کو گمراہ، گمراہ گر جانتے تھے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے یزید کو ضال، مضل (گمراہ، گمراہ گر) کہا ہے۔انہوں نے حضرت حذیفہ کی یہ روایت نقل کی ہے:

عن حذيفة رضى الله عنه قال قلت: يارسول الله ﷺ أيكون بعد هذا الخير شر؟ قال: نعم قلت: فما العصمة؟ قال: السيف قلت: وهل بعد السيف بقية؟ قال: نعم! تكون امارة على اقذاء وهدنة على دخن قلت: ثم ماذا؟ قال: ثم ينشاء دعاة الضلال فان كان لله فى الارض خليفة جلد ظهرك واخذ مالك فاطعه والا فمت وانت عاض على جذل شجرة۔

ترجمہ: حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا (اسلام کی) خوبی وبہتری کے بعد پھر برائی اور شر ہوگا؟ (جیسا کہ اسلام سے پہلے تھا) فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: اس سے بچنے کا طریقہ کیا ہوگا؟ فرمایا: تلوار (جنگ کے ذریعہ) میں نے عرض کیا: تلوار کے بعد بھی وہ برائی کچھ باقی رہے گی؟ فرمایا: ہاں! اس طرح کہ حکومت غلط طریقے سے قائم ہوگی ۔لوگ اس کو خوش دلی سے تسلیم نہیں کریں گے بلکہ جبر واکراہ اور مکر وفساد کے ذریعہ مصالحت ہوگی۔ میں نے عرض کیا: پھر کیا ہوگا؟ فرمایا: کچھ لوگ گمراہی کی طرف بلائیں گے۔اس وقت اگر کوئی اللہ کا خلیفہ ہو جو تمہاری پیٹھ پر کوڑے مارے اور تمہارا مال لے تو تم اس کی اطاعت کرو وگرنہ جنگل میں کسی درخت کے نیچے گوشہ نشینی کی حالت میں مرجاؤ۔ (حجۃ اللہ البالغۃ ۲/۳۹۲)

تخریج حدیث

☆حدیث مذکور کو امام حاکم نے مستدرک میں ذکر کیا اور لکھا: هذا حديث صحيح الاسناد ــــ یہ صحیح الاسناد حدیث ہے ــــ اس کو ذہبی نے اپنی تعلیقات میں صحیح لکھا ــــ (المستدرک علی الصحیحین ۴/۴۷۸)

☆ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر کیا اور وہابی غیر مقلد عالم شیخ البانی نے اس کو صحیح لکھا ــــ (سنن ابن ماجہ ۲/۱۳۱۷)

☆معمر بن راشد نے اپنی جامع میں ☆امام احمد نے اپنی مسند میں۔
☆بغوی نے شرح السنہ میں ☆ سیوطی نے الفتح الکبیر میں
☆ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں ☆مزی نے تحفۃ الاشراف میں۔
☆ابن الاثیر نے جامع الاصول میں۔☆علی متقی نے کنز العمال میں ذکر کیا ہے۔

"ثم ينشاء دعاة الضلال " کی وضاحت کرتے ہوئے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے لکھا ہے:

"ودعاة الضلال يزيد بالشام ومختار بالعراق حتى استقر الامر على عبدالملك" ــــ ترجمہ: ملک شام میں گمراہی کی طرف بلانے والا یزید ہے اور عراق میں مختار ــــ یہاں تک کہ یہ معاملہ عبدالملک پر ٹھہر گیا۔(مصدر سابق ۲/۲۹۳)

یزید کے ظلم وفسق کا ثبوت واقعہ حرّہ کے حوالے سے

مقام حرّہ (مدینہ کی خاص پتھریلی زمین) میں یزید کی فوج کی طرف سے اہل مدینہ پر جو ظلم وستم ہوا ہے اس کا تفصیلی بیان کتب تاریخ میں موجود ہے۔۔۔۔رسول اکرم ﷺ نے بھی اس کی پیشین گوئی کردی تھی۔

چنانچہ علامہ ابن کثیر نے سند صحیح کے ساتھ یہ حدیث نقل فرمائی ہے:

"قال یعقوب بن سفیان حدثنی ابراھیم بن المنذر حدثنی ابن فلیح عن ابیه عن ایوب بن عبدالرحمن عن ایوب بن بشیر المعاوی ان رسول الله ﷺ خرج فی سفر من اسفاره فلما مرّ بحرة زهرة وقف فاسترجع فساء ذالك من معه وظنوا ان ذالك من امر سفرهم فقال عمر بن الخطاب یا رسول الله ماالذی رأیت ؟ فقال رسول الله ﷺ اما ان ذالك لیس من سفركم هذا قالوا: فماهی یارسول الله؟ قال: یقتل بهذه الحرة خیار امتی بعد اصحابی۔۔۔۔

ترجمہ: یعقوب بن سفیان نے فرمایا ہم سے حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے۔ انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی ابن فلیح نے۔انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے ایوب بن عبدالرحمٰن سے۔انہوں نے ایوب بن بشیر المعاوی سے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں نکلے۔جب مقام حرہ زہرہ سے نکلے تو رک کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے۔ہمراہیوں نے سمجھا کہ ان کے سفر کے تعلق سے کوئی ناگوار بات پیش آئی ہے۔چنانچہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یا رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے سفر سے متعلق کوئی ناگوار بات نہیں دیکھی۔لوگوں نے عرض کیا: پھر وہ کیا ہے یارسول اللہ؟ آپ نے

فرمایا: اس مقامِ حرہ میں میرے اصحاب کے بعد میری امت کے سب سے بہتر لوگ قتل کیے جائیں گے۔

اسی سے متصل یعقوب بن سفیان ہی کی یہ روایت بھی مذکور ہے:

قال يعقوب بن سفيان : قال وهب بن جرير :قالت جويرية :حدثني ثور بن زيد عن عكرمة عن ابن عباس قال: جاء تاويل هذه الاية علىٰ رأس ستين سنة (ولو دخلت عليهم من اقطارها ثم سئلوا الفتنة لأتوها) (الاحزاب:١٤) قال : لاعطوها : يعني ادخال بني حارثة اهل الشام علىٰ اهل المدينة۔

ترجمہ: یعقوب بن سفیان نے کہا: وہب بن جریر کہا: جویریہ نے کہا: مجھ سے ثور بن زید نے عکرمہ کے حوالے سے ۔انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بیان کیا کہ اِس آیت کریمہ کی تاویل ساٹھ ہجری میں پیش آئی (ولو دخلت عليهم من اقطارها ثم سئلوا الفتنة لأتوها) (ترجمہ: اگر ان پر فوجیں مدینہ کے اطراف سے آتیں اور ان سے کفر چاہتیں تو ضرور ان کا کہا مانتے) حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ آیت کریمہ میں لاتوھا کا معنی ہے وہ لوگ فتنہ لے آئیں گے۔ چنانچہ (ساٹھ ہجری میں) بنی حارثہ (بنوامیہ) نے اہل شام کو اہل مدینہ پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا۔ (البدایہ والنہایہ: ذکرالاخبار عن وقعۃ الحرہ، ۶/۲۶۱، بحوالہ تاریخ الفسوی ۳/۳۲۷، دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/۴۷۳)

سند حدیث کی حیثیت: پہلی روایت کے تعلق سے حافظ ابن کثیر نے کہا: هذا مرسلٌ۔ یہ حدیث مرسل ہے۔

ابن کثیر نے حدیث مذکور کے کسی راوی پر کوئی جرح نہیں کی ہے۔ کیوں کہ اس

کے تمام راوی ثقہ صدوق ہیں۔البتہ یہ حدیث مرسل ہے۔اور مرسل صحیح حُجت ہے۔

حالات راوی

☆**یعقوب بن سفیان:** نام:یعقوب بن سفیان بن جوان۔کنیت: ابو یوسف بن ابی معاویۃ۔نسبت: الفَسَوی، الفارسی۔وفات: ۲۷۱-۲۸۰ھ۔

شیوخ: ابراہیم بن منذر الجزامی، ابو عاصم النبیل، مکی بن ابراہیم، محمد بن عبداللہ انصاری، عبید اللہ بن موسیٰ، عبداللہ بن رجاء، ابو مسہر وغیرہم

تلامذہ: ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ، ابو بکر بن ابن داؤد، عبدالرحمٰن بن ابی حاتم، ابو عوانہ وغیرہم۔(تاریخ الاسلام للذہبی ۲۴۱/۶، تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۶۱/۷۴)

جرح وتعدیل

☆ ابو زرعہ دمشقی نے کہا: میرے پاس دو عظیم عالم آئے۔ایک یعقوب بن سفیان۔اہل عراق جن کے مثل دیکھنے سے قاصر ہیں۔دوسرے حرب بن اسماعیل ہیں۔انہوں نے مجھ سے حدیث لکھی ہے(تاریخ الاسلام للذہبی ۶۴۱/۶)

☆ حاکم ابوعبداللہ نے کہا: الحافظ یعقوب بن سفیان هو امام اهل الحديث بفارس۔ترجمہ: حافظ یعقوب بن سفیان فارس میں محدثین کے امام تھے۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر ۱۶۲/۷۴)

☆ نسائی نے کہا: لا بأس به۔ان میں کوئی عیب نہیں۔(تاریخ دمشق ۱۶۴/۷۴)

☆ ذہبی نے کہا: الامام، الحافظ، الحجة، الرّحال، محدث اقليم فارس۔یعقوب بن سفیان امام، حافظ الحدیث، حُجت فی الحدیث، سیّاح، ملک فارس کے

محدث تھے ــــ(سیر اعلام النبلا ء۱۲/۱۸۰)

☆ **ابراہیم بن المنذر**: نام: ابراہیم بن منذر بن عبداللہ ــــ کنیت: ابو اسحاق ــــ نسبت: القرشی ،الاسدی ،الحزامی ،المدنی ــــ وفات: ۲۳۶ھ

شیوخ: سفیان بن عیینہ، ولید بن مسلم، عبداللہ بن وہب، محمد بن فلیح، معن بن عیسیٰ وغیرہم۔

تلامذہ: ترمذی، ابوبکر بن ابی الدنیا، بقی بن مخلد، محمد بن عبداللہ الحضرمی، حسن بن سفیان وغیرہم

جرح وتعدیل

☆ ذہبی نے کہا: الامام الحافظ الثقہ ــــ ابراہیم بن منذر امام، حافظ الحدیث اور ثقہ ہیں۔

☆ صالح نے کہا: صدوق ہیں

☆ ابو حاتم نے کہا: صدوق ہیں۔(سیر اعلام النبلاء ۱۰/۶۸۹)

☆ **محمد بن فلیح** نام: محمد بن فلیح بن سلیمان ــــ کنیت: ابو عبداللہ ــــ نسبت: المدنی ــــ وفات: ۱۹۷ھ

شیوخ: ہشام بن عروہ، فلیح بن سلیمان، موسیٰ بن عقبہ، عبیداللہ بن عمرو وغیرہم۔

تلامذہ: ہارون بن موسیٰ الفراء، محمد بن اسحاق المسیبی، ابراہیم بن منذر حزامی وغیرہم۔

جرح وتعدیل

☆ ابو حاتم نے کہا: ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔ وہ قوی نہیں ہیں۔

☆ یحییٰ بن معین نے کہا: وہ اور ان کے والد دونوں ثقہ نہیں ہیں۔(تاریخ الاسلام للذہبی ۴/۱۱۹۹)

تنبیہ: راقم کہتا ہے: اصولِ محدثین کے نزدیک ایسے راوی کی روایت فی نفسہ حسن ہوتی ہے۔

☆ **فلیح بن سلیمان:** نام: فلیح بن سلیمان بن ابی المغیر ۃ___کنیت: ابو یحیٰ___ نسبت: المدنی___وفات: ۱۶۸ھ

شیوخ: ایوب بن عبدالرحمٰن بن صعصعۃ، زید بن اسلم، صالح بن عجلان، ہشام بن عروۃ، عبدۃ بن ابی لبابہ وغیرہم۔

تلامذہ: سعید بن منصور، عبداللہ بن مبارک، عبداللہ بن وہب، ابو داؤد الطیالسی، وغیرہم

جرح وتعدیل

☆ یحیٰ بن معین نے کہا: ضعیف لیس بقوی ولا یحتج بحدیثہ___وہ ضعیف ہیں۔ قوی نہیں ہیں۔ ان کی حدیث قابل حجت نہیں۔

☆ ابو حاتم نے کہا: لیس بقوی___فلیح قوی نہیں ہیں۔

☆ نسائی نے کہا: وہ قوی نہیں ہیں۔ (تہذیب الکمال ۲۳/۳۱۷-۳۲۱)

☆ دارقطنی نے کہا: لا بأس بہ___فلیح میں کوئی عیب نہیں (الوافی بالوفیات ۲۴/۶۳)

☆ امام ذہبی نے کہا: کان من کبار علماء العصر___اپنے زمانے کے اکابر علماء میں سے تھے (تاریخ الاسلام للذہبی ۴/۴۷۹)

☆ ابن عدی نے کہا: وھو عندی لا بأس بہ___میرے نزدیک ان میں کوئی عیب نہیں۔ (تہذیب التہذیب ۸/۳۰۴)

تنبیہ: اصولِ حدیث کے مطابق ضعیف، لایحتج بہ، لیس بقوی، جرح مبہم کے الفاظ ہیں اسی لئے جب تک وجہ جرح معلوم نہ ہو ایسے راوی کی حدیث مطلقاً نامقبول نہیں

ہوگی ــــ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے ان کے بارے میں کلام نہیں کیا ہے اور صحیح بخاری میں ان کی تقریباً ۱۹ احادیث تخریج کی ہے اور ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے (الثقات ۷/۳۴)

☆ **ایوب بن عبدالرحمٰن:** نام: ایوب بن عبدالرحمٰن بن صعصعہ ــــ نسبت: المدنی ــــ وفات: ۱۲۱-۱۳۰ھ

شیوخ: ایوب بن بشیر المعاوی، عبدالرحمٰن بن صعصعہ، یعقوب بن ابو یعقوب وغیرہم۔

تلامذہ: ابراہیم بن محمد، ابو یحییٰ الاسلمی، فلیح بن سلیمان، یعقوب بن محمد بن صعصعہ وغیرہم۔

جرح وتعدیل

☆ امام ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے ان سے ایک حدیث روایت کی ہے اور ترمذی نے کہا: ہم ان کو صرف فلیح کی روایت سے جانتے ہیں۔ (تہذیب الکمال ۳/۴۸۲-۴۸۴)

☆ ابو حاتم بستی نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (اکمال تہذیب الکمال ۲/۳۴۷)

☆ حاکم نے مستدرک میں ان کی روایت تخریج کی ہے۔

☆ امام بخاری نے ان کو ذکر کیا اور کوئی جرح نہیں کی (التاریخ الکبیر ۱/۴۲۰)

☆ ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے۔ (الثقات ۶/۵۸)

☆ ابو حاتم نے بغیر جرح وقدح کے ذکر کیا ہے۔ (الجرح والتعدیل ۲/۲۵۲)

☆ ابن حجر عسقلانی نے ابن حبان کے حوالے سے ثقہ کہا اور جرح نہیں کی ۔ (تہذیب التہذیب ۱/۴۰۸)

☆ ابن ابو الخیر نے صدوق کہا۔ (خلاصۃ تہذیب الکمال ۱/۴۳)

☆ **ایوب بن بشیر** نام: ایوب بن بشیر بن سعد النعمان ــــ کنیت: ابو سلیمان ــــ نسبت: الانصاری، المعاوی، المدنی ــــ وفات: ۹۱-۱۰۰ھ

شیوخ: حضرت عمر، حکیم بن حزام وغیرہ۔

تلامذہ: ابوطوالہ، عاصم بن عمرو، قتادہ، زہری وغیرہم۔

جرح وتعدیل

☆ ابن سعد نے کہا: كان ثقة شهد الحرة وجرح بها جراحات كثيرة ومات بعد ذالك ـــــ وہ ثقہ ہیں۔واقعۂ حرہ میں شریک تھے جس میں بہت زیادہ زخمی ہو گئے۔واقعہ حرہ کے بعد ہی آپ کا وصال ہو گیا۔(تاریخ اسلام للذہبی ۲/۱۰۶۴)

اس روایت کے راوی فلیح پر اگر چہ جرح مبہم کی گئی ہے لیکن اس کی سند درجۂ حسن میں ہے۔علاوہ ازیں فلیح بخاری ومسلم کے راوی ہیں۔اور ذہبی، ابن عدی، دار قطنی، اور ابن حبان کے نزدیک ثقہ ہیں ـــــ یہ روایت اس لحاظ سے اہم اور معتبر ہے کہ یہ واقعۂ حرہ کے چشم دید گواہ ایوب بن بشیر کی طرف سے ہے۔اگر چہ یہ مرسل ہے لیکن مؤید روایات کی وجہ سے قوی حجت ہے۔ابن سعد نے ایوب بن بشیر کو ثقہ کہنے کے ساتھ یہ لکھا ہے: ولد في عهد النبي ﷺ ـــــ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں پیدا ہوئے ہیں اور آپ سے مرسلاً روایت کی ہے ـــــ (تاریخ الاسلام للذہبی ۲/۱۰۶۴)

یزیدی لشکر نے جن صحابۂ کرام کو حرہ کے دن شہید کیا

☆ حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم: ابن مندہ نے فرمایا کہ وہ بدری صحابی تھے۔(سیر اعلام النبلاء ۲/۳۷۸)

☆ ربیعہ بن کعب الاسلمی: ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہتے تھے۔

(المستدرک علی الصحیحین ۳/ ۵۹۷)

☆ معاذ بن حارث القاری البخاری: انصار کے قاری اور امام تھے۔

(اکمال تہذیب الکمال ۱۱/ ۲۳۹، المستدرک ۳/ ۵۹۸)

☆معقل بن سنان اشجعی: فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کے علم بردار تھے۔

(المستدرک ۳/ ۵۹۸، سیر اعلام النبلاء ۲/ ۵۷۶)

☆بشیر بن ابی مسعود انصاری: (العلل للدارقطنی ۶/ ۱۸۶، ۱۸۷، التقریب ۲۰۷، موطا امام مالک ۶/ ۳۷)

☆یزید بن ہرذع انصاری۔ غزوۂ احد میں شریک تھے۔ حرہ کے دن شہید کئے گئے۔ (اسد الغابہ ۵/ ۴۴۴)

☆مسروق بن اجدع۔ (البدایہ والنہایہ ۸/ ۲۴۶)

☆اوس بن حدیفہ۔ (اکمال تہذیب الکمال ۲/ ۲۸۹)

☆ ربیعہ بن کعب بن مالک بن یعمر۔ اہل صفہ میں سے تھے۔ سفر و حضر میں حضور ﷺ کے ساتھ رہتے تھے (اکمال تہذیب الکمال ۴/ ۳۶۱ بحوالہ ابن حبان)

☆عبداللہ بن عمرو بن عاص (اکمال تہذیب الکمال ۸/ ۱۲۱ بحوالہ کتاب الصحابہ لابن حبان)

☆عبداللہ بن فضالہ المزنی: (اکمال تہذیب الکمال ۸/ ۱۲۱ بحوالہ معرفۃ الصحابہ للمدینی)

☆واسع بن حبان بن منقذ۔ بغوی نے ان کو کتاب الصحابہ میں ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ المدائنی نے صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابن فتحون نے صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ عدوی نے کہا ہے کہ وہ اپنے بھائی سعد بن حبان کے ساتھ بیعت رضوان میں اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک تھے۔ حرہ کے دن قتل کئے گئے۔ (اکمال تہذیب الکمال ۱۲/ ۱۹۸)

☆ابراہیم بن نعیم (الاصابہ فی تمییز الصحابہ ۱/ ۳۲۴)

☆عبداللہ بن یزید المازنی۔ (البدایہ والنہایہ ۶/ ۲۶۴)

ان صحابہ کے علاوہ کثیر تابعین مہاجرین و انصار اور حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کے سات بیٹے حرہ کے دن قتل کئے گئے۔ (اکمال تہذیب الکمال ۵/ ۱۳۶ بحوالہ ابن حبان)

یزیدی ظلم کے کہانی حضرت ابو سعید خدری کی زبانی

مدینہ پر یزید کی فوج کشی ،اہل مدینہ پر ظلم وستم اور صحابۂ کرام وتابعین انصار ومہاجرین کے قتل وخونریزی کی داستان بہت دلدوز وجگر خراش ہے۔اس کی ایک جھلک صحابی رسول حضرت ابو سعید خدری کی آپ بیتی میں ملاحظہ کریں۔

علامہ دینوری (وفات:۲۸۲ھ) نے لکھا:

''ابو ہارون العبدی کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدری کو دیکھا۔وہ سفید ریش ہو چکے تھے۔ان کی داڑھی دونوں کنارے بہت ہلکی تھی اور صرف بیچ والے حصے میں باقی تھی۔میں نے کہا: اے ابو سعید آپ کی داڑھی کا یہ حال کیوں ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: حرہ کے دن اہل شام کے ظالموں نے جو کچھ کیا ہے یہ اسی کی ایک نشانی ہے۔وہ لوگ میرے گھر میں گھس گئے اور گھر کے سازوسامان لوٹنے لگے۔یہاں تک کہ میرے پانی پینے کا پیالہ بھی چھین کر گھر سے نکل گئے۔اس کے بعد دس آدمی اور گھر میں داخل ہوئے میں نماز پڑھ رہا تھا۔انہوں نے گھر کی تلاشی لی تو کچھ نہیں ملا جس کا انہیں بہت افسوس ہوا پھر انہوں نے مجھے مصلیٰ سے اٹھا کر زمین پہ پٹخ دیا۔۔۔۔اور ہر آدمی میری داڑھی نوچنے لگا انہوں نے میری داڑھی دونوں جانب سے اکھیڑ لی اور ٹھوڑی والے حصے کی داڑھی اس لئے باقی رہ گئی کہ میں اوندھے منہ گر کر ٹھوڑی کو زمین سے لگائے ہوئے تھا۔اس لئے اس حصے کو وہ اکھاڑ نہ سکے۔۔۔۔میں اپنی داڑھی کو اسی حال میں باقی رکھوں گا تا کہ اپنے رب سے اسی حال میں ملاقات کروں۔۔۔۔(الاخبار الطوال ۱/۲۶۹)

قارئین: یہ تھا یزیدی ظلم وستم،ایک بدری صحابی رسول کے ساتھ،جن کی فضیلت

میں حدیث پاک میں ہے ـــــ وجبت لکم الجنة ـــ تمہارے لئے جنت لازم ہو گئی ـــــ (صحیح بخاری ۵/۷۷) ـــــ لیکن شیخ سنابلی صاحب یزید کی محبت میں اتنے محو ہو چکے ہیں کہ وہ حرہ کے دن کے مظلوم صحابہ کو شر پسند اور دہشت گرد قرار دے رہے ہیں ـــــ کبرت کلمة تخرج من افوھھم ـــــ کتنی بڑی بولی ہے جو ان کے منہ سے نکل رہی ہے؟!

حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کی کتابیں یزید کے لشکر نے جلادی تھیں

ابن عبدالبر (وفات: ۴۶۳ھ) نے سند صحیح کے ساتھ یہ بیان فرمایا ہے:

ذکر عبدالرزاق عن معمر عن هشام بن عروة عن ابيه انه احرقت كتبه يوم الحرّة و كان يقول : وددت لوانّ عندى كتبي باهلي ومالي ـــــ.

ترجمہ: عبدالرزاق نے معمر سے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ ان کے والد حضرت عروہ کی کتابیں حرّہ کے دن جلادی گئیں۔ ان کے والد کہا کرتے تھے: کاش میرے اہل ومال کے بدلے میری کتابیں میرے پاس محفوظ رہتیں ـــــ (جامع بیان العلم وفضلہ ۱/۳۲۶، ۱۱/ ۳۲۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے اہل وعیال کو یزید کے لشکر نے شہید کیا تھا

امام ترمذی نے فرمایا:

حدثنا احمد بن منيع قال: حدثنا هشيم قال اخبرنا على بن زيد بن جدعان قال: حدثنا النضر بن انس ، عن زيد بن ارقم انه كتب الىٰ انس بن مالك يعزيه فيمن اصيب من اهله وبنى عمه يوم الحرّة فكتب اليه انىّ

ابشرك ببشرى من الله انى سمعت رسول الله ﷺ يقول : اللهم اغفر للانصار ولذراري الانصار ولذراري ذراريهم۔

ترجمہ: ہم سے بیان کیا احمد بن منیع نے، انہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا ہشیم نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی علی بن زید بن جدعان نے، انہوں نے کہا: ہم سے بیان کیا نضر بن انس نے۔وہ زید بن ارقم سے کہ انہوں نے انس بن مالک کو تعزیت کے لئے خط لکھا تھا۔کیوں کہ حرہ کے دن ان کے اہل اور چچا کے بیٹے شہید کئے گئے تھے: انہوں نے لکھا تھا: میں آپ کو ایک بشارت سناتا ہوں۔وہ یہ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: اے اللہ! انصار کی مغفرت فرما اور ان کی اولاد اور ان کی اولاد کی اولاد کی مغفرت فرما۔ (سنن الترمذی ۶/۱۹۶، حدیث ۳۹۰۲)

حیثیت حدیث امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

قارئین کرام: فیصلہ کریں کہ جس ظالم حکمراں کے لشکر نے صحابۂ کرام اور ان کے خاندان کے افراد کو قتل کروادیا ہو اسے نیک، پارسا، عادل کہنا، اس کی محبت کا دم بھرنا اور مظلوم صحابہ وتابعین کو "مدینہ کے شرپسند"، "شرانگیزی کرنے والا" کہنا "ثواب کا کام اور جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے"؟

اگر یہ ثواب کا کام اور جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے تو یہ کام محبِ یزید، عاشقِ مروان اور حامی ابن زیاد شیخ کفایت اللہ سنابلی اور ان کے حامی اپنی نجات کے لئے شوق سے کیا کریں۔کیوں کہ ہوسکتا ہے انہیں اپنے برادر کبیر یزید کی شفاعت کی ضرورت ہو۔

الحمدللہ اہل سنت وجماعت کو اہل بیت اطہار اور امام حسین علیہ وعلیٰ جدہ علیہ

السلام کی شفاعت کی ضرورت ہے۔لہذا سنابلی صاحب اہل سنت وجماعت کو یہ مبیح دینے کی زحمت نہ کریں:

''یزید بن معاویہ کی صرف خوبیاں ہی ثابت ہیں۔اسی لئے ان پر بے دلیل لگائے گئے الزامات کا رد کرنا اوران کی شخصیت کا دفاع کرنا مذکورہ حدیث کی روشنی میں بہت بڑے ثواب کا کام ہےاور جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے'' (ماہنامہ اہل السنہ ممبئی،دسمبر ۲۰۱۴ء جلد ۳ شمارہ ۲۶)

نیز سنابلی صاحب خوارج کی پیروی میں درج ذیل حدیث رسول کو اپنے ''برادر اکبر'' یزید کے دفاع کے ثبوت پہ پیش نہ کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے بھائی کی عزت سے اس چیز کو دور کرے گا جو اسے عیب دار کرتی ہے اللہ قیامت کے دن اس کے چہرے سے جہنم کی آگ دور کرے گا۔ (سنن الترمذی ۴/۳۲۷ بحوالہ ماہنامہ اہل السنہ مصدر سابق)

کیوں کہ محبان اہلِ بیت وجانثارانِ حسین کے پاس یزید کے فسق وفجور سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے کے ثبوت پر رسول اکرم ﷺ کی صحیح حدیث موجود ہے۔

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ کے پاس آنے کی اجازت طلب کی تو آپ نے اس کو دیکھ کر حضرت عائشہ سے فرمایا: بئس اخوالعشیرۃ یا بئس ابن العشیرۃ ـــ قبیلہ کا کتنا برا آدمی ہے؟

(صحیح بخاری ۸/۱۳، صحیح مسلم ۴/۲۰۲)

حدیث مذکور کے تحت امام بغوی نے تحریر فرمایا ہے:

قلتُ فیه دلیل علیٰ ان ذکر الفاسق بمافیه لیعرف امره فیتقی لایکون

من الغيبة ولعل الرجل كان مجاهرا لسوء افعاله ولا غيبة لمجاهر ـــــ

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ اِس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ فاسق کے فسق وگناہ کا ذکر کرنا تا کہ اس کا حال معلوم ہو اور اس سے پرہیز کیا جائے، یہ غیبت نہیں ہے ـــــ شاید وہ آدمی کھلے عام بُرے اعمال کرتا تھا اور فاسق معلن کا فسق بیان کرنا غیبت نہیں ـــــ (شرح السنۃ للبغوی ۱۳/۱۴۲)

یزید کے فاسقِ مُعلن ہونے پر تمام اہل سنت وجماعت کا اتفاق ہے جیسا کہ ابن کثیر وذہبی وغیرہ کے حوالے ذکر کیے گئے۔لہذا اس کا فسق وفجور بیان کرنا غیبت نہیں ـــــ

شارح بخاری علامہ سفیری شافعی (وفات:۹۵۶ھ) نے تحریر کیا ہے:

ذكر العلماء ان الغيبة تباح بل تجب فى صور منها الفاسق المجاهر بالفسق والمبتدع المجاهر ببدعته كشارب الخمر المجاهر به فيجوز غيبة تلك العصبة دون غيرها الا كان لجواز ذكره لغيرها سبب اخر ـ

ترجمہ: علماء نے ذکر فرمایا ہے کہ چند صورتوں میں غیبت مباح بلکہ واجب ہے۔ فاسقِ معلن کی۔گمراہ کی جو اپنی گمراہی ظاہر کرے۔مثلا کھلے عام شراب پینے والا۔ اس گروہ کی غیبت جائز ہے۔اس کے علاوہ کی نہیں۔مگر یہ کہ اس کے ذکر کے جواز کا کوئی اور سبب پایا جائے ـــــ (شرح البخاری للسفیری ۱/۳۸۰)

یزید فاسقِ معلن وگمراہ تھا لہذا اس کے فسق وگمراہی کو بیان کرنا مباح بلکہ واجب ہے، اگر چہ شیخ سنابلی اور حامیان یزید کو برا لگے ـــــ

واقعہ حرّہ اور اس کا سبب

حَرّۃ کا لغوی معنی ہے "سیاہ پتھریلی زمین"۔۔۔ یزید بن معاویہ کی حکومت کے تذکرے میں جہاں پر "واقعہ حرّہ" کا ذکر آتا ہے وہاں اُس سے وہ جنگ مراد ہوتی ہے جو یزید کی فوج اور اہل مدینہ کے درمیان ۶۳ھ میں یزید کے دورِ حکومت میں واقع ہوئی تھی۔ یہ جنگ مقامِ حرّہ میں ہوئی تھی۔ اس لئے اس کو واقعہ حرّہ کہا جاتا ہے۔

مقامِ حرّہ، مدینہ منورہ کے مشرق میں واقع وہ سیاہ پتھریلی زمین والا حصہ ہے جس کو "حرہ" یا "حَرّۃُ واقم" کہا جاتا ہے۔(معجم البلدان ۲/۲۴۹)

واقعہ حرّہ کا سبب یہ ہے کہ اہل مدینہ کو جب یزید کے فسق وفجور اور اس کے ظلم وستم خصوصاً اہل بیت اطہار کے قتل اور ان کی بے حرمتی کا علم ہو گیا تو یزید بن معاویہ کے خلاف غم وغصہ کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا۔ کچھ گوشہ نشین اور خلوت گزیں بزرگوں کے سوا تمام اہلِ مدینہ نے کھلے عام یزید کے فسق وفجور اور ظلم کے خلاف علمِ احتجاج بلند کیا اور یزید کو امیر المومنین تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔۔۔ جب یزید کو معلوم ہوا کہ اہل مدینہ میں اس کے فسق وفجور کے چرچے ہو رہے ہیں اور انہوں نے اس کو امیر المومنین تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے تو اس نے مسلم بن عقبہ کی سرکردگی میں اہل مدینہ پر حملہ کے لئے فوج روانہ کیا۔ مسلم بن عقبہ کو اس کے ظلم وستم کی وجہ سے اسلاف "مُسرِف" (ظلم وزیادتی کرنے والا) کہا کرتے تھے۔۔۔

یزید کے حکم سے مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ پر فوج کشی کی اور سب کو بزور شمشیر اس بات پر یزید کی بیعت کرنے پر مجبور کیا کہ "سارے لوگ یزید کے غلام ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو سب کو

فروخت کردیں"جس نے جان بچانے کے خوف سے اس بات پر یزید کی بیعت کی اس کو چھوڑ دیا گیا اور جس نے بھی انکار کیا یا ٹال مٹول کیا اس کو قتل کر دیا گیا۔(البدایہ والنہایہ ۲۶۲/۶)

علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

"جب مسلم بن عقبہ کی فوج مدینہ میں اتری تو اس نے تین دنوں تک مدینہ کو مباح کرلیا۔اس دوران کثیر تعداد میں لوگوں کو قتل کیا گیا۔محسوس ہوتا تھا کہ مدینہ میں لوگ ہی نہ رہے۔ بعض علماءِ سلف کا خیال ہے کہ ان دنوں میں ایک ہزار باکرہ عورتوں کو قتل کیا گیا۔عبداللہ بن وہب نے امام مالک کے حوالے سے فرمایا ہے کہ حرہ کے دن سات سو حاملین قرآن شہید کیے گئے۔میرا خیال ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ان میں تین رسول اللہ ﷺ کے صحابہ بھی تھے۔(شہید ہونے والے صحابہ کی تعداد کثیر تھی لہذا راقم کے خیال میں یہاں تیں کا لفظ ہوگا۔۱۲رضا)یہ سب یزید کے دورِ حکومت میں ہوا۔یعقوب بن سفیان نے کہا کہ میں نے سعید بن کثیر بن عُفیر انصاری کو یہ کہتے ہوئے سنا:حرہ کے دن عبداللہ بن یزید،معقل بن سنان اشجعی،معاذ بن حارث قاری اور عبداللہ بن حنظلہ بن ابو عامر رضی اللہ عنہم شہید کیے گئے"۔(البدایہ والنہایہ ۲۶۲/۶)

علامہ ابن کثیر نے مزید لکھا:

ثم اباح مسلم بن عقبة الذی یقول فیه السلف مسرف بن عقبة۔ قبحه الله من شیخ سوء ماا جهله ۔المدینة ثلاث ایام کما امره یزید ۔لا جزاه الله خیرا۔ وقتل خلقا من اشرافها وقراء ها وانتهب اموالا کثیرة منها ووقع شر عظیم وفساد عریض علیٰ ماذکره غیر واحد۔

ترجمہ: پھر مسلم بن عقبہ جس کو اسلاف مُسرِف بن عقبہ کہتے تھے۔اللہ تعالیٰ اس کو قبیح

رکھے، کتنا بڑا جاہل برائی کا شیخ تھا ــــ اس نے مدینہ کو تین دنوں تک مباح ٹھہرالیا تھا۔ جیسا کہ یزید نے اس کو حکم دیا تھا۔ اللہ یزید کو اچھا بدلہ نہ دے۔ اور مسلم بن عقبہ نے مدینہ کے بہت سے اشراف اور قرّاء کو قتل کیا اور ڈھیر سارا مال لوٹا۔ بہت بڑا شر اور فساد واقع ہوا۔ جیسا کہ بہت سے مؤرخین نے اس کو ذکر کیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۸/ ۲۲۱)

امام ابن کثیر کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ مسلم بن عقبہ نے مدینہ منورہ میں قتل وغارت، لوٹ اور بدکاری کا جو طوفان مچایا تھا وہ سب کچھ یزید کے حکم اور اس کی رضا سے ہوا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ امام ابن کثیر نے اپنی نفرت کا اظہار کرتے ہوئے یزید کے نام کے ساتھ یہ بھی لکھا: "لَا جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا" اللہ یزید کو جزائے خیر نہ دے۔ ــــ

امام ابن کثیر کے ارشاد مذکور سے حامیانِ یزید اور محبانِ مروان وابن زیاد کے دو مغالطے کا جواب حاصل ہوتا ہے ــــ ایک مغالطہ یہ کہ واقعۂ حرہ میں صحابۂ کرام اور حاملین قرآن کا جو قتل ہوا اور جو کچھ اہل مدینہ پر ظلم وستم ڈھایا گیا، یزید کو اس کا علم نہیں تھا۔ یزید کے حکم سے ایسا نہیں ہوا تھا ــــ اس مغالطے کے باطل ہونے کی ایک واضح دلیل تو یہ ہے کہ مسلم بن عقبہ کو خاص طور سے یزید نے اہل مدینہ پر حملہ کرنے اور بزور شمشیر اپنی بیعت پہ راضی کرنے کے لئے فوج دے کر بھیجا تھا۔ لہذا یہ کیوں کر ممکن ہے کہ فوج حملہ کرے، قتل وخوں ریزی کرے، غنیمت بنا کر لوگوں کا مال لوٹے اور ان سب چیزوں سے حاکمِ وقت بے تعلق ہو؟ یہ سب کچھ یزید کے حکم سے ہوا جیسا کہ ابن کثیر نے تحریر فرمایا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ یزید کو اس کا علم نہیں تھا کتنی غیر معقول بات ہے؟

دوسری دلیل یہ ہے کہ جنگِ حرہ میں یزید نے مسلم بن عقبہ کو حضرت امام علی بن

حسین (زین العابدین) کو قتل کرنے سے منع کیا تھا (کیوں کہ ایسی صورت میں اس کے خلاف مدینہ و مکہ سمیت عراق اور شام کے اطراف میں بھی بغاوت ہونے کا ڈر تھا) لہذا مسلم بن عقبہ نے آپ کو قتل نہیں کیا۔لیکن آپ کے ساتھ بدتمیزی کی اور آپ کی بے عزتی کرنے اور آپ کو خوف زدہ کرنے میں کچھ دریغ نہیں کیا:

چنانچہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"جب مسلم بن عقبہ نے علی بن حسین (امام زین العابدین) کو بلوایا تو آپ مروان بن حکم اور اس کے بیٹے عبدالملک کو ساتھ لے کر حاضر ہوئے تا کہ ان دونوں کو دیکھ کر مسلم بن عقبہ آپ کو امان دیدے۔اس وقت آپ کو معلوم نہ تھا کہ یزید نے مجھے امان دینے کا حکم دیا ہے۔جب علی بن حسین مسلم بن عقبہ کے سامنے بیٹھے تو مروان نے مشروب منگوانے کا حکم دیا پھر اس میں مسلم بن عقبہ کا شام سے لایا ہوا برف کا مشروب ملایا۔پھر تھوڑا سا پی کر باقی علی بن حسین کو پینے کے لئے دیا۔یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ انہیں امان دیا گیا۔اس وقت علی بن حسین مروان کی آڑ میں بیٹھے ہوئے تھے۔جب مسلم بن عقبہ نے ان کے ہاتھ میں مشروب کا پیالہ دیکھا تو کہا: تم ہمارا مشروب مت پیو۔پھر کہا: تم ان دونوں (مروان اور عبدالملک) کے ساتھ اس لئے آئے ہو تا کہ تمہیں امان مل جائے۔یہ سن کر علی بن حسین کے ہاتھ کانپنے لگے، نہ برتن رکھتے بن رہا تھا نہ پیتے بن رہا تھا۔پھر مسلم بن عقبہ نے کہا: اگر امیر المومنین (یزید) نے تمہارے بارے میں مجھے حکم نہ دیا ہوتا تو تمہاری گردن اڑا دیتا۔پھر کہا: اگر چاہتے ہو تو یہی مشروب پی لو یا دوسرا منگوا دوں۔آپ نے فرمایا: میرے ہاتھ میں جو ہے وہی پیوں گا۔پھر آپ نے پی لیا۔پھر مسلم بن عقبہ نے کہا: اٹھواو

وہاں جا کر بیٹھو۔ پھر اپنے ساتھ تخت پہ بٹھایا اور کہا: امیر المومنین نے مجھے تمہارے بارے میں یہی حکم دیا تھا اور ان لوگوں نے مجھے تم سے بے توجہ رکھا تھا۔ پھر کہا: شاید تمہارے گھر والے گھبرا گئے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا: ہاں بخدا ایسا ہی ہے۔ پھر مسلم بن عقبہ نے سواری تیار کرنے کا حکم دیا اور انہیں باعزت ان کے گھر پہنچا دیا ـــــ (البدایہ والنہایہ ۸/۲۲۱)

مسلم بن عقبہ کا امام زین العابدین کے ساتھ بدتمیزی کے ساتھ گفتگو کرنا، انہیں ہراساں وخوف زدہ کرنا لیکن یزید کے حکم کے مطابق انہیں قتل نہ کرنا کیا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ ان کے سوا جن حضراتِ صحابہ وحاملینِ قرآن کو مسلم بن عقبہ نے قتل کروایا تھا وہ یزید کے حکم سے تھا ـــــــ پھر بھی کہنا کہ واقعۂ حرہ میں اہل مدینہ پر جو ظلم ہوا وہ یزید کے حکم سے نہیں تھا، کیا دن میں سورج کی روشنی کے انکار کے مترادف نہیں؟

حامیانِ یزید کا دوسرا مغالطہ یہ ہے کہ امام ابن کثیر بھی یزید کو متقی مومن سمجھتے تھے ـــــ اس مغالطے کے باطل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں متعدد مقامات پہ یزید کے ظلم وفسق کو بیان کر کے اس سے اظہار ناراضگی کیا ہے۔ ایک مقام پر یہ صاف لکھا کہ یزید سے محبت کرنے والے ناصبی گمراہ ہیں (البدایہ والنہایہ ۲۵۶/۶) اور یہاں پر لا جزاہ اللہ خیراً۔ ''اللہ یزید کو جزائے خیر نہ دے'' کہہ کر اس کے فاسق وگمراہ ہونے کا واضح اشارہ دے دیا ہے۔

امام ابن کثیر سمیت جمہور مورخین اسلام مثلاً علامہ سمہودی، علامہ ذہبی، ابن الاثیر جزری وغیرہم نے یہ لکھا ہے کہ واقعۂ حرہ میں صحابۂ کرام، حفاظِ قرآن واشرافِ مدینہ کثیر تعداد میں شہید کیے گئے۔ اہلِ مدینہ کے گھروں کو ویران کیا گیا۔ مال لوٹے گئے۔

خواتین کی عصمت دری کی گئی اور یہ سب یزید کے حکم سے ہوا___ لیکن یزید کے ایک "مخلص برادر" شیخ کفایت اللہ سنابلی اس تاریخی حقیقت کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"سبائیت زدہ لوگوں اور اسلام کے دشمنوں نے مدینہ میں شرپسندوں کے خلاف کی گئی اس کارروائی کو رائی کا پہاڑ بنا دیا۔ اور اصل صورت کو بالکل مسخ کر کے پیش کیا۔ بلکہ مدینہ سے شرانگیزی اور خوف و دہشت کا خاتمہ کرنے والوں ہی کو شرپسند و دہشت گرد قرار دیا" (ماہنامہ اہل السنہ ممبئی دسمبر ۲۰۱۲، جلد ۲ شمارہ ۲۶)

قارئین کرام! حامیِ یزید شیخ کفایت اللہ سنابلی کی بات ذہن میں رکھیں کہ واقعۂ حرہ میں یزید کی فوج نے اہل مدینہ پر جو حملہ کیا تھا وہ مدینہ کو شرانگیزی اور خوف و دہشت سے پاک کرنے کے لئے تھا___ یزید کے حکم سے جن لوگوں کو قتل کیا گیا تھا، جن کے مال لوٹے گئے تھے، جن خواتین کی عصمت دری کی گئی تھی، وہ سب شیخ سنابلی کے نزدیک "شرانگیز، شرپسند اور دہشت گرد" تھے اور یزید اور یزید کی فوج مسلم بن عقبہ، مروان بن حکم وغیرہ سب مصلح، دافعِ شر اور دہشت گردی کا خاتمہ کرنے والے تھے___

حامیانِ یزید کے اس نظریہ کو سامنے رکھتے ہوئے اب آیئے ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ ان یزیدیوں کی نظر میں کتنے اور کون کون اہل مدینہ اور اسلافِ امت شرپسند اور دہشت گرد ہیں۔

☆حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ۔ اپنے آٹھ بیٹوں کے ساتھ یزیدی لشکر کے ہاتھوں شہید کیے گئے۔

☆حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ۔ یہ صحابی حضور نبی کریم ﷺ کے وضو کے بارے میں

تفصیلات بیان کرنے والے تھے۔یہ بھی حرہ میں یزیدی لشکر کے ہاتھوں شہید کئے گئے۔

☆حضرت معقل بن سنان اشجعی۔یہ صحابیِ رسول فتح مکہ کے دن حضور ﷺ کا علم اٹھانے والے تھے۔ان کو بھی یزید کے لشکر نے شہید کیا۔

☆محمد بن عمرو بن حزم انصاری نجاری۔ان کی شہادت کا واقعہ خود انہیں کے قاتل کی زبانی سنئے۔:

محمد بن عمارہ کہتے ہیں کہ میں بغرضِ تجارت شام گیا۔وہاں ایک آدمی نے مجھ سے پوچھا:تم کہاں سے آئے ہو؟میں نے کہا:مدینہ سے۔اس نے کہا:مدنیہ نہیں خبیثہ۔میں نے کہا:رسول اللہ ﷺ نے اس کو طیبہ فرمایا ہے اور تم اسے خبیثہ کہتے ہو؟اس نے کہا:اس سے میرا ایک حادثہ متعلق ہے۔وہ یہ ہے کہ حرہ کے زمانے میں میں نے خواب میں دیکھا کہ محمد نام کے ایک شخص کو میں نے قتل کیا جس کی وجہ سے میں جہنم میں داخل ہو گیا۔جب لوگ جنگِ حرہ کے لئے نکلے تو میں نے ارادہ کرلیا کہ میں ان کے ساتھ نہیں جاؤں گا۔لیکن لوگوں کے مجبور کرنے پر میں نکل پڑا۔وہاں جا کر میں جنگ سے الگ رہا۔جب جنگ ختم ہوئی تو مقتولین میں ایک شخص کے پاس سے گزرا جو ابھی جاں کنی کے عالم میں تھا۔اس نے مجھے دیکھ کر کہا:تنحّ یا کلب۔اے کتے دور ہٹ جا۔مجھے غصہ آیا اور میں نے اسے قتل کر دیا۔پھر مجھے اپنا خواب یاد آیا۔میں نے مقتولین کو تلاش کرنے والے ایک آدمی سے اس آدمی کے بارے میں پوچھا جس کو میں نے قتل کیا تھا تو اس نے کہا:انا للہ!اس کو جس نے قتل کیا ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا۔میں نے پوچھا:یہ کون ہیں؟تو اس نے کہا:یہ محمد بن عمرو بن حزم ہیں۔رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں

پیدا ہوئے تھے، ان کا نام محمد آپ نے رکھا تھا اور کنیت عبدالملک۔ میں ان کے گھر والوں کے پاس جا کر کہا: یا تو قصاص میں مجھے قتل کر دو یا دیت لو تو وہ کسی پر راضی نہ ہوئے۔(الکامل فی التاریخ ۱/۳۱۹)

قارئینِ کرام ذرا غور کریں۔ جنگ حرہ میں شہید ہونے والے صحابی محمد بن حزم رضی اللہ عنہ کا قاتل یزیدی لشکر کا آدمی اپنے آپ کو جہنم میں جاتے ہوئے دیکھ رہا ہے لیکن شیخ سنابلی اس کو جنت کا سرٹیفیکیٹ دے رہے ہیں۔ اور محمد بن حزم رضی اللہ عنہ کو ہی سوءِ خاتمہ کا شکار بتا رہے ہیں ___ ایسی بدعقیدگی سے خدا کی پناہ ___

☆ محمد بن ثابت بن قیس بن شماس انصاری۔ ان کے والد کو "خطیبِ رسول" ﷺ کہا جاتا تھا ___

ان کے علاوہ اور بھی صحابۂ کرام تھے جن میں کچھ انصاری بھی تھے اور کچھ بدری بھی (ماقبل میں اور بھی کئی نام ذکر کیے گئے ہیں) ___ یہ سب یزیدی لشکر کے ہاتھوں شہید ہوئے تھے۔(وفاءالوفاللسمہودی ۱/۱۰۷)

یہ سب شیخ سنابلی کے نزدیک معاذ اللہ جہنم کے حقدار ہیں۔ کیوں کہ سب سوءِ خاتمہ کے شکار تھے۔(حوالۂ سابق)

علاوہ ازیں علامہ سمہودی نے اپنی سند کے ساتھ امام زہری کے حوالے سے یہ تحریر فرمایا:

"قریش، انصار اور مہاجرین میں سے سات سو اور موالی وغلام اور آزاد جن کے نام معروف نہیں ان کی تعداد دس ہزار ہے ___ (مصدر سابق)

کیا یہ صحابۂ کرام اور سیکڑوں مہاجرین وانصار تابعین اور ہزاروں مدنی مسلمان شر انگیز اور دہشت گرد اور ان کے قاتل یزید، مسلم بن عقبہ، مروان بن حکم اور یزیدی

لشکر دہشت گردی کا خاتمہ کرنے والے تھے؟ کیا دہشت گردی کے اسی یزیدی مفہوم کے پیش نظر حامیانِ یزید وہابیوں سلفیوں کے نزدیک تمام اہل سنت وجماعت محبانِ اہلِ بیت اطہار اور مخالفینِ یزید پلید، شرانگیز، شرپسند، اور دہشت گرد ہیں؟ اگر ہیں جیسا کہ یزیدی نظریہ یہی ثابت کر رہا ہے پھر تو تمام وہابیوں کو یہ اعلان کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرنی چاہئے کہ تمام قاتلینِ حسین واہل بیت مثلاً ابن زیاد، ابن سعد، شمر بن ذوالجوشن، خولی بن یزید وغیرہ اہل حق و مصلحین امت تھے اور امام حسین وتمام شہداء کربلا شرپسند و دہشت گرد تھے ـــ معاذ اللہ صد ہزار معاذ اللہ ـــ

شیخ کفایت اللہ سنابلی جیسے حامیانِ یزید کی ان بکواسیوں پر اہل سنت کو تعجب کرنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ انہیں فطرت کا یہ اصول پیش نظر رکھنا چاہئے کہ جب تک حق زندہ ہے باطل اس کے ساتھ دست وگریباں رہے گا۔ حسینی کارواں کا پیچھا یزیدی لشکر کل بھی کر رہا تھا" آج بھی کر رہا ہے اور کل بھی کرے گا۔لیکن حسینی پیغام کو صبحِ قیامت تک یزیدی آندھی نیست ونابود نہیں کر سکتی۔ کیوں کہ یزید ہے باطل کا نشان جلی اور حق کا معیار ہیں حسین ابن علی ـــ

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
شمع مصطفوی سے چراغ بولہبی

جب "چراغِ بولہبی" لے کر یزید بن معاویہ، ابن زیاد، مروان بن حکم، ابن سعد وغیرہ آگے بڑھے تھے تو امام حسین وحامیانِ امام حسین کربلا کے میدان میں خونِ جگر سے شمع مصطفوی روشن کرنے کے لئے میدان میں اتر آئے تھے۔ آج پھر ایک "چراغ بولہبی" لے کر

ایک ’’یزیدی‘‘ شیخ سنابلی کی شکل میں میدان میں اتر پڑا ہے ــــ الحمد للہ نہ کل کوئی ’’ابن زیاد‘‘ شمع مصطفوی کو بجھا سکا ہے نہ آج کوئی ’’ابوالفوزان‘‘ (شیخ کفایت اللہ سنابلی) بجھا سکتا ہے نہ آئندہ کل بجھا سکے گا ــــ کیوں کہ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کا اعلان ہے:

’’حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں‘‘

لہذا جس طرح کوئی ’’بولہب‘‘ مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی حقانیت کو نہ مٹا سکا اسی طرح کوئی ’’بوالفوزان‘‘ حسین کی حقانیت کو صبحِ قیامت تک نہیں مٹا سکتا ــــــــ

ابوالفوزان سنابلی جی کو اچھی طرح یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وہ یزید کو فاسق و فاجر اور ظالم حکمراں کہنے والے صحابۂ کرام، تابعین و اسلافِ امت کو ’’شر پسند، شر انگیز، وحشت گرد، سبائیت زدہ لوگ اور اسلام کے دشمن‘‘ کہہ کر نہ ان صحابہ و تابعین اور اسلاف امت کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ نبی اور آلِ نبی اور صحابہ و اسلافِ امت سے محبت رکھنے والے صحیح العقیدہ مسلمانوں کے عقیدے کو متزلزل کر سکتے ہیں ــــ البتہ اپنی پہچان ضرور کروا رہے ہیں۔ سنابلی جی کی کتاب اور ان کے مقالے پڑھنے والوں کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ شیخ سنابلی جی حسینی مسلمان نہیں بلکہ وہ ہیں یزیدی وفادار اور مروانی قلم کار ــــ

اب شیخ سنابلی سے ہم پوچھتے ہیں کہ واقعۂ حرہ میں یزیدی ظلم و ستم کو بیان کرنے والے اگر ’’سبائیت زدہ لوگ ہیں‘‘ تو درج ذیل اسلافِ امت کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے؟

☆ حافظ ابن کثیر (وفات: ۷۷۴ھ) ☆ علامہ سمہودی (وفات: ۹۱۱ھ) ☆ علامہ ابو عبد اللہ الحمیری (وفات: ۹۰۰ھ) ☆ علامہ احمد بن یحییٰ العمری (وفات:

۳۹ ۷ھ) ☆علامہ شہاب الدین ابوعبداللہ یاقوت الحموی (وفات: ۶۲۶ھ) ☆محدث ومورخ ابوحنیفہ الدینوری (وفات: ۲۸۲ھ) ☆علامہ مطہر بن طاہر المقدسی (وفات: ۳۵۵ھ) ☆محدث ومورخ امام ذہبی (وفات: ۷۴۸ھ) ☆علامہ ابن الاثیر الجزری (وفات: ۶۳۰ھ) ☆علامہ ابوالحرب الافریقی (وفات: ۳۳۳ھ) ☆حافظ الحدیث یعقوب بن سفیان فسوی (وفات: ۲۷۷ھ) ☆حافظ الحدیث، مفسر ومورخ ابن الجوزی (وفات: ۵۰۸ھ) ☆علامہ محمد بن حبیب ابوجعفر البغدادی (وفات: ۲۴۵ھ)

ان کی کتابوں کے تعلق سے ابن الندیم نے کہا: کتبه صحيحة ــــ ان کی کتابیں صحیح ہیں ــــ انہوں نے واقعۂ حرہ کے ظلم وستم کو اپنی کتاب المحق فی اخبار قریش میں ذکر کیا ہے ــــ

☆مشہور مورخ علامہ یوسف بن تغری (وفات: ۸۱۵ھ) ☆مشہور ناقد حدیث وماہر رجال امام ابوزرعہ دمشقی (وفات: ۲۸۰ھ) ☆علامہ عمر بن مظفر ابن الوردی (وفات: ۷۵۹ھ) ☆حافظ الحدیث جلال الدین سیوطی (وفات: ۹۱۱ھ) ☆مشہور مورخ ومفسر علامہ طبری (وفات: ۳۱۰ھ) ☆محدث ومورخ علامہ خلیفہ بن خیاط (وفات: ۲۴۰ھ) ☆مورخ وادیب علامہ ابوعلی احمد بن محمد مسکویہ (وفات: ۴۲۱ھ) ☆علامہ ابن الحنبلی (وفات: ۱۰۸۹ھ) ☆محمد بن احمد ابوالطیب الفاسی (وفات: ۸۳۲ھ) ☆علامہ عفیف الدین الیافعی (وفات: ۷۶۸ھ) ☆علی بن حسین ابوالفرج الاصبہانی (وفات: ۳۶۵ھ) ☆علامہ ابن حجر عسقلانی (وفات: ۸۵۲ھ)

بطور مثال صرف دو درجن معتمد محدثین ومورخین کے اسماء ذکر کیے گئے ورنہ

درجنوں مورخین ومحدثین کے حوالے سے یہ بات ثابت ومحقق ہے کہ یزید کے حکم سے ۶۳ھ میں مدینہ منورہ پر چڑھائی کی گئی اور تین دنوں تک قتل وخوں ریزی لوٹ وغارت گری اور خواتین کی عصمت دری کا کھیل جاری رہا۔

یہ بات واقعۂ حرہ کے چشم دید گواہ مثلاً حضرت ابوسعید خدری، حضرت سعید بن المسیب، حضرت محمد بن جابر بن عبداللہ، حضرت عبدالرحمٰن بن جابر بن عبداللہ، حضرت عبداللہ بن مطیع، حضرت قبیصہ بن ذویب الخزاعی وغیرہم صحابہ وتابعین کی شہادت سے اور متقدمین محدثین ومورخین کے اقوال سے ثابت ہے جو حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہے۔ لیکن آج پندرہویں صدی ہجری کا ایک یزیدی وفادار یہ لکھ رہا ہے:

"سبائیت زدہ لوگوں اور اسلام کے دشمنوں نے مدینہ میں شرپسندوں کے خلاف کی گئی اس کارروائی کو رائی کا پہاڑ بنا دیا" (مصدر سابق)

قارئین کرام: انصاف سے بتائیں کہ یزید کے ظلم وستم اور اس کے فسق وفجور کو ذکر کرنے والے صحابہ وتابعین اور جمہور اسلاف امت محدثین ومورخین سب کے سب "سبائیت زدہ، اسلام کے دشمن" ہیں اور یزید کی حمایت ومحبت اور اس کے دفاع کو "بہت بڑا ثواب کا کام اور جہنم سے نجات کا ذریعہ" کہنے والا شیخ کفایت اللہ سنابلی تنہا سچا پکا مسلمان ہے؟

شیخ سنابلی کا دھوکہ

شیخ کفایت اللہ سنابلی نے یزید کی حمایت اور اس کے دفاع کا کارنامہ انجام دیتے ہوئے خوش عقیدہ مسلمانوں کو زبردست دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یزید کی مذمت میں اہل علم نے جو باتیں نقل کی ہیں وہ تحقیق کے خلاف ہیں۔ کیوں کہ

اگر انہوں نے مکمل تحقیق کی ہوتی تو یزید کی مذمت سے سکوت وخاموشی اختیار کرنے کا حکم نہ دیتے ___ شیخ سنابلی لکھتے ہیں:

"سکوت کا موقف ہی اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ اس موقف کے حاملین نے یزید کی مذمت میں جو باتیں کہی ہیں وہ ان کی مکمل تحقیق نہیں ہے۔ ورنہ اگر انہوں نے یزید کے معاملات کی مکمل تحقیق کی ہوتی تو سکوت کی بات قطعاً نہ کرتے بلکہ بات یا تو مذمت کی ہوتی یا دفاع ومحبت کی" (ماہنامہ اہل السنہ دسمبر ۲۰۱۳ء جلد ۳ شمارہ ۲۶)

شیخ سنابلی کے بقول جن دو درجن اہل علم کے نام میں نے ذکر کئے انہوں نے بغیر تحقیق کے یزید کی مذمت میں ساری باتیں نقل کر دی ہیں۔ اور تیرہ سو سال کے بعد شیخ سنابلی صاحب یزید کے نیک وپارسا اور عادل امیر المومنین ہونے کی تحقیق کر کے یہ کہہ رہے ہیں:

"یزید بن معاویہ رحمہ اللہ تابعین میں سے ہیں بلکہ صحابیِ رسول امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں ان پر بھی جھوٹے مکار اور سبائی درندوں نے بہت سارے الزامات لگائے ہیں اور ان کی عزت پر حملہ کیا ہے" ___ "ان کا دفاع کرنا حدیث کی روشنی میں بہت بڑے ثواب کا کام ہے اور جہنم سے نجات کا ذریعہ ہے" (مصدر سابق)

معلوم ہوا کہ شیخ سنابلی کے نزدیک یزید کو فاسق وفاجر کہنے والے تمام صحابہ، تابعین محدثین ومورخینِ اسلام "جھوٹے، مکار، سبائی زدہ درندے ہیں" اور شیخ سنابلی بلاشبہ یزید کے حامی اور اس سے محبت کرنے والے ہیں ___

اور حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق یزید سے محبت کرنے والا ناصبی گمراہ ہے (حوالۂ سابق) لہٰذا قارئین فیصلہ کریں کہ یزید کی حمایت کرنے والے اور اس سے

محبت کرنے والے شیخ سنابلی کیا ہیں؟ اہل سنت یا ناصبی و گمراہ؟

اب شیخ سنابلی کے دھوکہ کا ازالہ کر رہا ہوں۔ شیخ سنابلی کا یہ کہنا کہ اہل علم نے یزید کی مذمت سے سکوت کیا ہے سراسر غلط ہے۔۔۔ بات دراصل یہ ہے کہ یزید کے تعلق سے اہل سنت کے تین گروہ ہیں۔

(۱) ایک گروہ کہتا ہے کہ یزید کافر ہے۔ لہٰذا اس پر لعنت کرنا جائز ہے۔ اگرچہ روافض بھی یزید کو کافر کہتے ہیں لیکن ان کے ساتھ رفض کا عقیدہ بھی شامل ہے۔ اور اہل سنت میں جو لوگ اسے کافر کہتے ہیں وہ رفض کا عقیدہ رکھنے والے نہیں۔۔۔ لہٰذا یہ کہنا غلط ہے کہ صرف روافض ہی یزید کو کافر کہتے ہیں۔۔۔

یزید کو کافر کہنے والے علماء اہل سنت میں سے امام احمد بن حنبل بھی ہیں۔۔ ابن الجوزی نے قاضی ابو یعلی الفراء سے روایت کی۔ انہوں نے اپنی کتاب ''المعتمد فی الاصول'' میں امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے صالح بن احمد بن حنبل کی سند سے تحریر فرمایا ہے کہ:

''میں نے اپنے والد سے کہا کہ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگ یزید سے محبت رکھنے والے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: بیٹے! کیا کوئی مومن یزید سے محبت رکھے گا؟ جس پر اللہ نے اپنی کتاب میں لعنت کی ہے اس پر لعنت کیوں نہ کی جائے؟۔ میں نے کہا: اللہ نے اپنی کتاب میں یزید پہ لعنت کہاں کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: اللہ کے اس ارشاد میں: فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم اولئك الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمیٰ ابصارھم (محمد:۲۲،۲۳)

ترجمہ: تو کیا تمہارے یہ لچھن نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں

فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔یہ ہیں وہ مفسد لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی، انہیں حق سے بہرا کردیا اوران کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

کیا قتل سے بڑا کوئی فساد ہے؟___☆یزید پر لعن کو جائز کہنے والے قاضی ابو یعلیٰ بھی ہیں۔ابن الجوزی نے کہا کہ قاضی ابویعلیٰ نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ان لوگوں کے نام ذکر کیے ہیں جن پر لعنت کرنا درست ہے۔اس فہرست میں یزید بن معاویہ کا نام بھی ذکر کیا ہے۔پھرانہوں نے یہ حدیث بھی ذکر کی ہے:

من اخاف اهل المدينةظلمااخافه الله وعليه لعنةالله والملائكة و الناس اجمعين___ترجمہ: جس نے اہل مدینہ کو ظلما خوف زدہ کیا اللہ اسے خوف زدہ کرے گا اوراس پر اللہ تعالیٰ،فرشتوں اورتمام لوگوں کی لعنت ہے___اوراس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یزید نے مدینہ پر لشکر کشی کی اوراہل مدینہ کو خوف زدہ کیا'' انتھیٰ۔حدیث مذکورکوامام مسلم نے ذکر کیا ہے۔(الصواعق المحرقۃ لابن حجرالہیتمی ۲/۶۳۶)

☆یزید کو کافر کہنے والوں میں علامہ سعدالدین تفتازانی بھی ہیں___شارح بخاری امام قسطلانی نقل کرتے ہیں:

''مولیٰ سعدالدین نے یزید پر لعنت کودرست کہا۔کیوں کہ اس نے قتلِ حسین کا حکم دے کرکفر کاارتکاب کیا ہے اور علماء کا اتفاق ہے اس بات پر کہ ان لوگوں پر لعنت جائز ہے جنہوں نے حسین کو قتل کیا یا قتل سے راضی ہوئے اورحق بات یہ ہے کہ یزید حسین کے قتل سے راضی ہوا۔اس سے اس کو خوشی ہوئی اوراس نے اہل بیت کی توہین کی۔یہ معنی اخبارمتواترہ سے ثابت ہے اگرچہ ان کی تفاصیل آحاد ہیں۔لہذا ہم اس

کو کافر کہنے میں تو قف نہیں کریں گے" (ارشاد الساری شرح صحیح البخاری ۵/۱۰۴)

☆ علامہ ابن حجر ہیتمی سے کسی نے پوچھا کہ کیا یزید پر لعنت کرنا جائز ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: قد اجازہ العلماء الورعون منھم احمد بن حنبل ـــــ صاحب ورع علماء نے یزید پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے۔ ان میں احمد بن حنبل ہیں۔ (الصواعق المحرقۃ ۲/۶۳۵)

اس سے معلوم ہوا کہ جن علماء اہل سنت نے یزید کو کافر کہا ہے اور اس پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے انہیں برا کہنا اور ان پر رفض کا الزام رکھنا درست نہیں۔ کیوں کہ اس کے قائلین میں امام احمد بن حنبل اور سعد الدین تفتازانی اور قاضی ابو یعلی جیسے صاحب ورع علماء ہیں۔ جن کے اہل سنت بلکہ امام اہل سنت ہونے میں شک نہیں ـــــ

(۲) دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ ہمارے نزدیک یزید کے کفر پر دلیل نہیں اس لئے اس پر لعنت کرنا جائز نہیں۔ یہی امام غزالی نے فتویٰ دیا ہے۔ اور "الانتصار" میں اس کو تفصیلاً ذکر کیا ہے۔ یہی ہمارے ائمہ کے قواعد کے مناسب ہے۔ کیوں کہ ہمارے ائمہ نے صراحت کی ہے کہ کسی شخص پر معین کر کے لعنت کرنا اس وقت جائز ہے جب کہ اس کی موت کفر پر ہونا معلوم ہو۔ جیسا کہ ابولہب وغیرہ ـــــ ہمارے ائمہ نے یہ صراحت بھی کی ہے کہ کسی مسلمان فاسق پر معین کر کے لعنت کرنا جائز نہیں۔ لہذا یزید پر لعنت کرنا جائز نہیں اگر چہ وہ فاسق و خبیث تھا۔ اگر چہ ہم تسلیم کرلیں کہ اس نے امام حسین کے قتل کا حکم دیا تھا اور اس سے خوش تھا۔ کیوں کہ اس نے قتل کو حلال جان کر ایسا نہیں کیا تھا بلکہ تاویلاً ایسا کیا تھا اگر چہ وہ تاویل باطل تھی۔ لہذا یہ فسق ہوگا کفر نہیں ـــــ (الصواعق المحرقۃ ۲/۶۳۷)

اہل سنت کا دوسرا گروہ جو یزید پر لعن نہیں کرتا ہے وہ اس لئے نہیں کہ یزید فاسق

وفاجر نہیں تھا۔جیسا کہ شیخ سنابلی نے باور کرانے کی کوشش کی ہے بلکہ یزید کے فاسق ہونے پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے۔اس کے کافر ہونے میں اختلاف ہے___جیسا کہ علامہ ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں:

وبعد اتفاقهم على فسقه اختلفوا في جواز لعنه بخصوص اسمه___

ترجمہ:یزید کے فاسق ہونے میں اہل سنت کا اتفاق ہے (اس کے کفر میں اختلاف ہونے کی وجہ سے۔۱۲رضا)۔ہاں اس کے نام کے ساتھ اس پر لعنت کرنا جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔(الصواعق المحرقۃ ۲/۲۲۴)

مشہور مورخ وصوفی امام عبداللہ بن اسعد الیافعی (وفات:۷۶۸ھ)نے فرمایا:

اما حكم من قتل الحسين او امر بقتله فمن استحل ذالك فهو كافر وان لم يستحل فهو فاسق وفاجر

ترجمہ:جس نے حسین کو قتل کیا یا قتل کا حکم دیا اس کا حکم یہ ہے کہ اگر قتل کو حلال سمجھا تو کافر ہے اور اگر حلال نہیں سمجھا تو فاسق وفاجر ہے___(شذرات الذہب فی اخبار من ذہب ۱/۲۷۹)

(۳)اہل سنت کا تیسرا گروہ یزید کے کافر ہونے کا یقین نہ ہونے کی وجہ سے لعن سے سکوت اختیار کرتا ہے۔اس کا معنی یہ ہے کہ نہ لعن کو جائز کہا نہ ناجائز نہ لعن کرنے والوں کو قابل ملامت ٹھہراتا ہے نہ خود لعن کرنا پسند کرتا ہے۔یہ گروہ یزید کو کافر کہنے والوں کو روکتا بھی نہیں اور خود کافر بھی نہیں کہتا___لیکن یزید کو فاسق وفاجر ضرور سمجھتا ہے۔

اس گروہ میں امام اعظم ابو حنیفہ بھی ہیں___امام اعظم ابو حنیفہ کے تعلق سے یہ غلط فہمی حامیانِ یزید کی طرف سے عام کی جاتی ہے کہ امام ابو حنیفہ یزید کو نیک وصالح

سمجھتے تھے۔۔۔یہ امام اعظم ابوحنیفہ پر سراسر بہتان ہے۔۔۔آپ نے یزید کو کافر کہنے اور اس پر لعنت کرنے سے سکوت اختیار کیا ہے۔حامیانِ یزید امام ابوحنیفہ کے حوالے سے کوئی مستند روایت نہیں دکھا سکتے کہ انہوں نے یزید کو صالح و نیک کہا ہے۔۔۔

حاصل کلام یہ ہے کہ یزید بن معاویہ کے تعلق سے اہل سنت کا اتفاق ہے کہ وہ ظالم فاسق و فاجر تھا اس کے دامن میں قتل حسین کے خون کا دھبہ صبح قیامت تک باقی رہے گا۔۔۔

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فرماتے ہیں:

"یزید بے دولت از صحابہ نیست در بد بختی او کراسخن است کارے آں بد بخت کردہ ہیچ کافر فرنگ نہ کند"

ترجمہ: یزید بے نصیب صحابہ میں سے نہ تھا۔اس کی بد بختی میں کس کو شبہ ہو سکتا ہے۔ اس بد بخت نے جو کام کیا ہے کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کرتا۔۔۔(مکتوبات:۵۴)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ:

"یزید کے زمانے میں خوفناک حادثے، بُرے اور گندے امور واقع ہوئے۔سب سے بڑا حادثہ قتل حسین کا ہے جو کربلا میں رونما ہوا۔جس کا اسے علم نہیں تھا شاید اس سے وہ راضی نہیں تھا لیکن اس کو حسین کا قتل برا بھی نہیں لگا۔یہ سخت گناہ کا کام تھا۔اس واقعۂ حرہ میں مدینۃ الرسول ﷺ میں قبیح امور واقع ہوئے۔۔۔(البدایہ والنہایہ ۶/۲۵۶)

یزید کے فسق فجور اور اس کے ظالم ہونے پر تمام اہل سنت کا اتفاق ہے۔اس کے کافر ہونے میں اختلاف ہے۔۔۔کوئی بھی اہل سنت یزید کو نیک، صالح نہیں سمجھتا اس سے محبت نہیں کرتا اور اس کا دفاع نہیں کرتا۔۔۔جو یزید سے محبت رکھتا ہے، اس کا دفاع کرتا ہے وہ اہل سنت سے نہیں بلکہ وہ ناصبی گمراہ ہے۔۔۔

یزید سے محبت کرنے والے ناصبی و گمراہ ہیں

علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

قلت : الناس فی یزید بن معاویۃ اقسام فمنھم من یحبہ ویتولاہ وھم طائفۃ من اھل الشام من النواصب ۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ یزید بن معاویہ کے بارے میں لوگ مختلف قسم کے ہیں۔ کچھ لوگ اس سے محبت رکھتے ہیں اور اس کو اپنا والی تصور کرتے ہیں یہ اہل شام کا ایک گروہ ہے۔وہ لوگ ناصبی ہیں۔(البدایہ والنہایہ ۲۵۶/۶)

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

اماالمحبۃ فیہ والرفع من شانہ فلاتقع الا من مبتدع فاسد الاعتقاد ۔

ترجمہ: یزید سے محبت رکھنے والا اور اس کی رفعتِ شان بیان کرنے والا کوئی بدعقیدہ اور فاسدالاعتقاد آدمی ہی ہوگا۔۔۔۔(الامتاع بالاربعین المتبائنۃ السماع ۹۶/۱)

معلوم ہوا کہ یزید سے محبت رکھنے والا، اس کو مسلمانوں کا عادل امیر المومنین سمجھنے والا اور اس کی رفعتِ شان بیان کرنے والا شخص ناصبی بدعقیدہ و گمراہ ہے۔۔۔۔۔

قارئین کے سامنے راقم نے شیخ سنابلی کی وہ باتیں بھی نقل کرکے پیش کردی ہیں جوانہوں نے یزید کے دفاع میں، اس کی رفعت شان اور اس سے اظہار محبت کے لئے رقم کی ہیں۔۔۔۔۔ اب قارئین فیصلہ کرلیں کہ یزید کو نیک پارسا، متقی پرہیزگار اور امام حسین واہل بیت اطہار اور یزید کے ظلم کے شکار صحابہ کرام وتابعین مہاجرین و انصار واہل مدینہ کو شرپسند اسلام کے دشمن، سبائیت زدہ کہنے والے شیخ کفایت اللہ

سنابلی صحیح العقیدہ مسلمان ہیں یا ناصبی و گمراہ؟۔

غلط فہمی کا ازالہ

یزید کے بعض محبین یزید کے حق پر ہونے کی دلیل میں یہ کہتے ہیں کہ بعض صحابۂ کرام نے یزید کو نیک اور صالح کہا ہے۔اگر یزید حق پہ نہ ہوتا تو واقعۂ کربلا کے وقت جو صحابہ کرام باحیات تھے وہ امام حسین کا ساتھ دیتے اور یزید کے خلاف امام حسین کے ساتھ جنگ کرتے۔۔۔۔۔ان صحابہ کرام کا امام حسین کا ساتھ نہ دینا اس بات کی دلیل ہے کہ امام حسین حق پہ نہیں تھے۔۔۔۔۔چنانچہ دورِ حاضر کے ایک یزیدی عالم شیخ کفایت اللہ سنابلی نے یہ لکھا ہے:

صحابہ میں عبداللہ بن عباس نے انہیں (یزید کو) نیک اور صالح ترین شخص کہا ہے۔ اسی طرح حسین رضی اللہ عنہ نے انہیں امیر المومنین کہا ہے۔ (ماہنامہ اہل السنہ مصدر سابق)

شیخ سنابلی نے یہ بات بلاذری کے انساب الاشراف کے حوالے سے لکھی ہے۔۔۔۔

راقم کہتا ہے کہ یہ روایت غیر مستند و نامقبول ہے۔ کیوں کہ ایک تو اس روایت کا ایک راوی امیر معاویہ کی وفات کی خبر دینے والا شخص مجہول ہے۔ یہ کون ہے اس کی کوئی تعیین نہیں۔اس کا نام و پتہ کچھ معلوم نہیں۔۔۔۔۔علاوہ ازیں اہل حدیث وہابیہ کے اصول کے مطابق بھی یہ روایت غیر مستند ہے کیوں کہ اس کا ایک راوی ابوالحریث عبدالرحمٰن بن معاویہ اکثر محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔۔۔۔۔مشہور اہل حدیث عالم حافظ زبیر علی زئی نے امام ہیثمی کے حوالے سے لکھا ہے کہ: و الاکثر علیٰ تضعیفہ۔ اور اکثر (جمہور) نے انہیں ضعیف قرار دیا ہے (مجمع الزوائد ۳۲/۱، مجلۃ الحدیث ۷۰۱ص ۱۲)

شیخ سنابلی صاحب امام ہیثمی کے ساتھ اپنی ہی جماعت کے ایک مقبول عالم حافظ زبیر علی زئی کی بات کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''امام ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کہنا درست نہیں کہ اکثر نے ان کی تضعیف کی ہے کیوں کہ اکثر وجمہور محدثین نے اس راوی کو ثقہ قرار دیا ہے'' (ماہنامہ اہل السنہ ممبئی جنوری ۲۰۱۴ جلد ۳ شمارہ نمبر ۲۷)

شیخ سنابلی نے زعم حدیث دانی میں امام ہیثمی کے قول کو محض یہ کہہ کر رد کر دیا کہ ''اکثر وجمہور محدثین نے اس راوی (عبدالرحمٰن بن معاویہ) کو ثقہ قرار دیا ہے''۔۔۔۔۔ حالانکہ شیخ سنابلی نے نہ تو اس پر کوئی دلیل دی ہے اور نہ اس بات کو دلیل سے ثابت کیا ہے کہ جو راوی ثقہ ہوتا ہے وہ کبھی ضعیف نہیں ہو سکتا۔۔۔۔۔ اپنے مقالہ ''التائیدات السماویۃ فی توثیق عبدالرحمٰن بن معاویہ'' میں اپنا ایک گڑھا ہوا اصول پیش کیا ہے جس سے اس کی توثیق کی عمارت بھی منہدم ہو جاتی ہے۔ سنابلی صاحب نے لکھا ہے:

محض جمہوریت اور ووٹنگ سے کسی راوی کی توثیق وتضعیف والا اصول ہی مضحکہ خیز ہے۔ (ماہنامہ اہل السنہ جنوری ۲۰۱۴ ص ۳۲)

سنابلی جی! اگر جمہوریت اور ووٹنگ سے کسی راوی کی توثیق وتضعیف کا اصول مضحکہ خیز ہے تو آپ کا یہ فرمان مضحکہ خیز ہے یا نہیں؟

''اکثر وجمہور محدثین نے اس راوی (عبدالرحمٰن بن معاویہ) کو ثقہ قرار دیا ہے'' (مصدر سابق)۔۔۔۔۔

دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔ جھوٹے کا حافظہ صحیح نہیں رہتا۔ دیکھئے شیخ سنابلی نے صفحہ ۱۵

پہ عبدالرحمٰن بن معاویہ کی توثیق کے لئے جمہور کے قول کو دلیل بنالیا اور صفحہ ۷ا پہ یہ کہہ دیا کہ جمہوریت وووٹنگ سے کسی راوی کی توثیق وتضعیف کا اصول مضحکہ خیز ہے"

واہ سنابلی جی! آپ کی نرالی تحقیق کے بھی کیا کہنے! یہ بھی کتنی مضحکہ خیز ہے۔

یہاں پر سنابلی صاحب کے طرز پر میں یہی کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ امام ہیثمی نے عبدالرحمٰن بن معاویہ کو جمہور محدثین کے حوالے سے ضعیف کہا ہے وہ صحیح ہے۔ سنابلی جی کا اس کو غلط کہنا بالکل باطل ومردود ہے۔ کیوں کہ ان کی توثیق پر جمہور محدثین کے اقوال ذکر نہیں کیے اور اگر عبدالرحمٰن بن معاویہ ثقہ بھی ہوں تو جمہور کے نزدیک ضعیف ہو سکتے ہیں۔ کیوں کہ ثقہ ہونا ضعیف ہونے کی ضد نہیں۔ ثقہ راوی بھی ضعیف ہوتا ہے ـــــ اس سلسلے میں شیخ سنابلی کو حوالے جاننا ہو تو میری کتاب "عقد الدرۃ فی عقد الیدین تحت السرۃ" کا مطالعہ کریں ـــــ

اس روایت کے نا مقبول ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس کو بلاذری کے سوا کسی نے صحیح یا ضعیف سند کے ساتھ ذکر نہیں کیا ہے اس کی روایت میں بلاذری متفرد ہیں ـــــ اور بلاذری کے تعلق سے یہ بات ان کے سوانح نگاروں نے لکھی ہے کہ آخر عمر میں ان پر جنون کی سی کیفیت طاری ہو چکی تھی۔ انہیں وسوسہ ہوتا تھا۔ زرکلی لکھتے ہیں:

واصیب فی اخر عمرہ بذھول شبیہ بالجنون ـــــ آخر عمر میں ان پر جنون کی سی غفلت طاری ہو گئی تھی۔ (الاعلام ۱/۲٦۷)

اس روایت میں بلاذری کی متابعت میں کوئی دوسری روایت موجود نہیں۔ لہٰذا ان کی یہ متفرد روایت معتبر نہیں ہو گی۔

نیز علامہ صفدی لکھتے ہیں:

وسوس اخر عمرہ لشربہ البلاذر علیٰ غیر معرفۃ و کان احمد بن یحییٰ بن جابر عالما فاضلا شاعرا راویۃ نسابۃ متقنا و کان مع ذالک کثیر الھجاء بذی اللسان اخذ الاعراض الناس ۔

ترجمہ: ان کو آخر عمر میں نادانستہ طور پر بلاذر پینے کی وجہ سے وسوسہ کی بیماری لاحق ہوگئی تھی ۔وہ عالم، فاضل، شاعر، کثیر الروایۃ، علم انساب کے ماہر اور متقن ہونے کے باوجود کثرت سے لوگوں کی برائیاں کرنے والے، بدزبان اور لوگوں کی عزتوں کو پامال کرنے والے تھے۔(الوافی بالوفیات ۸/۱۵۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت تنہا بلاذری کی ہے اور بلاذری کا حال قارئین کو معلوم ہوگیا۔ بھلا ایسی ضعیف روایت پر اتنی عظیم بات کی بنیاد کیسے رکھی جاسکتی ہے؟ یزید کے فسق وفجور پر جمہور امت کا اتفاق ہے اس کے مقابلے میں تنہا بلاذری کی ایک ضعیف روایت کیوں کر معتبر ہوسکتی ہے؟

اس روایت کے باطل ہونے کی ایک قوی دلیل یہ ہے کہ خود بلاذری یزید کے فاسق وفاجر اور شرابی ہونے کے قائل ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"واما یزید بن معاویۃ فکان یکنی اباخالد حدثنی العمری عن الھیثم بن عدی ابن عیاش وعوانۃ وعن ھشام ابن الکلبی عن ابیہ وابی مخنف وغیرھما قالو: کان یزید بن معاویۃ اول من اظھر شرب الشراب والاشتھار بالغناء والصید و اتخاذ القیان والغلمان والتفکہ بما یضحك منہ المترفون

من القرد والمعاقرة بالكلاب والديكة ثم جرى على يده قتل الحسين وقتل اهل الحرة ورمى البيت واحراقه "

ترجمہ: یزید بن معاویہ کی کنیت ابو خالد تھی۔ مجھ سے عمری نے ہیثم بن عدی سے انہوں نے ابن عیاش، عوانہ اور ہشام الکلبی سے، انہوں نے اپنے والد اور ابو مخنف وغیرہ سے روایت کی۔ سب نے کہا کہ یزید بن معاویہ پہلا شخص ہے جس نے کھلے عام شراب پی، گانے بجانے اور شکار کے ذریعہ مستیاں کیں۔ گانے والیاں اور امرد لڑکوں کو اپنے قریب رکھا۔ موج مستی کرنے والے لوگ جن چیزوں سے ہنسی کھیل کرتے ہیں ان سے لطف اندوز ہوا۔ مثلاً بندروں سے کھیلنا، کتے اور مرغ لڑانا۔ اس کے علاوہ اس کے ہاتھ سے حسین کا قتل ہوا۔ اہل حرہ کا قتل ہوا۔ بیت اللہ شریف کو آگ لگائی گئی اور اس پر پتھر برسائے گئے۔ (انساب الاشراف للبلاذری ۵/۲۸۷)

اس کے علاوہ بلاذری نے اپنی متعدد اسانید کے ساتھ یزید بن معاویہ کے فسق وفجور کی روایات اپنی کتاب میں درج کی ہیں ـــــ تفصیل کے لئے ان کی کتاب "انساب الاشراف" کا مطالعہ کریں۔

علاوہ ازیں اگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو درست مان بھی لیا جائے تو بھی اس سے یزید کا نیک وصالح ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ کیوں کہ یزید کے فسق فجور کی شہرت سے پہلے کی یہ روایت ہے۔ جیسا کہ روایت کے الفاظ خود شاہد ہیں کہ حضرت امیر معاویہ کی وفات کی خبر سننے کے بعد حضرت ابن عباس نے یہ بات کہی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ یزید کو ظالم وفاسق سمجھتے تھے اس کی تائید ابن الاثیر کی اس روایت سے ہوتی ہے:

كَالَ شقيق بن سلمة لما قتل الحسين ثار عبدالله بن الزبير فدعا ابن عباس الىٰ بيعته فامتنع وظن يزيد ان امتناعه تمسك منه ببيعته فكتب اليه :

امابعد فقد بلغنى ان الملحد ابن الزبير دعاك الىٰ بيعته وانك اعتصمت ببيعتنا وفاءً منك لنا ـ فجزاك الله من ذى رحم خير مايجزى الواصلين لارحامهم بعهودهم فماانسى من الاشياء فلست بناس برك وتعجيل صلتك بالذى انت له اهل فانظر من طلع عليك من الأفاق ممن سحرهم ابن الزبير بلسانه فاعلمهم بحاله فانهم منك اسمع الناس ولك اطوع للمحل فكتب اليه ابن عباس:

امابعد: فقد جاء نى كتابك فاما تركى بيعة ابن الزبير فوالله ماارجو بذالك برك ولاحمدك ولكن الله بالذى انوى عليم ـ زعمت انك لست بناس برى فاحبس ايها الانسان برك عنى ـ فانى حابس عنك برى وسألت ان احبب الناس اليك وابغضهم واخذلهم لابن الزبير فلاولاسرور ولا كرامة كيف وقتلت حسيناوفتيان عبدالمطلب مصابيح الهدىٰ ونجوم الاعلام غادرتهم خيولك بامرك فى صعيد واحد مرملين بالدماء مسلوبين بالعراء مقتولين بالظماء لا مكفنين ولا موسّدين تسفى عليهم الرياح ينشى بهم عرج البطاح حتى اتاح الله بقوم لم يشركوا فى دمائهم كفنوهم و اجنوهم وبى وبهم لو عززت و جلست مجلسك الذى جلست فماانس من الاشياء فلست بناس اطرادك حسينا من حرم رسول الله ﷺ الىٰ حرم الله و تسييرك الخيول اليه ـ فمازلت بذالك حتى اشخصته الىٰ العراق فخرج

خائفا یترقب فنزلت به خیلك عداوۃ منك لله ولرسوله ولاھل بیته الذین اذھب الله عنھم الرجس وطھر ھم تطھیرا ۔فطلب منکم الموادعة وسألکم الرجعة فاغتنمتم قلة انصارہ واستئصال اھل بیته وتعاونتم علیه کانکم قتلتم اھل بیت من الشرك و الکفر ۔فلاشئی اعجب عندی من طلبتك ودی وقد قتلت ولد ابی وسیفك یقطر دمی وانت احد ثاری ولا یعجبك ان ظفرت بنا الیوم فلنظفرن بك یوما ۔و السلام

ترجمہ: شقیق بن سلمہ کا بیان ہے کہ جب امام حسین قتل کئے گئے تو عبداللہ بن زبیر (یزید کے خلاف) اٹھ کھڑے ہوئے ۔انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بیعت کی دعوت دی تو اس سے وہ باز رہے ـــــــ یزید نے گمان کیا کہ عبداللہ بن زبیر کی بیعت نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ابن عباس یزید کی بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ لہذا یزید نے انہیں ایک خط لکھا:

یزید کا خط حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نام

امابعد! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ مُلحد عبداللہ بن زبیر (معاذاللہ یزید پلید نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ملحد کہا۔اللہ اسے اس کا بدلہ دے۔) نے آپ کو اپنی بیعت کی دعوت دی اور آپ نے ہم سے وفاداری نبھاتے ہوئے ہماری بیعت کو لازم پکڑا ہے ۔اللہ آپ کو ان تمام لوگوں کی طرف سے جزاء خیر عطا فرمائے جو صلۂ رحمی کرتے ہیں اور اپنے وعدوں کو پورا کرتے ہیں۔میں ہر چیز بھول جاؤں تو بھی آپ کا احسان نہیں بھول سکتا اور آپ کی اس صلۂ رحمی کو فراموش نہیں کرسکتا جس کے آپ اہل

ہیں ۔آپ ان تمام لوگوں پر نظر رکھیں جو مختلف اطراف سے آپ کے پاس آنے والے ہیں اور ان پر ابن زبیر کی زبان کا جادو چل جاتا ہے۔آپ انہیں ابن زبیر کا حال بتایئے ۔کیوں کہ وہ لوگ آپ کی بات سب سے زیادہ سننے والے ہیں اور آپ کی بات سب سے زیادہ ماننے والے ہیں ــــــ ''جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس یزید کا یہ خط پہنچا تو انہوں نے یزید کو یہ جواب لکھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا جوابی خط یزید کے نام

امابعد: میرے پاس تمہارا خط آیا ۔میں نے ابن زبیر کی بیعت نہیں کی اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس سے میں تمہارے احسان اور تعریف کا متمنی ہوں ۔میری جو نیت ہے اللہ جانتا ہے۔تم نے کہا ہے کہ تم میرا احسان نہیں بھولو گے تو اے انسان سن! اپنا احسان اپنے پاس رکھ۔میں تم پر احسان کرنے والا نہیں ۔تم نے یہ پیش کش کی ہے کہ میں لوگوں کو تمہاری محبت پر آمادہ کروں اور ابن زبیر سے بے زار کروں اور ان کی مدد سے روکوں ۔ایسا نہیں ہوگا ۔اس خوش فہمی اور بزرگی میں نہ رہنا۔جو تم چاہتے ہو وہ کیسے ہوسکتا ہے جب کہ تم نے حسین کو قتل کیا ۔عبدالمطلب کے جوانوں کو شہید کیا جو ہدایت کے چراغ اور حق کے ستارے ہیں ۔انہیں تمہارے حکم سے تمہارے گھوڑسواروں نے خون اور ریت میں لت پت کر کے ریتیلی زمین میں چھوڑ دیا ۔وہ بے دست و پا لٹے پٹے میدان میں گرے پڑے رہے ۔بھوکے پیاسے شہید ہوئے ۔انہیں نہ کوئی کفن دینے والا تھا نہ چارپائی ۔ہوائیں ان پر گرد وغبار اڑاتی رہیں اور پتھریلی زمین کی پگڈنڈیاں انہیں سونگھتی رہیں ۔یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی قوم کو

تیار فرمایا جوان کے خون میں شریک نہیں تھی، تو انہوں نے انہیں کفن دے کر مٹی میں چھپا دیا۔ اور تم میرے (سکوت) اور ان کے (قتل کے) ذریعہ اگر غالب آ گئے ہو اور آج اس مقام پہ بیٹھے ہو تو میں سب کچھ بھول جاؤں گا پھر بھی یہ نہیں بھول سکتا کہ تم نے حسین کو حرمِ رسول اللہ ﷺ (مدینہ) سے حرم اللہ (مکہ) بھگا دیا۔ تیرے گھوڑ سواران کا پیچھا کرتے رہے یہاں تک کہ تم نے انہیں عراق میں پا لیا۔ وہ وہاں سے خوف زدہ ہو کر پناہ کی تلاش میں نکل پڑے تو تیرے سواران تک پہنچ گئے۔ یہ تمہاری اللہ اور اس کے رسول پاک اور اہل بیت سے عداوت کے سبب ہوا۔ وہ اہل بیت جن سے اللہ نے ناپاکی کو دور فرمایا ہے اور انہیں خوب خوب پاک فرما دیا ہے۔ پھر حسین نے تم سے یہ مطالبہ کیا کہ تم انہیں باعزت رخصت کر دو اور انہیں واپس جانے دو لیکن تم نے ان کے اعوان و انصار کی قلت کو غنیمت سمجھا اور اہل بیت کی نسل کشی کا ارادہ کیا۔ اس پر تم نے دوسروں کا تعاون لیا۔ گویا کہ تم نے شرک و کفر کے اہل بیت کو قتل کر دیا۔ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ تم مجھ سے اپنی محبت کا مطالبہ کر رہے ہو جب کہ تم نے میرے باپ کی اولاد کو قتل کیا۔ میرے خون کے قطرات تیری تلوار سے ٹپک رہے ہیں۔ تم پر ہمارے خون کا قصاص باقی ہے۔ تم خوش نہ ہو۔ اگر آج ہم پر فتح یاب ہو گئے ہو تو ضرور ایک دن (بروز قیامت) ہم تم پر فتح پائیں گے۔ والسلام (الکامل فی التاریخ ۳/ ۲۲۵)

قارئین کرام: غور فرمائیں! حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خط کے لفظ لفظ سے امام حسین کی محبت کی کسک اور قتل حسین کے درد و غم کی ہچکیاں محسوس کی جا رہی ہیں اور یزید سے نفرت و بیزاری ایک ایک جملے سے عیاں ہے۔ پھر بھی شیخ سنابلی جی

لکھتے ہیں: ''یزید کی مدح وثنا اور بیعت من جانب ابن عباس رضی اللہ عنہما بسند حسن'' یہ عنوان حضرت ابن عباس پر کتنی بڑی تہمت ہے؟ ــــــ

یزید کو اگر کسی قابلِ ذکر بزرگ نے اچھا کہا ہے تو یزید کے ابتداءِ حال اور اپنے علم ومشاہدے کے اعتبار سے کہا ہے۔ ورنہ یزید کا فسق وظلم حدِتواتر کو پہنچا ہوا ہے۔ لہذا اس کے مقابلے میں چند حضرات کا یزید کے ظاہرِ حال کے مشاہدے کے بعد یا اس کے فسق کا علم نہ ہونے کی بنیاد پر اس کو نیک وصالح کہنے سے یزید کا نیک وصالح ہونا ثابت نہیں ہوگا ــــــ اور یزید کے ظلم وفسق کی شہرت کے بعد اس کے خلاف بعض کے اقوال حجت ودلیل نہیں بن سکتے ــــــ

شیخ سنابلی کا ایک اور دھوکہ

شیخ سنابلی نے طبری کے حوالے سے ایک زبردست دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے ۔وہ یہ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کو امیر المومنین کہا ہے ــــــ یہ سراسر جھوٹ ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ نے یزید کو نیک وصالح امیر المومنین کہا ہے ــــــ شیخ سنابلی کی بات کو سچ ماننے سے پوری تاریخ کو جھٹلانا پڑے گا۔امام حسین کا یزید کی بیعت سے انکار کرنا۔پھر مدینہ سے مکہ ہجرت کر کے آنا۔مکہ سے کوفہ والوں کی دعوت پہ کوفہ جانا۔یزید کا امام حسین سے سختی کے ساتھ بیعت لینے کا اپنے کارکنوں کو حکم دینا۔ ابن زیاد کا کربلا میں امام حسین پر فوج کشی کرنا۔ابن سعد،شمر وخولی وغیرہ کا امام کے مقابلے میں میدان کربلا میں آ کر امام اور آپ کے جاںنثاروں کو شہید کرنا۔آپ کے سر مبارک کو کاٹ کر یزید کے پاس لانا یہ سب کچھ محض ایک داستان ہو کر رہ جائے گا ــــــ

یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ امام طبری نے یہ لکھا ہو کہ امام حسین رضی اللہ عنہ یزید کو نیک وصالح امیر المومنین تسلیم کرتے تھے جب کہ خود امام طبری یہ لکھتے ہیں کہ یزید نے تخت امارت سنبھالنے کے بعد ہی حسین بن علی رضی اللہ عنہ کے تعلق سے ولید کو یہ حکمنامہ بھیجا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم من یزیدامیر المومنین الی الولیدبن عتبہ۔ امابعد! فان معاویۃ کان عبدامن عباداللہ اکرمہ اللہ واستخلفہ وخولہ و مکن لہ فعاش بقدرومات باجل فرحمہ اللہ فقدعاش محمودا ومات برا تقیا۔ والسلام۔

وکتب الیہ فی صحیفۃ کانھااذن فارۃ۔امابعد فخذحسیناو عبداللہ بن عمر وعبداللہ بن الزبیر بالبیعۃاخذاشدیدا لیست فیہ رخصۃ حتی یبایعوا والسلام۔

ترجمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔امیر المومنین یزید کی طرف سے ولید بن عتبہ کے نام ۔امابعد!بے شک معاویہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ تھے۔اللہ نے ان کو کرامت عطا کی۔ان کو خلافت دی۔انہیں انعام دیا اور قدرت دی۔وہ ایک مدت تک زندہ رہے اور اپنی اجل سے وفات پاگئے۔اللہ ان پر رحم فرمائے۔۔۔۔وہ قابل تعریف بن کر زندہ رہے اور نیک متقی ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے۔والسلام

اور یزید نے ایک چھوٹی سی پرچی جو چوہیا کے کان کی طرح تھی، میں یہ بھی لکھا:

امابعد!حسین،عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر سے سختی کے ساتھ بیعت لو،جب تک وہ بیعت نہ کرلیں انہیں مہلت نہ دو۔۔۔۔(تاریخ الطبری ۵/ ۳۳۸)

امام حسین نے نہ یزید کی بیعت کی اور نہ اسے امیر المومنین تسلیم کیا۔۔۔بلکہ لشکر

یزید کے سامنے امام عالی مقام نے جو خطبہ دیا تھا وہ ہر یزیدی کے ساتھ شیخ سنابلی کے منہ پر بھی زبردست طمانچہ ہے۔آپ نے یزیدیوں کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:

ایھاالناس :ذرونی ارجع الیٰ مامنی من الارض فقالو: ومایمنعك ان تنزل علی حکم بنی عمك فقال معاذاللہ "انی عُذتُ بربی وربکم من کل متکبر لا یومن بیوم الحساب"(غافر:۲۷)

ترجمہ: اے لوگو! مجھے اپنی امن کی جگہ جانے دو۔یزیدیوں نے کہا:تم کو اپنے چچا کے بیٹوں (یزید اور یزیدوں) کی اطاعت قبول کر لینے سے کون سی چیز روکنے والی ہے؟ آپ نے فرمایا: معاذاللہ: میں نے اپنے اور تمہارے رب کی پناہ مانگی ہے ہر اس متکبر سے جو روز حساب پر یقین نہیں رکھتا۔(البدایہ والنہایہ۸/۱۹۴)

ان تاریخی حقائق کے ہوتے ہوئے شیخ سنابلی کا یہ کہنا کہ "امام حسین نے یزید کو امیر المومنین تسلیم کیا ہے"، شیخ سنابلی کا امام حسین پہ بہتان عظیم ہے جس کا حساب انہیں کل بروز قیامت ضرور دینا ہوگا ـــــ جگر گوشۂ بتول ،ریحانۃ الرسول،جنتیوں کے سردار امام حسین کے مقابلے میں یزید کی دوستی وحمایت حتیٰ کہ اس کے لئے امام حسین پر بہتان وتہمت! سنابلی صاحب آخر کس جذبہ کے تحت یہ سب کچھ کر رہے ہیں؟!

شیخ سنابلی کا سفید جھوٹ

شیخ سنابلی نے یہ بھی لکھا ہے کہ "اللہ کے نبی ﷺ نے یزید بن معاویہ کی بخشش کی بشارت دی ہے۔اور ظلم یہ ہے کہ شیخ جی نے اس پر صحیح بخاری کا حوالہ بھی ذکر کیا ہے ـــــ حالانکہ بخاری کیا کسی معتبر ومستند کتاب سے کوئی ایک صحیح مقبول روایت

سنابلی جی اپنی پوری یزیدی برادری کو ساتھ لے کر پیش نہیں کر سکتے جس میں اللہ کے نبی ﷺ نے یزید بن معاویہ کو بخشش کی بشارت دی ہو ــــــ یہ امام بخاری کے ساتھ ساتھ اللہ کے نبی ﷺ پر جھوٹ وافتراء ہے اور اللہ کے نبی ﷺ کا ارشاد ہے ''جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا اس کا ٹھکانا جہنم ہے'' (متفق علیہ)

بات دراصل یہ ہے کہ صحیح بخاری شریف کی ایک حدیث کی آڑ میں شیخ سنابلی نے عامۃ المسلمین کو دھوکہ دینے کی ناپاک جسارت کی ہے ــــــ وہ حدیث یہ ہے:

اول جیش من امتی یغزون مدینة قیصر مغفور لهم

ترجمہ: میری امت کی پہلی فوج جو قیصر کے شہر میں جہاد کرے گی وہ مغفور ہے ــــــ

(صحیح بخاری: باب ما قیل فی قتال الروم)

حدیث مذکور میں اوّلِ جیش (پہلا لشکر) اور مدینۃ قیصر (قیصر کے شہر) سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت حدیث شریف میں موجود نہیں ــــــ بعض شارحین حدیث نے مدینۃ قیصر سے مراد قسطنطنیہ لیا ہے۔ لہٰذا حامیانِ یزید کو ایک بہانہ مل گیا کہ جہاد قسطنطنیہ میں لشکر کا سپہ سالار یزید بن معاویہ تھا اس لئے وہ مغفرت کی نبوی بشارت میں داخل ہے۔ یہ ایک دھوکہ ہے ــــــ

تاریخی حقیقت یہ ہے کہ جنگ قسطنطنیہ دوبارہ ہوئی۔ پہلی بار ۴۹ھ میں ہوئی۔ اس کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن تھے۔ دوسری جنگ ۵۲ھ میں ہوئی۔ اس وقت یزید بن معاویہ سپہ سالار تھا ــــــ بعض لوگوں نے صرف اتنا ہی لکھا ہے کہ جنگ قسطنطنیہ کا سپہ سالار یزید تھا اور تفصیل نہیں لکھی کہ یہ

جنگ ۵۲ھ کی تھی۔اس لئے بعض لوگوں کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یزید کس جنگ میں سپہ سالار تھا۔جس کے نتیجے میں یہ غلط فہمی پیدا ہوگئی کہ یزید پہلے لشکر کا سپہ سالار تھا اور چوں کہ اس لشکر میں شریک ہونے والوں کو مغفرت کی بشارت سنائی گئی ہے لہذا یزید بھی اس بشارت کا مستحق ہے۔حالاں کہ حقیقت یہ ہے کہ پہلی جنگ جو ۴۹ھ میں ہوئی تھی اس میں یزید شریک ہی نہیں تھا تو اس کے سپہ سالار ہونے کا کیا سوال؟ ابن الاثیر نے لکھا ہے کہ پہلی جنگِ قسطنطنیہ میں امیر معاویہ نے یزید کو جانے کا حکم دیا تھا لیکن وہ بیماری کا بہانہ بنا کر نہیں گیا تھا۔(الکامل فی التاریخ ۳/۱۹۷)

شارح بخاری علامہ عینی نے فرمایا ہے:

الاصح ان یزید بن معاویۃ غزاالقسطنطنیۃ سنۃ اثنتین وخمسین ـــــــ

ترجمہ: صحیح یہ ہے کہ یزید بن معاویہ ۵۲ھ کی جنگ قسطنطنیہ میں شریک تھا۔(عمدۃ القاری ۶/۱۹۴)

اگر حدیث میں مذکور مدینۃ قیصر (قیصر کا شہر) سے مراد قسطنطنیہ لیا جائے اور غزوہ سے مراد جنگ قسطنطنیہ ہوتو بھی یزید کے لیے مغفور ہونے کی بشارت ہرگز نہیں ہوسکتی۔کیوں کہ مغفور ہونے کی بشارت پہلے لشکر کے لئے ہے اور یزید پہلے لشکر میں موجود نہیں تھا ـــــ

علاوہ ازیں مدینۃ قیصر (قیصر کے شہر) سے مراد وہ شہر بھی ہوسکتا ہے جو قیصر کے زیر نگیں تھا۔جس زمانے میں رسول اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی تھی قیصرِ روم کا دارالسلطنت "حمص" تھا۔رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد سب سے پہلے حمص پر ۱۴ھ میں اسلامی لشکر نے فوج کشی کی۔فوج کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہ بن الجراح تھے۔بارہ ہزار کا لشکر لے کر حمص کی جانب پیش قدمی کی اور ۱۴ھ کے اواخر میں حمص

وبعلبک پر اسلامی جھنڈا لہرا نے لگا۔ اس غزوہ میں قیصر روم نے انطا کیہ سے فرار اختیار کر کے قسطنطنیہ میں پناہ لی تھی۔ (تاریخ الاسلام للذہبی ۲/۱۲۸)

حدیث میں مذکور مدینۂ قیصر سے مراد حمص ہو تو بھی مغفور ہونے کی بشارت سے یزید کا کوئی تعلق نہیں ــــــ علامہ مناوی لکھتے ہیں:

اوالمراد مدینته التی کان فیھا یوم قال النبی ﷺ ذالک وھی حمص و کانت دار مملکته ــــــ

ترجمہ: یا حدیث میں مدینۂ قیصر سے مراد قیصر کا وہ شہر ہے جس میں ارشاد نبوی کے وقت قیصر موجود تھا۔ وہ شہر حمص ہے جو اس کا دار الحکومت تھا۔ (التیسیر شرح الجامع الصغیر ۱/۳۸۹)

"مدینۂ قیصر پر حملہ کرنے والا" "سب سے پہلا لشکر" سے مراد اگر حضور کی حیات مبارکہ کا پہلا لشکر ہے تو وہ جیشِ اسامہ ہے۔ جس کو حضور نے اپنی حیات کے آخری ایام میں روانہ فرمایا تھا۔ لہذا جس اوّل جیش کو حضور نے مغفور فرمایا ہے اس سے مراد جیشِ اسامہ بن زید ہے ــــــ اور اگر حضور ﷺ کی وفات کے بعد کا پہلا لشکر مراد ہے تو وہ ابوعبیدہ بن جراح کا لشکر ہے، جس نے ۱۳ھ/۱۴ھ میں حمص پھر قسطنطنیہ کو فتح کیا تھا ــــــ کیوں کہ جیشِ اسامہ کے بعد مدینۂ قیصر پر حملہ کرنے والا پہلا لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراح کا لشکر تھا۔

چنانچہ ابن الاثیر لکھتے ہیں:

ثم ان ابابکر استعمل اباعبیدۃ بن الجراح علی من اجتمع وامرہ بحمص وسار ابوعبیدۃ علی باب من البلقاء فقاتله اھله ثم صالحوہ فکان اول

صلح فی الشام واجتمع للروم جمع "بالعروبة" من ارض فلسطین فوجه الیهم یزید بن ابی سفیان اباامامة الباهلی فهزمهم فکان اول قتال بالشام بعد سریة اسامة بن زید۔

ترجمہ: پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن الجراح کو لشکر کا امیر بنایا اور حمص پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ ابو عبیدہ باب بلقا پہ پہونچے اور وہاں کے لوگوں سے جہاد کیا۔ پھر لوگوں نے صلح کر لی۔ شام میں یہ پہلی صلح تھی۔ پھر اہل روم کے لئے سرزمین فلسطین کے مقام "عروبہ" میں ایک لشکر جمع ہو گیا تو یزید بن ابی سفیان نے ابو امامہ باہلی کو ان کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے ان سے جہاد کیا۔ یہ لشکرِ اسامہ بن زید کے بعد شام میں پہلا قتال تھا۔ (الکامل فی التاریخ ۲/۲۲۹)

اگر چہ عام شارحین حدیث نے مدینۂ قیصر سے قسطنطنیہ اور اس میں جہاد کرنے والے پہلے لشکر سے مراد یزید کا لشکر لیا ہے، لیکن تاریخی حقائق کے تجزیہ کے مطابق یہ بات خلافِ تحقیق ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ مدینۂ قیصر سے مراد حمص ہے، جو ارشادِ نبوی کے وقت قیصر روم کا دار الحکومت تھا اور اس پہ حملہ کرنے والا پہلا لشکر جیشِ اسامہ کے بعد لشکرِ ابو عبیدہ بن جراح تھا۔ لہذا بشارت نبوی کا تعلق لشکرِ ابو عبیدہ بن جراح سے ہے۔ لشکرِ یزید سے نہیں۔

تاریخی حقائق کو چھوڑ کر شارحین حدیث کے اقوال کے مطابق مدینۂ قیصر سے مراد قسطنطنیہ لیا جائے تو بھی یزید مغفرت کی بشارت میں داخل نہیں۔ کیوں کہ غزوۂ قسطنطنیہ پہلی بار ۴۹ھ میں ہوا۔ ابن الاثیر کے مطابق اس کا سپہ سالار سفیان بن عوف

تھے۔(سنن ابوداؤد جلد ا صفحہ ۳۴۰ کے مطابق سپہ سالار عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید تھے ۱۲ رضا) یہ غزوہ حضرت امیر معاویہ کے دورِ خلافت میں ہوا تھا۔ یزید کو حضرت امیر معاویہ نے جانے کا حکم دیا تھا لیکن وہ بیماری کا بہانہ کرلیا تھا ———

ابن الاثیر لکھتے ہیں:

ثم دخلت سنة تسع واربعين ——— ذكر غزوة قسطنطنية ——— في هذه السنة وقيل سنة خمسين سيّرمعاوية جيشا كثيفا الىٰ بلاد الروم للغزاة و جعل عليهم سفيان بن عوف وامر ابنه يزيد بالغزاة معهم فتثاقل واعتل فامسك عنه ابوه فاصاب الناس في غزاتهم جوع ومرض شديدفانشأيزيد يقول:

ماان ابالي بمالاقت جموعهم بالغزقذونة من حمى ومن موم

اذا تكأت على الانماط مرتفقا بدير مرّان عندي ام كلثوم

وام كلثوم امرأته وهي ابنة عبدالله بن عامر ——— (الفرقدونة ۱۲ رضا)(شوم ۱۲ رضا)

ترجمہ: پھر ۴۹ھ آگیا ——— اس سن میں اور بعض کے مطابق ۵۰ھ میں حضرت امیر معاویہ نے ایک بڑا لشکر جہاد کے لئے بلادِ روم روانہ کیا اور اس پر ابوسفیان بن عوف کو امیر مقرر کیا۔ اپنے بیٹے (یزید) کو لشکر کے ساتھ غزوہ کے لئے جانے حکم دیا تو اس نے بھاری بوجھ سمجھا اور بیماری کا بہانہ کرلیا۔ لہٰذا اس کے والد نے اسے چھوڑ دیا۔ اس جہاد میں لوگوں کو سخت بھوک اور مرض لاحق ہوا۔ (جب یزید سنا) تو یزید یہ اشعار گنگنانے لگا۔ ماان ابالي بمالاقت جموعهم ———

ترجمہ: مقامِ غرقذونہ میں لشکر کو بخار و بدشگونی کی جو مصیبت لاحق ہوئی اس کی مجھے کوئی

پروانہیں ۔میں تو مقام دیرِ مرّان میں اونی چادر پہ آرام سے لیٹا ہوا ہوں اور میرے پہلو میں ام کلثوم موجود ہے۔ام کلثوم یزید کی بیوی،عبداللہ بن عامر کی بیٹی تھی ۔

اس بات کو ابن الاثیر کے علاوہ ابن خلدون نے اپنی تاریخ میں،ابن تغری نے النجوم الزاہرہ میں اور عبدالملک مکی نے سمط النجوم العوالی میں نقل کیا ہے ــــــ نیز ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اس بات کو بہت مستند کر کے پیش کیا ہے ــــــ چنانچہ ابو بکر خطیب کے حوالے سے لکھتے ہیں:

بعث معاوية جيشا الیٰ الروم فنزلوا منزلا يقال له الفرقدونة فاصابهم بهاالموت وغلاء شديد فكبرذالك علىٰ معاوية فاطلع يوما علىٰ ابنه يزيد وهو يشرب وعنده قينة تغنيه

اهون عليك(عليّ)بماتلقى جموعهم بالفرقدونة من وعك ومن موم

اذا تكأت على الانماط مرتفقا بدير مرّان عندى ام كلثوم

ترجمہ: حضرت معاویہ نے جب اہل روم پر لشکر روانہ کیا تو مقام فرقدونہ میں لشکر نے پڑاؤ ڈالا ۔لشکر کو موت اور بھوک کی شدت لاحق ہوئی تو حضرت معاویہ کو یہ بڑا معاملہ محسوس ہوا چنانچہ یزید کو روانہ کرنے کی غرض سے اس بات کی اطلاع دی تو اس وقت وہ شراب پی رہا تھا اور اس کے پاس ایک لونڈی یہ اشعار پڑھ رہی تھی ۔

اهون عليك بماتلقى جموعهم (ترجمہ گذر چکا)(تاریخ دمشق ۶۵/ ۴۰۶)

معلوم ہوا کہ غزوۂ قسطنطنیہ کے پہلے لشکر ۴۹/ ۵۰ میں یزید شریک ہی نہیں تھا ۔ بیماری کا بہانہ کر کے مقام دیر مران میں اپنی بیوی ام کلثوم کے ساتھ موج مستی کرنے

اور شراب نوشی اور گانے میں مصروف تھا ______

لہذا قسطنطنیہ کے اول لشکر کے تعلق سے حدیث میں مغفرت کی بشارت مانی جائے پھر بھی یزید اس بشارت کا ہرگز مستحق نہیں ______

علاوہ ازیں جن شارحین حدیث نے مدینۂ قیصر کے غزوہ سے غزوۂ قسطنطنیہ اور اول لشکر سے مراد لشکرِ یزید لیا ہے انہوں نے بھی مغفرت کی بشارت میں یزید کو شامل نہیں مانا ہے۔ چنانچہ شارح بخاری امام قسطلانی لکھتے ہیں:

واستدل به المهلب علیٰ ثبوت خلافة یزید انه من اهل الجنة لدخوله فی عموم قوله مغفورلهم ______

اجیب : بأن هذا جار علیٰ طریق الحمیة لبنی امیة ولا یلزم من دخوله فی ذالك العموم ان لایخرج بدلیل خاص اذلا خلاف ان قوله علیه الصلوٰة والسلام مغفور لهم مشروط بکونه من اهل المغفرة حتی لو ارتد واحد ممن غزاها بعد ذالك لم یدخل فی ذالك العموم اتفاقا قاله ابن المنیر وقد اطلق بعضهم فیمانقله المولیٰ سعد الدین اللعن علیٰ یزید لما انه کفرحین امر بقتل الحسین واتفقواعلیٰ جوازاللعن علیٰ من قتله اوامره به اواجازه اورضی به والحق ان رضایزید بقتل الحسین واستبشاره بذالك واهانته اهل بیت النبی ﷺ مماتواتر معناه وان کا ن تفاصیلها احادا فنحن لا نتوقف فی شانه بل فی(عدم) ایمانه لعنة الله علیه وعلیٰ انصاره واعوانه ______ ومن یمنع یستدل بانه علیه الصلوٰة والسلام نهی عن لعن المصلین ومن کان

من اهل القبلة ______

ترجمہ: حدیثِ مذکور سے مہلب نے یزید کی خلافت اوراس کے جنتی ہونے پر استدلال کیا ہے۔ کیوں کہ یزید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے مغفرت کی بشارت کے عموم میں داخل ہے______

مہلب کی بات کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ یزید کو بشارت کا مستحق کہنا بنوامیہ کی حمایت پر مبنی ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد کے عموم میں داخل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ یزید مغفرت کی بشارت سے کسی دلیلِ خاص کی بنیاد پر خارج نہ ہو۔ کیوں کہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ مغفرت کی بشارت اس شرط سے مشروط ہے کہ وہ مستحق مغفرت ہو۔ چنانچہ اگر غزوہ کے شرکاء میں سے کوئی بعد میں مرتد ہوجائے تو بالاتفاق وہ مغفرت کی بشارت میں داخل نہ ہوگا______ ابن المنیر نے یہی بات کہی ہے۔ بعض لوگوں نے اس کے رد میں وہ بات نقل کی ہے جو مولیٰ سعد الدین نے کہی ہے کہ یزید پر لعنت کرنا درست ہے کیوں کہ وہ امام حسین کے قتل کا حکم دے کر کافر ہوگیا ہے۔ اور تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اس شخص پر لعنت کرنا جائز ہے جس نے امام حسین کو قتل کیا یا قتل کا حکم دیا یا اس کو جائز رکھا یا اس سے راضی ہوا______ اور حق یہ ہے کہ یزید کا امام حسین کے قتل سے راضی ہونا، اس سے خوش ہونا اور اہل بیت نبی ﷺ کی توہین کرنا ایسی روایات سے ثابت ہے جو معنًی متواتر ہیں، اگرچہ ان کی تفصیل آحاد ہیں۔ لہذا ہم یزید کے حال بلکہ اس کے مومن نہ ہونے میں توقف نہیں کریں گے۔ اللہ کی لعنت ہو اس پر اور اس کے اعوان وانصار پر ______ اور جو لوگ لعنت کرنے

سے روکتے ہیں وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے نمازیوں اور اہل قبلہ (مسلمانوں) پر لعنت کرنے سے روکا ہے (ارشاد الساری شرح بخاری ۵/ ۱۰۵)

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی نے مہلّب کا قول نقل کر کے اس کا جواب دیا:

قال المهلّب في هذاالحديث منقبة لمعاوية لانه اول من غزاالبحر ومنقبة لولده يزيد لانه اول من غزامدينة قيصر ـــــ انتهى ـقلت : اى منقبة كانت ليزيد و حاله مشهور ـــــ فان قلت : قال ﷺ في حق هذاالجيش مغفور لهم قلت: لايلزم من دخوله في ذالك العموم ان لايخرج بدليل خاص ـ اذلايختلف اهل العلم ان قوله ﷺ مغفورلهم مشروط بان يكونوا من اهل المغفرة حتى لوارتدواحد ممن غزاها بعد ذالك لم يدخل في ذالك العموم فدل علىٰ ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرة فيه منهم ـــــ

ترجمہ: مہلّب نے کہا اس حدیث میں حضرت معاویہ کی منقبت ہے، کیوں کہ انہوں نے سب سے پہلے غزوۂ بحر کیا ہے۔ اور ان کے بیٹے یزید کی منقبت ہے کیوں کہ انہوں نے سب سے پہلے مدینۂ قیصر میں غزوہ کیا ہے۔ انتہی۔

میں (عینی) کہتا ہوں: یزید کی کون سی فضیلت ہوگی؟ حالاں کہ اس کا حال مشہور ہے (کہ فاسق وظالم تھا)۔ اگر تم کہو کہ آنحضرت ﷺ نے اس لشکر کے بارے میں مغفرت کی بشارت دی ہے تو میں کہوں گا کہ اگر وہ اس عموم میں داخل ہو تو ضروری نہیں کہ کسی دلیل خاص کے سبب خارج نہ ہو۔ کیوں کہ اہل علم کا اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ مغفرت کی بشارت اس شرط سے مشروط ہے کہ مغفرت کا اہل ہو۔ یہاں تک کہ اس

غزوہ کے شرکاء میں سے اگر کوئی شخص بعد میں مرتد ہوجائے تو وہ عموم میں داخل نہیں ہوگا۔ تو پتہ چلا کہ حدیث سے مراد یہ ہے کہ جو مغفرت کا مستحق ہوگا وہی مغفور ہوگا۔(اور یزید اس کا مستحق نہیں۔۱۲رضا)(عمدۃ القاری ۱۴/۱۹۹)

علامہ مناوی قاہری نے بھی شرح جامع صغیر میں یہی بات تحریر فرمائی ہے۔(فیض القدیر ۳/۸۴)

راقم عرض کرتا ہے کہ جن شارحین حدیث نے حدیث مذکور کی شرح میں جس قول کو بنیاد بنا کر مدینۂ قیصر سے مراد قسطنطنیہ اور اُس غزوہ کے اول لشکر سے مراد لشکرِ یزید لیا ہے وہ قول مہلب کا ہے ____ اور کتب تواریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مہلب ان میں سے تھے جنھوں نے بصرہ میں سب سے پہلے عبید اللہ بن زیاد کی امارت تسلیم کی تھی اور اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی ____ مہلب اموی حکمرانوں کے زبردست حمایتی تھے۔ بنوامیہ کی طرف سے مختلف شہروں کے امیر مقرر ہوئے تھے ____ چنانچہ ابن عساکر نے تحریر فرمایا ہے۔

ووفد علی یزید بن معاویۃ وولی لبنی امیۃ ولایات ____

ترجمہ: یزید بن معاویہ کے پاس وفد لے کر گئے تھے اور بنوامیہ کی طرف سے متعدد بلاد کے امیر مقرر کئے گئے تھے۔(تاریخ دمشق ۶۱/۲۸۰)

یہی وجہ ہے کہ شارح بخاری علامہ قسطلانی نے مہلب کی روایت کو یہ کہہ کر مسترد کردیا ہے کہ یہ بنوامیہ کی حمایت پر مبنی ہے (حوالۂ سابق)

علاوہ ازیں مہلب کی جانب منسوب یہ روایت شارحین حدیث نے بلا سند نقل کی ہے۔ لہذا بالخصوص اہل حدیث وہابی شیخ سنابلی کے نزدیک تو بہر حال نامقبول ہونی چاہئے ____

حاصل کلام یہ ہے کہ حدیث رسول کا حوالہ دے کر شیخ سنابلی کا یزید کو مغفرت کا پروانہ دینا یزید کی ناپاک روح کو خوش کرنے کی کوشش تو ہوسکتی ہے لیکن رسول اور اہل بیت رسول ﷺ کی رضا وخوشی کا ذریعہ نہیں ہوسکتا۔ کیوں کہ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے والے اور اہل بیت اطہار کو اذیت دینے والے کی جزا جہنم ہے۔

یزید کی تعریف میں محمد بن حنفیہ کی جانب منسوب روایت باطل ہے

یزید پلید کو صالح متقی ثابت کرنے کے لئے شیخ کفایت اللہ سنابلی نے امام حسین کے بھائی محمد بن حنفیہ کی جانب منسوب ایک نامقبول وغیر مستند روایت کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔ وہ روایت یہ ہے کہ:

جب اہل مدینہ (مہاجرین وانصار) یزید کے پاس سے مدینہ واپس آئے تو حضرت عبداللہ بن مطیع اپنے اصحاب کے ساتھ حضرت محمد بن حنفیہ کے پاس پہنچے۔ ابن مطیع نے اُن سے کہا: یزید شراب پیتا ہے۔ نماز چھوڑتا ہے اور کتاب اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتا ہے لہذا آپ یزید کی بیعت توڑ دیں تو محمد بن حنفیہ نے کہا: تم لوگ جو کچھ بیان کرتے ہو میں نے تو نہیں دیکھا۔ میں اس کے پاس حاضر ہو چکا ہوں۔ اس کے پاس قیام کر چکا ہوں۔ میں نے اس کو نماز کا پابند خیر کا متلاشی پایا۔ فقہ کے بارے میں سوال کرتا ہے اور سنت کی پابندی کرتا ہے۔

محمد بن حنفیہ کی اس بات پر عبداللہ بن مطیع اور آپ کے اصحاب نے کہا: یزید نے یہ سب آپ کے سامنے دکھاوے کے لئے کیا ہے۔ اس پر محمد بن حنفیہ نے کہا: مجھ سے اسے کیا خوف یا کیا طمع ہے کہ میرے سامنے خشوع ظاہر کرے گا؟ (البدایہ والنہایہ ۸/۲۳۳)

راقم عرض کرتا ہے کہ محمد بن حنفیہ کی جانب منسوب یہ روایت یزید کے فسق وفجور اور ظلم وتعدی کے خلاف دلیل نہیں بن سکتی ۔اس کی چند وجہیں ہیں ـــــــ

پہلی وجہ: شیخ کفایت اللہ سنابلی نے اس روایت کو ابن کثیر کے حوالے سے امام مدائنی کی سند سے نقل کیا ہے ـــــــ اس کی سند یہ ہے۔رواہ ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن ابی سیف المدائنی عن صخر بن جویریہ عن نافع ـــــــ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہابی غیر مقلدین کے نزدیک کہیں بھی سند میں انقطاع ہوتو روایت نامقبول ہوجاتی ہے ۔ابن کثیر اور مدائنی کے درمیان لمبا فاصلہ ہے ۔ابن کثیر کی ولادت ۷۰۰ھ اور وفات ۷۷۴ھ میں ہے اور مدائنی کی ولادت ۱۳۲ھ اور وفات ۲۲۴-۲۲۵ھ ہے۔دونوں کے درمیان کافی لمبا فاصلہ ہے لہذا یہ روایت سنداً منقطع ہوئی ـــــــ جب تک کوئی صحیح روایت اس کی تائید میں نہ ہو یہ نامقبول ومردود ہوگی ـــــــ علاوہ ازیں مدائنی کی صخر بن جویریہ سے نہ ملاقات ثابت ہے نہ سماع ۔کتب تراجم میں دونوں کی ملاقات کا ذکر ہے نہ سماع کا ـــــــ اگر چہ معاصرت ثابت ہے ـــــــ

دوسری وجہ: روایت مذکورہ کے باطل ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ مدائنی جو اس روایت کے راوی ہیں،خود یزید اور اس کے حامیوں کو سب سے بُرا جہنمی تصور کرتے تھے ـــــــ اور اصولِ روایت کے مطابق راوی کی روایت جب اس کے موقف کے خلاف ہوتو وہ مردود و نامقبول ہوتی ہے ـــــــ

چنانچہ مدائنی نے خلیفہ مامون کے سامنے یزید کے حامی اہل شام جو یزید کی محبت کی وجہ سے ناصبی گمراہ ہوگئے تھے،کی مذمت میں ایک روایت سنائی ــــ وہ روایت یہ ہے:

''مجھ سے مثنیٰ بن عبداللہ انصاری نے بیان کیا کہ میں شام میں تھا۔ کہیں بھی علی یا حسن نام سننے میں نہیں آتا تھا۔ بس معاویہ، یزید، ولید وغیرہ نام سننے میں آتے تھے۔ میں ایک آدمی کے پاس سے گزرا جو اپنے گھر کے دروازے پہ تھا۔ (اس سے پانی مانگنے پر) اس نے ایک بچے سے کہا۔ اے حسن اسے پانی پلاؤ۔ میں نے کہا: تم نے اس کا نام حسن رکھا ہے؟ اس نے کہا: میں نے اپنی اولاد کا نام حسن حسین اور جعفر رکھا ہے۔ اہل شام اپنی اولاد کے نام خلفاء کے نام پر رکھتے ہیں پھر اپنی اولاد کو (خلفاء کو گالی دینے کی نیت سے) لعن طعن کرتے اور گالیاں دیتے ہیں۔ میں نے کہا: میں نے سمجھا تھا تم پورے شام میں سب سے بہتر آدمی ہو گے اب پتہ چلا کہ تم سب سے خراب جہنمی ہو۔۔۔ مامون نے کہا: یقیناً اللہ نے ایسے لوگ بھی بنائے ہیں جو اپنے زندوں اور مردوں پر لعنت کرتے ہیں۔ (یعنی ناصبی (یزیدی) ایسا کرتے ہیں)۔ (سیر اعلام النبلاء ۸/ ۴۴۷)

مدائنی کا موقف یہ ہے کہ یزید اور اس کے محبین سب سے خراب جہنمی ہیں لہذا ثابت ہوا کہ محمد بن حنفیہ کی جانب منسوب روایت جس میں یزید کی تعریف وتوصیف ہے مدائنی کے نزدیک نا قابل قبول و باطل ہے۔۔۔

بالفرض اس روایت کو مان بھی لیا جائے تو یزید کی تعریف سے متعلق یہ روایت اس وقت کی ہے جب کہ یزید کے فسق وفجور کی شہرت نہیں ہوئی تھی۔ کیوں کہ روایت کے الفاظ خود بتاتے ہیں کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ اہل مدینہ کو یزید کے فسق وفجور کی خبر رفتہ رفتہ پہنچ رہی تھی اور لوگ وفد کی صورت میں حقیقت حال معلوم کرنے کے لئے شام آتے تھے۔ یزید کے ظلم وستم کے خوف سے بیعت سے انکار نہیں کرتے تھے

لیکن اس کے فسق وفجور کا مشاہدہ کر کے مدینہ واپس جاتے تھے اور اس کا چرچا کرتے تھے۔ ممکن ہے جس وقت حضرت محمد بن حنفیہ یزید کے پاس آئے ہوں اس وقت یزید کو نماز پڑھتے ہوئے، بظاہر سنت کی پیروی کرتے ہوئے اور مسائل فقہیہ دریافت کرتے ہوئے پائے ہوں۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے اس کو شراب پیتے ہوئے، نماز ضائع کرتے ہوئے اور گناہ کا ارتکاب کرتے ہوئے نہ دیکھا ہو اور اس وقت تک یزید کے فسق وفجور کی عام شہرت بھی نہ ہوئی ہو لہذا اپنے مشاہدہ کی بنیاد پر انہوں نے عبداللہ بن مطیع وغیرہ کی بات نہ مانی ہو۔ کیوں کہ حضرت عبداللہ بن مطیع اور ان کے اصحاب حضرت محمد بن حنفیہ سے یہی مطالبہ کر رہے تھے کہ یزید کے خلاف جنگ کرنے کے لئے آپ آمادہ ہو جائیں۔ لیکن انہوں نے یہ پیش کش قبول نہ کی۔ جیسا کہ محمد بن حنفیہ کے یہ الفاظ خود بتا رہے ہیں:

مااستحل القتال علی ماتریدوننی علیه تابعا ولا متبوعا ____

ترجمہ: جس بات پہ تم مجھ سے یزید کے ساتھ قتال کرنے کا مطالبہ کر رہے ہو میں قتال کو حلال نہیں سمجھتا۔ نہ یزید کے تابع ہو کر نہ اس کا قائد ہو کر ____ (البدایہ والنہایہ ۸/۲۲۳)

حضرت محمد بن حنفیہ نے اپنا مشاہدہ بیان کیا تھا۔ اس سے یزید کا فاسق فاجر نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ کیوں کہ فاسق وفاجر بھی کبھی نمازیں پڑھتا ہے۔ سنتوں پر عمل کرتا ہے اور مسائل فقہیہ دریافت کرتا ہے۔ فاسق ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت اور ہر شخص کے سامنے فسق کا عمل کرے ____ کسی کے سامنے تصنع وریاکاری کے طور پر نیک عمل کرنا صرف اس سے خوف یا مالی منفعت کی طمع کی بنیاد پر نہیں ہوتا۔ بلکہ آدمی

کبھی کسی کی تعریف وتوصیف کا خواہاں ہوتا ہے تو بھی اس کے سامنے دکھاوے کے طور پر عمدہ عمل کرتا ہے اور برائیوں سے بچتا ہے۔ یزید کا بھی یہی حال تھا۔ اس نے حضرت محمد بن حنفیہ کے سامنے دکھاوے کے طور پر نمازوں کی پابندی کی تھی اور برائیوں سے پرہیز کیا تھا۔ تاکہ امام حسین کے بھائی جب اہل مدینہ میں جاکر یزید کی تعریف کریں گے تو لوگ سمجھیں گے کہ یزید نیک اور صالح ہے۔ لہذا لوگوں میں اس کے خلاف بغاوت کا جذبہ پیدا نہیں ہوگا ___ یہی وجہ ہے کہ جب محمد بن حنفیہ نے عبداللہ بن مطیع اور ان کے اصحاب کے سامنے اپنا مشاہدہ بیان کیا تو لوگوں نے جواب دیا:

فانّ ذالك كان منه تصنعا لك ___ یزید کا آپ کے سامنے نمازیں پڑھنا، سنتوں پر عمل کرنا اور مسائل فقہیہ پوچھنا تصنع وریاکاری کے طور پر تھا ___ (مصدر سابق)

تیسری وجہ: امام ابن کثیر نے مدائنی کی اس روایت کو محض ایک روایت کے طور پر نقل کیا ہے، جو ایک مورخ کا اسلوب ہے کہ وہ موافق ومخالف دونوں قسم کی روایات نقل کرتا ہے پھر ضرورت کے مطابق اس پر اپنی رائے بھی پیش کرتا ہے ___

امام ابن کثیر کے نزدیک یہ روایت ناقابل قبول ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ان کے نزدیک بھی یزید فاسق وفاجر تھا بلکہ اس سے محبت رکھنے والے کو ابن کثیر نے ناصبی گمراہ لکھا ہے (البدایہ والنہایہ ۶/ ۲۵۶)

امام ابن کثیر نے یہ بھی لکھا ہے کہ یزید کا سب سے بڑا عیب یہ تھا کہ وہ شرابی تھا اور بعض فواحش کا ارتکاب بھی کرتا تھا اور قتل حسین سے خوش تھا۔ حسین کا قتل اس کو بُرا نہیں لگا۔ (البدایہ والنہایہ ۸/ ۲۵۴)

معلوم ہوا کہ مدائنی کے حوالے سے جس روایت کو ابن کثیر نے یزید کی مدح وثنا کے تعلق سے محمد بن حنفیہ کے حوالے سے نقل کی ہے وہ محض ایک روایت کی حیثیت سے ہے۔امام ابن کثیر کے نزدیک وہ روایت مقبول ہوتی تو وہ یزید کے بارے میں اپنا موقف وہ نہیں رکھتے جو اوپر مذکور ہوا ____

شیخ سنابلی نے امام ذہبی کی تاریخ الاسلام کے حوالے سے بھی حضرت محمد بن حنفیہ کی روایت کو نقل کیا ہے وہ بھی مدائنی کی روایت سے منقول ہے ____ امام ذہبی کے نزدیک بھی یہ روایت نامقبول ہے۔اس کی دلیل یہ ہے کہ اس روایت کے ناقل امام ذہبی خود اس کے خلاف اپنا موقف رکھتے ہیں۔

چنانچہ انہوں نے تاریخ اسلام ہی میں یہ لکھا ہے کہ یزید امام حسین اور اہل بیت کے قتل پر خوش ہوا اور ان کے قتل سے راضی ہوا اور ذہبی نے یہ بھی لکھا کہ اس نے قتل حسین کو عظیم گناہ تصور کر کے نہیں بلکہ لوگوں کے لعن طعن کے خوف سے ابن زیاد کو لعن طعن کیا تھا۔جیسا کہ امام ذہبی نے یزید کا یہ قول نقل کیا ہے:

فابغضني بقتله المسلمون ___ حسین کے قتل کی وجہ سے مسلمانوں کے نزدیک میں مبغوض ہوگیا۔(تاریخ الاسلام ۲/ ۵۷۸)

علاوہ ازیں امام ذہبی نے سیر اعلام النبلاء میں یزید کو ناصبی (حضرت علی اور اہل بیت کا دشمن) شرابی، بدکار، قاتلِ حسین، مدینہ پر حملہ کرنے والا، بدخلق، سخت دل اور اکھڑ لکھا ہے۔(سیر اعلام النبلاء ۵/ ۱٦)

معلوم ہوا کہ مدائنی کی مذکورہ روایت امام ذہبی کے نزدیک نامقبول ومردود ہے ورنہ

اس روایت کے خلاف اپنا موقف ظاہر نہ کرتے۔۔۔۔۔

شیخ سنابلی کے لئے امام مدائنی کا تحفہ

امام مدائنی کی سند سے مروی محمد بن حنفیہ کی روایت کو شیخ سنابلی نے معتبر و مقبول مانتے ہوئے یزید کو بزعمِ خود نیک و صالح ثابت کر دیا ہے اس لئے مناسب ہے کہ امام مدائنی کی سند سے شیخ سنابلی کی خدمت میں ایک ایسا بے مثال تحفہ پیش کر دیا جائے جسے پاکر شیخ سنابلی کو دن میں تارے نظر آنے لگیں گے۔۔۔۔۔ شیخ سنابلی صاحب نے بڑا زور دار دعویٰ کیا ہے کہ "واقعۂ حرہ میں خواتین کی عصمت دری ثابت نہیں" پھر یزید کی حمایت کی آڑ میں جی بھر کر مدینہ منورہ کے بہت سے صحابۂ کرام مثلاً حضرت معقل بن سنان، حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم، حضرت معاذ بن حارث انصاری، حضرت بشیر بن ابی مسعود انصاری وغیرہ جو یزید کے فسق و فجور کی وجہ سے یزید کی بیعت سے انکار کرنے والے تھے اور جس کے نتیجے میں یزید کے لشکر نے انہیں ظلماً قتل کیا تھا، ان کو اور ان کے حمایتی مہاجرین و انصار کو شیخ سنابلی نے جی بھر کر گالیاں دی ہیں۔۔۔۔۔ انہیں "شر پسند، سبائیت زدہ لوگ، اسلام کے دشمن، شرانگیزی کرنے والے، دہشت گرد" کہا ہے۔ (ماہنامہ اہل السنہ دسمبر ممبئی جلد ۳ شمارہ ۲۶ ص ۲۹)

اب آیئے امام مدائنی کی سند سے ہم ثابت کرتے ہیں کہ واقعۂ حرہ میں خواتین کی عصمت دری کا واقعہ صحیح سند سے ثابت ہے۔۔۔۔۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں:

قال المدائنی عن ابی قرة قال قال ھشام بن حسّان ولدت الف امرأة

بعد الحرۃ من غیر زوج ——

ترجمہ: مدائنی نے کہا کہ ابوقرہ سے مروی ہے۔انہوں نے کہا کہ ہشام بن حسان نے کہا کہ واقعۂ حرہ کے بعد ایک ہزار عورتوں نے بغیر شوہر کے بچے جنے۔(البدایہ والنہایہ ۸/۲۲۲)

اس عنوان کو لکھنے کے دوران شیخ سنابلی کے مقالے میں مدائنی کی اس روایت پر یہ اعتراض نظر آیا——

شیخ سنابلی کا اعتراض

''یہ روایت (ہشام بن حسّان کی) بھی باطل و مردود ہے —— کیوں کہ اسے بیان کرنے والے ہشام بن حسان بصری کی وفات ۱۴۸ھ ہے (ابن سعد نے ۱۴۴ھ لکھا ہے۔ ۱/ ۷۷ ۳۔۱۲ رضا)۔یہ صغار تابعین کے دور کے ہیں اور حرہ کا زمانہ انہوں نے (نہیں) پایا اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔لہٰذا یہ بے حوالہ بات مردود و باطل ہے''

اعتراض کا جواب

سنابلی صاحب! ہشام بن حسان نے حرہ کا زمانہ نہیں پایا ہے اس کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے۔پھر اگر زمانہ نہ بھی پایا ہو تو ان کی روایت نامقبول ہے اس کی کیا دلیل ہے؟۔جب کہ ہشام بن حسان ثقہ صدوق، بخاری کے راوی نے اس روایت کو ذکر کیا ہے تو بلا دلیل اس پر بدگمانی کرتے ہوئے یہ شیطانی خیال دل میں جما لینا کہاں کی ایمان داری ہے کہ ہشام بن حسان نے واقعۂ حرہ کا زمانہ پایا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں اس لئے ان کی روایت باطل و مردود ہے؟۔اگر شیخ سنابلی یزید و ابن زیاد کی محبت و وفاداری نبھانا چاہتے ہیں تو کسی دلیل سے ثابت کریں کہ ہشام بن حسان نے واقعۂ

حرہ کا زمانہ نہیں پایا ہے اور حرہ کا زمانہ پانے والے کسی تابعی کا زمانہ بھی نہیں پایا اور کسی سے سنا بھی نہیں ہے۔حالاں کہ وہ ثقہ صدوق تابعی، بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔حضرت عکرمہ، ہشام بن عروہ، ابن سیرین جیسے جلیل القدر اکابر تابعین سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

ابن سیرین نے حضرت ابو ہریرہ، ابن عباس، ابن عمر، انس بن مالک، عمران بن حصین، اور عدی بن حاتم رضی اللہ عنہم سے سماع کیا ہے اور اُن سے قرہ بن خالد، ہشام بن حسان، عوف الاعرابی اور مہدی بن میمون وغیرہم نے سماع کیا ہے۔(سیر اعلام النبلا ۴/۶۰۷)

ابن سیرین حضرت عمر کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے۔(صحیح یہ ہے کہ حضرت عثمان کے دورِ خلافت میں پیدا ہوئے۔جیسا کہ امام ذہبی نے تاریخ اسلام میں لکھا ہے۔۱۲رضا)اور ۱۱۰ھ میں وفات پائے۔انہوں نے واقعۂ حرہ کا زمانہ پایا ہے۔ان کے بارے میں ہشام بن حسان نے فرمایا ہے:ادرك محمد ثلاثين صحابيا ـــــ محمد بن سیرین نے ۳۰ صحابہ کو پایا ہے۔(سیر اعلام النبلا ۴/ ۶۰۷)

علاوہ ازیں ہشام بن حسان کا سماع حوشب سے بھی ثابت ہے۔چنانچہ جریر بن حاتم نے کہا کہ جو روایت ہشام بن حسان نے حسن بصری سے ذکر کی ہے وہ درحقیقت حوشب کے واسطے سے ہے ـــــ علی بن مدینی فرماتے تھے کہ ہمارے اصحاب ہشام بن حسان کی حدیث کو ثابت مانتے تھے۔(طبقات المدلسین لابن حجر عسقلانی ۱/ ۴۷)

جب جلیل القدر محدث و ناقدِ حدیث علی بن مدینی اور ان کے اصحاب ہشام بن حسان کی حدیث کو ثابت و مقبول مانتے ہیں تو شیخ سنابلی کتنے بڑے محدث ہیں کہ ان کی روایت کو نامقبول و مردود ٹھہرا رہے ہیں؟ جب کہ یہ بات محقق و ثابت ہو چکی کہ ہشام

بن حسان نے شہر بن حوشب اور حوشب سے سنا ہے اور شہر بن حوشب تابعی واقعہ حرہ کے چشم دید گواہوں میں ہیں جیسا کہ حوالہ ماقبل میں گزرا اور حوشب کی وفات ۹۱ ھ ہے (تاریخ الاسلام للذہبی ۲/ ۱۰۸۷) نیز امام ابوداؤد نے فرمایا کہ ہشام بن حسان کے پاس حوشب کی کتابیں تھیں (اکمال تہذیب الکمال ۱۲/ ۱۴۰) اور حوشب نے بھی حرہ کا زمانہ پایا ہے اور ہشام بن حسان کا حوشب سے سننا ثابت ہے۔ علاوہ ازیں امام حسن بصری سے ہشام بن حسان کا سماع ثابت ہے بلکہ انہوں نے دس سال ان کی صحبت میں گزارے ہیں (التاریخ الکبیر ۸/ ۱۹۷) اور حسن بصری نے حرہ کا زمانہ پایا ہے۔

ہشام بن حسان کا سماع محمد بن سیرین سے بھی ثابت ہے اور محمد بن سیرین متوفی ۱۱۰ ھ نے حرہ کا زمانہ پایا ہے۔ قتلِ حسین سے متعلق ان کی ایک روایت کو ابن سعد نے سند صحیح کے ساتھ ذکر کیا ہے وہ یہ ہے:

حدثنا عفان بن مسلم قال حدثنا حماد بن زید عن هشام بن حسان عن محمد بن سیرین قال: لم تر هذه الحمرة في آفاق السماء حتى قتل حسين بن علي رضي الله عنه ____

ترجمہ: ہم سے بیان کیا عفان بن مسلم نے انہوں نے کہا۔ ہم سے بیان کیا حماد بن زید نے ہشام بن حسان سے۔ انہوں نے محمد بن سیرین سے۔ انہوں نے فرمایا کہ آسمان میں سرخی دیکھی نہیں گئی یہاں تک کہ حسین رضی اللہ عنہ قتل کیے گئے۔ (الطبقات ۱/ ۵۰۷)

اس روایت کی سند کو محمد بن صامل سلمی نے اسنادہ صحیح کہا۔ (حاشیۂ روایت ۴۷۵)

تو شیخ سنابلی کا محض بدگمانی کی بنیاد پر یہ کہنا کیسے درست ہوگا کہ ہشام بن حسان نے حرہ

کا زمانہ نہیں پایا اس لئے ان کی روایت مردود ہے؟ ہم علی بن مدینی اور دیگر ناقدین حدیث کے قول پر عمل کرتے ہوئے ہشام بن حسان کی روایت کو صحیح مانیں یا دورِ حاضر کے یزیدی عالم شیخ سنابلی کی بات مان کر ان کی روایت کو مردود و نامقبول مانیں۔؟ قارئین کے انصاف پر چھوڑتے ہیں۔

شیخ سنابلی کا اور ایک دھوکہ

امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ مغیرہ بن مقسم ضبی کی ایک روایت نقل کی ہے کہ:

"مسرف بن عقبہ نے (واقعۂ حرہ میں) مدینہ میں تین دنوں تک لوٹ مچائی اور مغیرہ کا یہ کہنا ہے کہ اس میں ایک ہزار کنواری لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی"

(دلائل النبوۃ للبیہقی ۶/ ۴۷۵)

اس روایت کو امام ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں، امام ذہبی نے تاریخ اسلام میں اور امام سیوطی نے تاریخ الخلفاء میں بھی ذکر کیا ہے۔

اس کی سند پر شیخ سنابلی نے کلام کرتے ہوئے یہ لکھا ہے:

"یہ روایت کئی وجوہ کی بنا پر باطل و مردود ہے" پھر اس کی دو وجہیں ذکر کی ہیں:

"اولاً مغیرہ بن مقسم الضبی نے اپنا ماخذ نہیں بتایا ہے" ان کی وفات ۱۳۶ھ میں ہوئی ہے۔ کبار تابعین سے ان کی ملاقات ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا انہیں واقعۂ حرہ کا دور ملا ہی نہیں"

اس پر عرض ہے کہ کبار تابعین سے ان کی ملاقات ثابت نہیں اس پر کون سی دلیل ہے؟ بے دلیل سنابلی کی بات کیوں کر معتبر ہوگی؟ حالاں کہ سنابلی صاحب کی بات کے

خلاف پر دلیل موجود ہے۔مغیرہ بن مقسم ضبی صغار تابعین میں سے ہیں اور انہوں نے کبار تابعین سے روایات لی ہیں۔۔۔۔۔بلکہ اُن سے بعض تابعین نے روایات لی ہیں۔

امام ذہبی لکھتے ہیں:

الامام العلامة الثقة ابوهشام الضبي مولاهم الكوفي الاعمى الفقيه يلحق بصغار التابعين لكن لم اعلم له شيئا عن احد من الصحابة ۔حدث عن ابي وائل و مجاهد النخعي والشعبي وعكرمة وام موسىٰ سُرّية علي رضي الله عنه ۔و ابي رزين الاسدي ونعيم بن ابي هند و معبد بن خالد وعبدالرحمن بن ابي نعيم ،ابي معشر زياد بن حبيب ،والحارث العكلي وسعد بن عبيدة وسماك بن حرب وعدة۔۔۔۔۔۔

ترجمہ: امام علامہ ثقہ، ابو ہشام ضبی کوفی اعمیٰ فقیہ صغار تابعین میں داخل ہیں۔مجھے صحابہ سے ان کی کوئی روایت معلوم نہیں ۔ انہوں نے ابو وائل ،مجاہد، ابراہیم نخعی، شعبی، عکرمہ، ام موسیٰ (حضرتِ علی کی باندی) ابورزین اسدی، نعیم بن ابی ہند، معبد بن خالد، عبدالرحمٰن بن ابی نُعم، ابو معشر زیاد بن حبیب، حارث عکلی، سعد بن عبیدہ اور سماک بن حرب اور متعدد حضرات سے روایات لی ہیں۔۔۔۔۔

☆ ابو وائل شقیق بن سلمہ کبارِ تابعین میں سے ہیں۔صحاح ستہ کے راوی ہیں۔حضرت عمر بن عبدالعزیز کے دورِ خلافت میں وفات ہوئی۔نبی کریم ﷺ کا زمانہ پایا لیکن ملاقات نہ ہو سکی۔حضرت عمر، عثمان، علی، ابن مسعود وغیرہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے روایات لی ہیں۔(سیر اعلام النبلاء ۴/۱۶۱) ان سے مغیرہ بن مقسم ضبی نے روایت لی ہے۔

☆ ابورزین اسدی (وفات: ۸۵ھ) ۔کبارِ تابعین میں سے تھے ۔بخاری نے الادب المفرد میں اور باقی اصحاب صحاح نے اپنی کتابوں میں ان کی روایات ذکر کی ہیں ۔(یزیدی حکام نے اہل بیت کی حمایت کی بناپر)بصرہ کی جامع مسجد کے منارے پر ان کی گردن ماری تھی اور سر کو پھینک دیا تھا۔ان سے مغیرہ بن مقسم ضبی نے روایت سنی ہے ۔(تاریخ الاسلام للذہبی ۲/۱۱۹۵)

اور لکھتے ہیں:

ان سے سلیمان التیمی (تابعی) شعبہ ، الثوری،،زائدہ ،زہیر ،ابوعوانہ،ہشیم ، ابراہیم بن طہمان ،اسرائیل ،الحسن بن صالح ،سعیر بن الخمس ،مفضل بن المہلہل ، ابوالاحوص ،جریر بن عبدالحمید ،ابوبکر بن عیاش ،خالد بن عبداللہ الطحان ،عمر بن عبید ، بشر بن قاسم ،المفضل بن محمد النحوی ،منصور بن ابی الاسود ،محمد بن فضیل وغیرہم نے روایات لی ہیں (سیر اعلام النبلاء ۱۱/۶)

ہم نے معتبر حوالوں سے ثابت کردیا کہ مغیرہ بن مقسم ضبی کی اکابر تابعین سے نہ صرف ملاقات بلکہ احادیث کا سماع بھی ثابت ہے ۔کیا اب بھی یزید کی روح کو خوش کرنے کے لئے شیخ سنابلی یہی کہیں گے کہ مغیرہ بن مقسم ضبی کی کبارِ تابعین سے ملاقات ثابت نہیں؟ ۔ہم نے دلیل سے ثابت کردیا کہ واقعۂ حرہ میں خواتین کی عصمت دری کا ثبوت صحیح سند سے ہے اور اسلافِ امت نے اس کو بلا نکیر نقل کیا ہے جو اس کے صحیح ہونے کی دلیل ہے ۔

سنابلی کے نزدیک حرہ میں شہید ہونے والے صحابہ کے سوءِ خاتمہ کا خوف ہے

شیخ سنابلی نے تاریخ خلیفہ، ابن خیاط کے حوالے سے زینب ربیبۂ رسول ﷺ کی ایک روایت نقل کی ہے۔ ان کے دو بیٹے جنگ حرہ میں یزیدی لشکر کے ہاتھوں قتل کیے گئے تھے۔ ایک بیٹا جنگ میں شریک نہیں تھا پھر بھی یزیدیوں نے گھر میں گھس کر انہیں قتل کیا اور دوسرا بیٹا جنگ میں شریک ہوا اور قتل کیا گیا۔۔۔۔ زینب ربیبۂ رسول ﷺ کے سامنے جب ان کے دونوں بیٹوں کی لاش لائی گئی تو انہوں نے کہا: "ان دونوں کی موت میرے لئے بڑی مصیبت ہے۔ بڑی مصیبت یہ ہے کہ ایک بیٹا جنگ سے باز رہا پھر بھی قتل کیا گیا میں اس سے پر امید ہوں اور اس سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ دوسرا جنگ میں شریک ہوا اور مارا گیا۔ مجھے اس پر خوف ہے۔۔۔۔" (تاریخ خلیفہ ا/۲۳۹)

حضرت زینب کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ میرا جو بیٹا ظلماً قتل کیا گیا، اس پر مجھے کوئی خوف نہیں کیوں کہ وہ شہید ہے۔ اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہوگا۔ وہ جنتی ہے۔۔۔۔ لیکن دوسرا بیٹا جنگ میں شریک تھا۔ اور یہ جنگ اسلامی جہاد نہیں تھا کیوں کہ کفر و ایمان کے درمیان یہ جنگ نہیں تھی۔ بلکہ مسلمانوں کے درمیان تھی، اگر چہ دوسرا فریق یزید اور اس کا لشکر ظالم و فاسق تھا۔ لہذا مجھے خوف ہے کہ میرے پہلے بیٹے کو جو اجر و ثواب ملے گا وہ دوسرے بیٹے کو نہیں ملے گا۔ پوری روایت میں کہیں یہ الفاظ نہیں کہ "میں اس کے سوء خاتمہ سے ڈرتی ہوں" اصل روایت کے الفاظ یہ ہیں "فانا اخاف علیہ"۔۔۔۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ "میں اس پر خوف کرتی ہوں" لیکن شیخ سنابلی نے یزیدیوں کی حمایت کے جذبے میں اس کا ترجمہ یہ لکھا: "میں اس کے

سوء خاتمہ سے ڈرتی ہوں'' پھر سنابلی نے یہ لکھا: غور کریں مدینہ کی یہ عظیم فقیہ اپنے اس بیٹے کی موت کو بڑی مصیبت بتا رہی ہیں اور اس کے سوء خاتمہ سے ڈرتی ہیں جس نے یزید کے خلاف لڑائی میں حصہ لیا تھا۔ (ماہنامہ اہل السنۃ ممبئی دسمبر ۲۰۱۳)

اس کا مطلب یہی ہے کہ شیخ سنابلی کے نزدیک وہ تمام صحابۂ کرام مثلاً حضرت معقل بن سنان اشجعی، حضرت عبداللہ بن زبیر وغیرہم اور تابعینِ مہاجرین وانصار جنھوں نے یزیدی لشکر کے مقابلے میں تلوار اٹھائی اور جنگ حرہ میں قتل ہوئے سب پر سوء خاتمہ کا خوف ہے۔ اس کے برخلاف یزیدی لشکر کا جو بھی شخص اس جنگ میں مارا گیا ہے وہ شہید وجنتی ہے ــــــ انا للہ وانا الیہ راجعون ــــــ صد ہزار لعنت ہے ایسی بدعقیدگی پر اور تُف ہے ایسی یزیدی فکر پر ــــــ اللہ تعالیٰ سنابلی جیسے یزیدیوں کی گمراہ گری سے امت مسلمہ کو محفوظ رکھے۔ آمین۔

شیخ سنابلی جی! آنکھیں کھول کر دیکھ لیں کہ امام ابن عساکر نے زینب ربیبۂ رسول ﷺ کے دونوں صاحبزادوں کو ان مقتول صحابۂ کرام کے زمرے میں رکھا ہے جنہیں یزیدی لشکر نے حرہ میں ظلماً قتل کیا تھا۔ ابن عساکر لکھتے ہیں:

''پھر مُسرف، صحابیِ رسول حضرت معقل بن سنان اشجعی کو سامنے لایا اور ظلماً انہیں قتل کر دیا۔ پھر فضل بن عباس بن ربیعہ کو سامنے لایا اور ظلماً قتل کر دیا۔ اور ابوبکر بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب، ابوبکر بن عبداللہ بن عمر بن خطاب، یعقوب بن طلحہ بن عبیداللہ اور ربیبۂ رسول زینب کے دونوں بیٹوں کو ظلماً قتل کر دیا۔ (تاریخ دمشق ۱۶۹/۷۴)

ابن عساکر کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت زینب کے دونوں بیٹوں کو یزیدی لشکر

نے ظلماً قتل کیا تھا۔لیکن حضرت زینب کو اپنے دوسرے بیٹے کے بارے میں یہ علم نہیں تھا کہ انہیں پہلے بیٹے کی طرح قتل کیا گیا ہے اس لئے انہیں خوف ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا دوسرا بیٹا یزید کی حمایت میں تلوار اٹھایا ہو۔ایسی صورت میں مجھے اس کی عاقبت کا خوف ہے۔۔۔۔

شیخ سنابلی کے لئے درسِ عبرت

سنابلی جی! آپ کو اپنے بھائیوں کی صفائی کے لئے تاریخ خلیفہ کی حضرت زینب والی روایت مل گئی اور اسی کے نیچے حضرت ابو سعید خدری کی روایت نظر نہیں آئی۔کہ حضرت ابو سعید خدری کو ایک شامی یزیدی نے تلوار گردن سے لٹکائے ہوئے غار کے دروازے پہ دیکھا تو حضرت ابو سعید خدری نے اس شامی کے سامنے تلوار رکھتے ہوئے کہا: لو مجھے قتل کرو تا کہ کل تم پر میرے اور تمہارے گناہ کا بوجھ آجائے اور تم جہنمی بن جاؤ اور وہی ظالموں کا بدلہ ہے۔تو اس نے کہا: آپ ہی ابو سعید خدری ہیں؟ آپ نے کہا: ہاں۔تو اس پر یزیدی شامی نے آپ سے درخواست کی: فاستغفر لی۔۔۔۔ میرے لئے اللہ سے مغفرت کی دعا کیجئے۔حضرت ابو سعید خدری نے اس کے لئے مغفرت کی دعا کی۔۔۔۔(تاریخ خلیفہ/۲۳۹)

سنابلی جی! اب آپ کیا کہیں گے۔صحابیِ رسول حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے تو یزیدی لشکر کو جہنمی فرمایا اور انہیں ظالموں میں شمار فرمایا۔نیز آپ کی طرف قتل کا ہاتھ بڑھانے والا یزیدی شامی اپنے آپ کو ظالم تصور کیا اور اس نے اپنے ظلم پر شرمندہ ہو کر حضرت ابو سعید خدری سے اپنے لئے دعاء مغفرت کی درخواست کی۔ کاش! سنابلی صاحب کو بھی یزید اور یزیدیوں کی حمایت کے ظلم سے توبہ و استغفار کی توفیق نصیب ہو جائے۔ورنہ سنابلی صاحب کو یزیدیوں کے ساتھ ہی اپنا حشر کروانے

کی ضد ہے تو کوئی کیا کر سکتا ہے؟ المرء مع من احب ـــــ آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہے ـــــ (متفق علیہ)

قتلِ حسین پر یزید کا مگرمچھ کے آنسو بہانا

برادران یزید، یزید کی طرف سے صفائی دیتے ہوئے یہ بھی کہتے ہیں کہ قتل حسین سے یزید کو بڑا رنج وغم ہوا تھا اس لئے اس پر اس نے آنسو بہائے تھے ـــــ حالانکہ تاریخی حقائق کا تجزیہ صاف واضح کرتا ہے کہ قتلِ حسین سے یزید کو خوشی حاصل ہوئی تھی ۔ابن زیاد نے یزید کے حکم سے امام حسین کو قتل کروایا تھا ـــــ اس حقیقت کو تاریخی شواہد سے ہم مدلل کرتے ہیں:

ابتداء میں جب امام حسین کا سر یزید کے سامنے پیش کیا گیا اور اہل بیت اطہار قیدی بنا کر اس کے سامنے لائے گئے تو یزید کو اس سے خوشی ہوئی اور اس نے ابن زیاد کو دادِ تحسین سے نوازا اور خوشی کا اظہار کیا۔لیکن جب عام لوگوں کی طرف سے یزید پر لعن طعن اور مذمت کا سلسلہ شروع ہوا اور اسے خوف ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اہل شام ہی اس کے خلاف طوفان برپا کردیں گے تو اس نے مگرمچھ کے آنسو بہانا شروع کیا اور تصنع وریاکاری سے ابن زیاد کو برا بھلا کہنا شروع کیا ـــــ یہ بات ابن الاثیر کے درج ذیل اقتباس سے ظاہر ہے۔وہ لکھتے ہیں:

لما وصل رأس الحسین الیٰ یزید حسنت حال ابن زیاد عنده ووصله وسرّه مافعل ثم لم یلبث الا یسیرا حتی بلغه بغض الناس ولعنهم وسبهم فندم علیٰ قتل الحسین ـــــ

ترجمہ: جب حسین کا سر یزید کے پاس پہنچا تو یزید کے نزدیک اس کا حال بڑا اچھا ہوا۔ یزید نے اس کو اور زیادہ انعام و اکرام سے نوازا اور اس کے کرتوت پر اپنی خوشی کا اظہار کیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد جب اس کے پاس یہ خبر پہنچی کہ اس کی حرکت سے لوگوں میں اس کے خلاف بغض امنڈ پڑا ہے اور لوگ اس پر لعنت برسا رہے ہیں اور گالیاں بک رہے ہیں تو قتل حسین پر اپنی ندامت ظاہر کی۔(الکامل فی التاریخ ۱۹۰/۳)

قارئین کرام: فیصلہ کریں کیا یزید کا یہ طرز عمل اس بات کا ثبوت نہیں کہ ابن زیاد نے یزید کے حکم سے امام حسین کو قتل کیا تھا ـــــ مزید اطمینان کیلئے خود ابن زیاد کا بیان ملاحظہ کریں:

☆ ابن زیاد نے مسافر بن شریح الیشکری سے کہا تھا:

اما قتلی الحسین فانه اشار الیّ یزید بقتله او قتلی فاخترت قتله ـــــ

ترجمہ: میں نے حسین کو قتل اس لئے کیا کہ یزید نے مجھے حکم دیا تھا کہ یا تو تم حسین کو قتل کرو یا تمہیں قتل کیا جائے گا۔ تو میں نے حسین کے قتل کو پسند کیا۔(الکامل فی التاریخ ۳۲۴/۳)

☆ علامہ جلال الدین سیوطی تحریر فرماتے ہیں:

فکتب یزید الی والیه بالعراق عبیدالله بن زیاد بقتاله فوجه الیهم جیشا اربعة آلاف علیهم عمرو بن سعد بن ابی وقاص ـــــ

ترجمہ: یزید نے اپنے والیِ عراق عبید اللہ بن زیاد کو حکم نامہ بھیجا کہ وہ حسین سے جنگ کرے۔ چنانچہ ابن زیاد نے چار ہزار کا لشکر حسین اور ان کے ہمراہیوں کے خلاف بھیجا۔ جس کا امیر عمرو بن سعد بن ابی وقاص تھا ـــــ (تاریخ الخلفا ۱/ ۱۵۷)

☆ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

قال ابوعبیدة معمر بن المثنی ان یونس بن حبیب الجرمی حدثه قال:

لما قتل ابن زیاد الحسین ومن معه بعث برؤوسهم الیٰ یزید فسرّبقتله اوّلا

وحسنت بذالك منزلة ابن زیاد عنده ثم لم یلبث الّاقلیلا حتی ندم ـــــــ

ترجمہ: ابوعبیدہ معمر بن مثنی نے کہا کہ یونس بن حبیب الجرمی نے ان سے بیان کیا کہ: جب ابن زیاد نے حسین (علیہ السلام) اور آپ کے مصاحبین کو قتل کیا اور ان کے سروں کو یزید کے پاس بھیجا تو حسین کے قتل سے یزید کو پہلے خوشی حاصل ہوئی اور اس کے نتیجے میں اس کے نزدیک ابن زیاد کو اچھا مقام ملا پھر تھوڑی دیر کے بعد اس نے اپنی ندامت ظاہر کی۔(البدایہ والنہایہ ۴/۲۵۴)

یزید کا قتلِ حسین پر اظہار ندامت محض دکھاوا تھا۔تا کہ عام لوگوں کے لعن طعن اور ملامت سے خود کو محفوظ رکھ سکے۔دیکھئے یزید کے الفاظ خود بتا رہے ہیں۔یزید نے یہ کہا تھا:

فبغضنی بقتله الی المسلمین وزرع لی فی قلوبهم العداوة فابغضنی البر والفاجر بما استعظم الناس من قتلی حسینا ـــــــ

ترجمہ: ابن زیاد نے قتلِ حسین کے ذریعہ مسلمانوں میں میرے خلاف بغض پیدا کر دیا اور ان کے دلوں میں میری عداوت کا بیج ڈال دیا۔اب مجھ سے ہر نیک و بد انسان بغض رکھتا ہے۔ کیوں کہ حسین کو میرا قتل کرنا لوگوں کے نزدیک عظیم گناہ ہے۔(البدایہ والنہایہ ۸/ ۲۵۵)

قارئین کرام۔یزید کے جملوں میں غور کریں۔اس کے ایک ایک لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس نے لوگوں کے خوف سے قتلِ حسین پر اپنی ندامت کا اظہار کیا تھا۔نہ اسے خوفِ آخرت پریشان کیا تھا نہ بارگاہ رسول میں جواب دہی کا احساس ـــــــ

قتلِ حسین کا یزید کو کوئی غم نہ تھا۔ اس بدبخت کے نزدیک یہ عظیم گناہ نہیں تھا بلکہ لوگوں کے نزدیک عظیم گناہ تھا۔ جبھی تو وہ یہ کہہ رہا ہے "حسین کو میرا قتل کرنا لوگوں کے نزدیک عظیم گناہ ہے"

☆ امام ابن کثیر اس پر اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

قلت: یزید بن معاویة اکثر مانقم علیه فی عمله شرب الخمر واتیان بعض الفواحش فاما قتل الحسین فانه کما قال جده ابوسفیان یوم احد لم یامر بذالك ولم یسؤه۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ یزید بن معاویہ کا سب سے زیادہ برا عمل اس کا شراب پینا اور بعض فواحش کا ارتکاب کرنا ہے۔ رہا حسین کا قتل تو وہی ہے جو یزید کے دادا ابوسفیان نے احد کے دن کہا تھا۔ (جب مسلمانوں کی لاشیں میدان میں دیکھی تھیں) میں نے اس کا حکم نہیں دیا ہے اور نہ مجھے یہ برا لگا۔ (البدایہ والنہایہ ۸/۲۵۴)

امام ابن کثیر کا موقف صاف ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک یزید بن معاویہ کو قتلِ حسین سے کچھ غم نہیں ہوا تھا بلکہ وہ اس سے راضی تھا۔

اہل بیت اطہار کے ساتھ یزید کی بدتمیزی

☆ ابن الاثیر لکھتے ہیں:

"امام حسین کی خواتین یزید کے دربار میں لائی گئیں۔ امام حسین کا سر یزید کے سامنے رکھا ہوا تھا۔ فاطمہ اور سکینہ امام حسین کی دو صاحبزادیاں امام کے سر کو دیکھنے کے لئے ایڑیاں اٹھا اٹھا کر بلند ہو رہی تھیں اور یزید آڑ کرنے کے لئے اس کے سامنے

دراز ہو کر کھڑا ہو رہا تھا۔ جب خواتین نے سر کو دیکھا تو سب کی چیخیں نکل پڑیں۔ یزید کی عورتوں کی بھی چیخیں نکلنے لگیں اور حضرت معاویہ کی بیٹیاں آہ و بکا کرنے لگیں ______

فاطمہ بنت حسین جو سکینہ سے بڑی تھیں، کہنے لگیں: کیا رسول اللہ ﷺ کی بیٹیاں قیدی ہیں اے یزید؟

یزید نے کہا: 　اے بھتیجی! میں اسے پسند نہیں کرتا۔

فاطمہ نے کہا: 　واللہ ہمارے کان کی بالیاں بھی نوچ لی گئیں ہیں۔

یزید نے کہا: 　تمہارے پاس جو آیا وہ اُس سے بہتر ہے جو تم سے لیا گیا ہے۔

ایک شامی آدمی اٹھا اور کہا: مجھے یہ (فاطمہ) دے دو۔

فاطمہ: 　شامی آدمی کی بات سن کر فاطمہ اپنی بڑی بہن زینب کے کپڑے میں چھپ گئیں۔

زینب: 　یہ بدتمیزی دیکھ کر زینب نے شامی آدمی سے کہا: تو جھوٹا اور کمینہ ہے۔ یہ حق نہ تجھے حاصل ہے نہ اس کو (یزید کو)

یزید: 　یہ سن کر یزید غضبناک ہوا اور کہا: واللہ تو جھوٹی ہے۔ یہ اختیار مجھ کو ہے۔ اگر میں کرنا چاہوں تو کر سکتا ہوں۔

زینب: 　واللہ ہرگز نہیں، اللہ نے تجھے یہ حق نہیں دیا ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ تو ہمارے دین سے نکل کر دوسرا دین اختیار کر لے۔

یزید: 　غصہ سے لال پیلا ہو کر تلوار کھینچتے ہوئے کہا: اب تم مجھ سے اس کا استقبال کرو گی۔ تمہارا باپ اور بھائی دین سے خارج ہوا ہے۔

زینب: 　اللہ کے دین اور میرے باپ، بھائی اور میرے جد کریم کے دین کے وسیلے

سے تیرا باپ اور تیرا بھائی ہدایت پایا ہے۔

یزید: اے دشمن خدا تو جھوٹی ہے۔

زینب: تو امیر ہے پھر بھی ظالم جیسا گالی دیتا ہے اور اپنے اقتدار سے ظلم کرتا ہے۔؟

یزید: شرمندہ ہو کر لاجواب ہو گیا ـــــ (الکامل فی التاریخ ۳/۱۸۹)

قارئین کرام: اہل بیت اطہار کی پردہ نشیں خواتین کے ساتھ یہ بدتمیزی و بدسلوکی کیا یہ ظاہر نہیں کرتی کہ یزید نے اہل بیت کی عداوت و بغض میں امام حسین کو قتل کروایا تھا اور ان پر بعد میں انعام و اکرام کرنا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا صرف دکھاوے اور ریاکاری کے طور پر تھا۔ اس سے یزید کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں کے اندر اس کے خلاف غیض و غضب کا ماحول نہ بنے اور اس کے ظلم و فسق کے خلاف عام بغاوت نہ ہو جائے ـــــ چنانچہ یزید شام و عراق میں تو اس مقصد میں کسی حد تک کامیاب رہا لیکن اہل مکہ و مدینہ کو اپنے ظلم کے خلاف لڑنے اور جان کی بازی لگانے سے روک نہ سکا۔ جس کے نتیجے میں واقعۂ حرہ اور حرم کعبہ پر حملے کا حادثہ پیش آیا۔ جس نے یزید کے ظلم کو دو آتشہ کر دیا۔

☆ یزید نے علی بن حسین (زین العابدین) سے کہا تھا:

ابوك الذی قطع رحمی و جهل حقی ونازعنی سلطانی فصنع الله به مارأیت ۔

ترجمہ: تمہارے باپ نے میرے رشتے کو کاٹا۔ میرا حق نہ پہچانا اور میری حکومت میں مجھ سے نزاع کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جو کچھ کیا تم نے دیکھا۔

اس پر علی بن حسین نے کہا: ما اصاب من مصیبة فی الارض ولا فی انفسکم الا

فی کتٰب من قبل ان نبرأھا ان ذٰلك علیٰ اللہ یسیر لکیلا تاسوا علیٰ ما فاتکم ولا تفرحوا بما اٰتکم واللہ لا یحب کل مختال فخور (الحدید ۲۲۔۲۳)

ترجمہ: زمین میں تمہاری جانوں کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ کتاب میں ہے قبل اس کے کہ ہم اسے پیدا کریں۔بے شک یہ (مصیبت کا پیدا کرنا) اللہ کے لئے آسان ہے۔اس لئے کہ غم نہ کھاؤ جو تمہارے ہاتھوں سے چلا جائے اور خوش نہ ہو اس پر جو تم کو دیا ہے۔بے شک اللہ کسی اترانے والے اور بڑائی کرنے والے کو پسند نہیں فرماتا ہے۔

پھر یزید نے کہا:وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم (الشوریٰ:۳۰)

ترجمہ: اور تم کو جو مصیبت پہنچی ہے وہ تمہارے کرتوت کی وجہ سے پہنچی ہے۔

یزید کی اس گفتگو سے امام حسین سے اس کی عداوت ودشمنی صاف عیاں ہے____

☆عمرو بن حسین چھوٹے بچے تھے۔ایک دن امام زین العابدین کے ساتھ یزید کے سامنے آگئے تو یزید نے اپنے بیٹے خالد بن یزید کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: کیا تم اس سے لڑو گے؟

عمرو بن حسین نے کہا: مجھے ایک چُھری دو اور اسے ایک چُھری دو پھر دیکھو میں اس سے لڑتا ہوں۔یہ سن کر یزید نے انہیں دبوچا اور کہا:شنشنة اعرفھا من اخزم ھل تلد الحیة الا حیة ____ ترجمہ: سانپ کی خصلت مجھے معلوم ہے۔سانپ کا بچہ سانپ ہی تو ہوتا ہے۔(الکامل فی التاریخ ۳/۱۹۰)

قارئین کرام: انصاف سے بتائیں کہ کیا یہ بولی کسی محب اہل بیت کی ہے یا دشمن اہل بیت کی؟____ کیا یزید کا یہ انداز نہیں بتاتا کہ جو کچھ اس نے کیا اہل بیت کی عداوت میں کیا۔ان کے ساتھ بظاہر نرمی وحسن سلوک کرنا اس کی ریا کاری ودکھاوے کے سوا کچھ نہیں تھا____

ماخذو مراجع (باعتبار حروف تہجی)

اسماء کتب	مصنفین	وفات	مطبع	سن طبع
القرآن الکریم				
الاخبار الطوال	احمد بن داؤد دینوری	۲۸۲ھ	دار احیار الکتب قاہرہ	۱۹۶۰ء
اخبار مکۃ وما جاء فیہا من الآثار	محمد بن عبداللہ الازرق	۲۵۰ھ	دار الاندلس للنشر، بیروت	
ارشاد الساری لشرح البخاری	احمد بن محمد قسطلانی	۹۲۳ھ	المطبعۃ الکبیرۃ الامیریہ مصر	۱۳۲۳ھ
الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب	یوسف بن عبداللہ القرطبی	۴۶۳ھ	دار الجیل، بیروت	
اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابہ	علی بن ابی الکریم ابن الاثیر	۶۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت	
الاصابۃ فی تمییز الصحابہ	ابن حجر العسقلانی	۸۵۲	دار الکتب العلمیہ، بیروت	
الاعلام	خیر الدین زرکلی	۱۳۹۶ھ	دار العلم للملایین	۲۰۰۲ء
اکمال تہذیب الکمال	علاء الدین مغلطائی	۷۶۲ھ	الفاروق الحدیثیہ للطباعۃ والنشر	۲۰۰۱ء
الامتاع بالاربعین المتباینۃ السماع	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان	۱۹۹۷ء
الانس الجلیل بتاریخ القدس والخلیل	عبدالرحمن العلیمی الحنبلی	۹۲۸ھ	مکتبہ دندلیس عمان	
انساب الاشراف	احمد بن یحییٰ البلاذری	۲۷۹ھ	دار الفکر، بیروت	۱۹۹۶ء
بغیۃ الطلب فی تاریخ حلب	عمر بن احمد العقیلی ابن العدیم	۶۶۰ھ	دار الفکر، بیروت	
البدء والتاریخ	مطہر بن طاہر المقدسی	۳۵۵ھ	مکتبۃ الثقافیۃ المدینۃ، بور سعید	
البدایہ والنہایہ	ابن کثیر دمشقی	۷۷۴ھ	دار احیاء التراث، العربی	۱۹۸۸ء
تہذیب الکمال فی اسماء الرجال	یوسف بن عبدالرحمن المزی	۷۴۲ھ	مؤسسۃ الرسالۃ بیروت	۱۹۸۰ء
التیسیر بشرح الجامع الصغیر	زین الدین مناوی	۱۰۳۱ھ	مکتبۃ الامام الشافعی	۱۹۸۸ء
تاریخ الاسلام	شمس الدین ذہبی	۷۴۸ھ	دار الغرب الاسلامی	۱۹۹۳ء

تاریخ دمشق	ابن عساکر	۵۷۱ھ	دارالفکر للطباعۃ والنشر	۱۹۹۰ء
التاریخ الکبیر	محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ	دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد	
تہذیب التہذیب	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد	۱۳۲۶ھ
تقریب التہذیب	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد	۱۹۸۶ء
تاریخ الطبری	محمد بن جریر طبری	۳۱۰ھ	دارالتراث، بیروت	۱۳۸۷ھ
تاریخ الخلفاء	جلال الدین سیوطی	۹۱۱ھ	نزار مصطفیٰ الباز	۲۰۰۴ء
تاریخ خلیفہ	خلیفہ بن الخیاط البصری	۲۴۰ھ	دارالقلم مؤسسۃ الرسالۃ دمشق	۱۳۹۷ھ
الثقات	محمد بن حبان البستی	۳۵۴ھ	دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد	۱۹۷۳ء
الثقات ممن لم یقع فی الکتب الستۃ	زین الدین قطلوبغا	۸۷۹ھ	مرکز النعمان للبحوث الاسلامیہ صنعاء	۲۰۱۱ء
جامع المسانید والسنن	ابن کثیر دمشقی	۷۷۴ھ	دارخضر الطباعۃ والنشر، بیروت	۱۹۹۸ء
جامع التحصیل فی احکام المراسیل	صلاح الدین خلیل دمشقی	۷۶۱ھ	عالم الکتب، بیروت	۱۹۸۶ء
الجرح والتعدیل	عبدالرحمٰن بن محمد ابن ابی حاتم	۳۲۷ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت	۱۹۵۲ء
جامع بیان العلم وفضلہ	یوسف بن عبداللہ القرطبی	۴۶۳ھ	دارابن الجوزی السعودیہ	۱۹۹۴ء
حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء	احمد بن عبداللہ اصبہانی	۴۳۰ھ	دارالکتاب العربی، بیروت	۱۹۷۴ء
حجۃ اللہ البالغہ	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	۱۱۷۶ھ	دارالجیل بیروت	۲۰۰۵ء
خلاصۃ تذہیب تہذیب الکمال...	احمد بن عبداللہ الخزرجی	۹۲۳ھ	دارالبشائر، حلب	۱۴۱۶ھ
دلائل النبوۃ	احمد بن حسین بیہقی	۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ	۱۹۸۸ء
ذکرالاخیار				
الروض الباسم	محمد بن ابراہیم الحسنی	۸۴۰ھ	دارعالم الفوائد للنشر والتوزیع	
سیر اعلام النبلاء	شمس الدین ذہبی	۷۴۸ھ	دارالحدیث، قاہرہ	۲۰۰۶ء

السیرۃ الحلبیۃ	علی بن ابراہیم حلبی	۱۰۴۴ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت	۱۴۲۷ھ
سبل الہدیٰ والرشاد	محمد بن یوسف صالحی	۹۴۲ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت	۱۹۹۳ء
سنن ترمذی	محمد بن موسیٰ الترمذی	۲۷۹ھ	دارالغرب الاسلامی	۱۹۹۸ء
سنن ابن ماجہ	ابن ماجہ ابوعبداللہ القزوینی	۲۷۳ھ	داراحیاء الکتب العلمیہ	
سنن ابی داؤد	ابوداؤد بن الاشعث سجستانی	۲۷۵ھ	المکتبۃ العصریۃ، بیروت	
شرح السنۃ	حسن بن مسعود البغوی	۵۱۶ھ	المکتب الاسلامی، دمشق	۱۹۸۳ء
شرح البخاری	محمد بن عمر السفیری شافعی	۹۵۶ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت	۲۰۰۴ء
صحیح البخاری	محمد بن اسماعیل بخاری	۲۵۶ھ	دارطوق النجاۃ، بیروت	۱۴۲۲ھ
صحیح مسلم	مسلم بن الحجاج القشیری	۲۶۱ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت	
الصواعق المحرقۃ	ابن حجر ہیتمی	۹۷۴ھ	مؤسسۃ الرسالۃ	۱۹۹۷ء
طبقات الشافعیین	اسماعیل بن عمر بن کثیر	۷۷۴ھ	مکتبۃ الثقافۃ الدینیۃ	۱۹۹۳ء
الطبقات الکبریٰ	ابوعبداللہ ابن سعد	۲۳۰ھ	مکتبۃ الصدیق، الطائف	۱۴۰۸ھ
طبقات خلیفہ بن خیاط	خلیفہ بن خیاط شیبانی	۲۴۰ھ	دارالفکر للطباعۃ والنشر	۱۹۹۳ء
طبقات المدلسین	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	مکتبۃ المنار، عمان	۱۹۸۳ء
العلل	محمد بن عیسیٰ الترمذی	۲۷۹ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت	
العلل	ابوالحسن دارقطنی	۳۸۵ھ	دارطیبہ، ریاض	۱۹۹۰ء
عمدۃ القاری	بدرالدین عینی	۸۵۵ھ	داراحیاء التراث العربی، بیروت	
الکامل فی التاریخ	علی بن ابوالکریم ابن الاثیر	۶۳۰ھ	دارالکتاب العربی، بیروت	۱۹۹۷ء
لسان المیزان	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	دائرۃ المعارف النظامیۃ	۱۹۷۱ء
معجم اوسط	سلیمان بن احمد الطبرانی	۳۶۰ھ	دارالحرمین، قاہرہ	

مسند ابویعلیٰ	احمد بن علی الموصلی	۳۰۷ھ	دار المامون للتراث، دمشق	۱۹۸۴ء
مجمع الزوائد ومنبع الفوائد	علی بن سلیمان ہیثمی	۸۰۷ھ	مکتبۃ القدسی، قاہرہ	۱۹۹۴ء
موسوعہ اقوال احمد بن حنبل	السید ابو المعاطی النوری		عالم الکتب	۱۹۹۷ء
مصنف ابن ابی شیبہ	ابوبکر بن ابی شیبہ	۲۳۵ھ	مکتبۃ الرشید، ریاض	۱۴۰۹ھ
میزان الاعتدال	شمس الدین ذہبی	۷۴۸ھ	دار المعرفۃ، بیروت	۱۹۶۳ء
المستدرک علی الصحیحین	حاکم محمد بن عبد اللہ	۴۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت	۱۹۹۰ء
موسوعہ اقوال ابی الحسن دار قطنی	مجموعۃ المؤلفین		عالم الکتب للنشر، بیروت	۲۰۰۱ء
مختصر تاریخ دمشق	محمد بن مکرم الافریقی	۷۱۱ھ	دار الفکر	۱۹۸۴ء
المؤتلف والمختلف	ابو الحسن دار قطنی	۳۸۵ھ	دار الغرب الاسلامی، بیروت	۱۹۸۶ء
مؤطا	مالک بن انس	۱۷۹ھ	موسسۃ زائد بن سلطان، امارات	۲۰۰۴ء
فتح الباری	ابن حجر عسقلانی	۸۵۲ھ	دار المعرفۃ، بیروت	۱۳۷۹ھ
فیض القدیر	زین الدین مناوی	۱۰۳۱ھ	المکتبۃ التجاریۃ الکبری، مصر	۱۳۵۶ھ
وافی بالوفیات	صلاح الدین ابن ایبک صفدی	۷۶۴ھ	دار احیاء التراث، بیروت	۲۰۰۰ء
وفاء الوفا باخبار دار المصطفیٰ	علی بن عبد اللہ سمہودی	۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ، بیروت	۱۴۱۹ھ
المعجم الکبیر	سلیمان بن احمد طبرانی	۳۶۰ھ	مکتبہ ابن تیمیہ، قاہرہ	
ماہنامہ اہل السنۃ	کفایت اللہ سنابلی		ممبئی	
معجم البلدان	ابو عبد اللہ یاقوت حموی	۶۲۶ھ	دار صادر، بیروت	۱۹۹۵ء

مصنف کی کتابیں

(۱)عقائد اہل سنت (قرآن وحدیث کی روشنی میں) مطبوعہ
(۲)فضائل شعبان وشب برأت (احادیث معتبرہ کی روشنی میں) مطبوعہ
(۳)عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت مطبوعہ
(۴)فضائل ماہِ رجب مطبوعہ
(۵)شب برأت کیسے منائیں مطبوعہ
(۶)مغفرت کا سامان ماہ رمضان مع رسالہ ۲۰ رکعات تراویح مطبوعہ
(۷)قوالی کا شرعی حکم مطبوعہ
(۸)تذکرہ مولانا سید احمد اشرف کچھوچھوی مطبوعہ
(۹)سرکار کلاں بحیثیت مرشد کامل مطبوعہ
(۱۰)مکتوبات سرکار کلاں مطبوعہ
(۱۱)خطبات سرکار کلاں مطبوعہ
(۱۲)آداب صحبت وزیارت مشائخ (مخدوم اشرف سمنانی) ترجمہ وتحشیہ مطبوعہ
(۱۳)نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا (احادیث وآثار معتبرہ کی روشنی میں) مطبوعہ
(۱۴)ترک رفع یدین (احادیث وآثار صحیحہ کی روشنی میں) مطبوعہ
(۱۵)فسقِ یزید (احادیث وآثار صحیحہ واقوال سلف کے حوالے سے) مطبوعہ
(۱۶)امام حسن رضی اللہ عنہ کو زہر کس نے دیا؟ غیر مطبوعہ
(۱۷)لقب امام اعظم غیر مطبوعہ
(۱۸)کیا تراویح آٹھ رکعت سنت ہے؟ (انگلش) مطبوعہ
(۱۹)معجزۂ ردِّ شمس (جلال الدین سیوطی و یوسف صالحی دمشقی) ترجمہ وتحشیہ مطبوعہ
(۲۰)فضائلِ ذکر وذاکرین (جلال الدین سیوطی) ترجمہ مطبوعہ